کگار

ایک جاسوسی ناول

PDFBOOKSFREE.PK

تصنیف: ابنِ لطیف

Rs.75/-

گگار

مصنّف: ابنِ لطیف

(ایک جاسوسی ناول)

باب۔۱

ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کرتے وقت کیسا محسوس کرتا ہوگا؟

دل و دماغ میں انتشار پیدا کرنے والا یہ چبھتا ہوا سوال تقریباً دسویں بار برجیش کے سامنے ایک بھیانک اژدہے کی طرح منہ پھیلا کر کھڑا ہوگیا۔ اس نے اس طرح اپنے سر کو جھٹکا جیسے اس منحوس خیال کو ہمیشہ کے لئے اپنے دماغ سے نکال پھینکنا چاہتا ہو۔ لیکن سر کی اس معمولی جنبش میں نہ تو اتنی قوت تھی اور نہ ہی صلاحیت جو سوالیہ نشان کے شکل و صورت والے اس اژدہے کو اسکے دماغ سے نکلنے پر مجبور کرسکتی۔

''اور وہ آدمی اپنی بیوی کو قتل کرتے وقت کیسا محسوس کرتا ہوگا جس نے اس کے ساتھ اپنی زندگی کے بہترین، پر لطف اور نشاط آفریں لمحات گزارے ہوں؟'' اژدہے نے دوسری پھنکار ماری

برجیش نے اپنے انگوٹھے اور دو انگلیوں سے اپنی پیشانی کو مسلتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ پھر ایک گہری سانس لے کر اس نے آنکھیں کھولیں اور سامنے رکھے ہوئے p.c کے روشن Monitor پر اپنی نظریں گاڑ دیں۔

برجیش پچھلے آدھے گھنٹے سے اپنے P.C پر Net Surfing کر رہا تھا Net Surfing برجیش کا شوق تھا لیکن اسوقت وہ اپنا شوق پورا نہیں کر رہا تھا بلکہ اپنے شوق کے ذریعے ان پریشان کن خیالات کو دور رکھنے کی کوشش کر رہا تھا جنہوں نے پچھلے ایک ہفتے سے اسے سخت قسم کے ذہنی انتشار میں مبتلا کر رکھا تھا۔

اپنی اس کوشش کو ناکام ہوتے دیکھ کر برجیش نے P.C آف کردیا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کرلیں۔

''مجھے الکا کے بارے میں ایسا نہیں سوچنا چاہئے۔'' وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ ''سمجھداری کا تقاضہ یہ ہے کہ میں الکا کو صاف صاف بتادوں کہ مجھے اس کے اور اس لڑکے کے تعلقات کا علم ہوچکا ہے اور اسے سب کے سامنے ذلیل کرکے طلاق دے دوں۔''

''لیکن کیا صرف طلاق دینے سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائے گی جو تمہاری بیوی کی اس غلیظ حرکت نے تمہارے اندر بھڑکا رکھی ہے؟'' اژدھا ایک بار پھر اپنا بھیانک منہ کھول کر برجیش کے سامنے کھڑا ہوگیا۔

لیکن! اس بار نہ ہی برجیش نے اپنا سر جھٹکا اور نہ ہی اس خیال کو اپنے ذہن سے نکال پھینکنے کی کوشش کی۔ یہ خیالات اب تک اس کے تحت الشعور کے تاریک کونوں سے نکل کر اسکے شعور پر پوری طرح اپنا تسلط قائم کر چکے تھے اور برجیش ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ الکا کو اس کے کئے کی سزا دینے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ طریقہ ہے...... الکا اور اس کے عاشق کا قتل!

یہ فیصلہ کرنے کے بعد گویا برجیش کے دماغ سے ایک بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا۔ اس نے بجھا ہوا سگریٹ دوبارہ سلگایا اور ایک گہرا کش لے کر سوچنے لگا

"زندگی بھی کتنی عجیب چیز ہے۔ایک ہفتے قبل تک جو شخص اپنی بیوی کے سر میں معمولی سا درد ہونے پر بے چین ہو جایا کرتا تھا وہی آج اس کو قتل کرنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔"

سگریٹ کے بل کھاتے ،لہراتے ،نیلگوں دھوئیں پر نظریں جمائے ہوئے برجیش کی نظروں کے سامنے ایک ہفتے پہلے کا وہ منظر گھوم گیا جس نے برجیش کو اپنی بیوی پر جان دینے والے شوہر سے اس بیوی کو جان سے مار دینے کا عزم رکھنے والے ایک بے رحم شخص میں تبدیل کر دیا تھا۔

وہ اتوار کا دن تھا۔

حسب معمول آج بھی برجیش اپنے آفس کا کام گھر لے آیا تھا اور اس وقت ایک فائل پر جھکا ہوا کچھ نوٹس لکھ رہا تھا۔اچانک اسے قدموں کی آہٹ سنائی دی ،برجیش نے سر اٹھا کر دیکھا۔الکا باتھ روم سے باہر آ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے گیلے بالوں کو تولیئے سے جھٹک رہی تھی۔پانی کے ایک دو چھینٹے برجیش کی فائل پر پڑے اور برجیش انہیں انگلی سے صاف کرتا ہوا مسکرا کر بولا "میڈم !اپنی کالی گھٹاؤں جیسی زلفوں سے پانی کہیں اور جا کر برسایئے نہیں تو میری ساری محنت پر پانی پھر جائے گا۔"

الکا برجیش کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی۔"پھر جانے دو،آفس کا کام گھر میں کرو گے تو یہی ہوگا۔"

"اچھا اب ہٹو میرے پاس سے ،کام کرنے دو مجھے۔"برجیش فائل دیکھتا ہوا بولا۔

الکا برجیش کے اور نزدیک کھسکتی ہوئی بولی۔"نہیں ہٹوں گی۔"

برجیش ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔"سوچ لو الکا ،اس میں نقصان تمہارا ہی ہے، دوبارہ نہانا پڑ سکتا ہے تمہیں۔"

"ہٹ" الکا جھینپتے ہوئے انداز میں ہنستی ہوئی اٹھ کر اندر چلی گئی۔برجیش الکا کے نظروں سے اوجھل ہونے تک اس پر نظریں جمائے رہا۔شادی شدہ زندگی کے دو سال گزر جانے کے بعد بھی الکا کی چال برجیش پر وہی قیامت توڑتی تھی جو اسے پہلی بار دیکھتے وقت اس پر ٹوٹی تھی۔

الکا سے اس کی پہلی ملاقات ایک Software Production House میں ہوئی تھی جہاں برجیش اپنے T.V Serial کا Concept لیکر پہنچا تھا۔الکا اس Production House میں Execative تھی۔دونوں ایک گھنٹے کی میٹنگ کے بعد جب کانفرنس روم سے نکلے تو برجیش اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔اگلے ہفتے برجیش نے اپنے سارے دوستوں کو اپنے نئے T.V Serial "پرچھائیاں" کا مہورت اور اپنی شادی کی دعوت ایک ساتھ دے ڈالی تھی اور آج دو سال بعد "پرچھائیاں" مقبول ترین سیریئل اور برجیش اور الکا کی شادی T.V Industry کی کامیاب ترین شادی مانی جاتی تھی۔

برجیش نے ایک گہری سانس لی اور دوبارہ فائل کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ اچانک فون بج اٹھا۔برجیش نے ریسیور اٹھایا۔

"ہیلو"

"مسٹر برجیش سکسینہ؟" دوسری طرف ایک بھرائی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"اسپیکنگ۔" برجیش بولا۔

"برجیش صاحب میں آپ کا پرانا خادم روپیش بول رہا ہوں ،برجیش کمار صاحب کل جب آپ شام کو آفس سے گھر آئیں تو اپنی چہیتی بیوی سے یہ ضرور پوچھئے گا کہ وہ ایک بجے سے لے کر چار بجے تک کہاں تھی۔"

"کیا بکواس ہے؟" برجیش بگڑ کر بولا۔"دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا؟"

"جی نہیں ،میرا دماغ بالکل صحیح ہے۔میں نے آپ کا نمک کھایا ہے اسلئے مجھے آپ سے ہمدردی ہے۔اور اس ہمدردی کے جذبے سے مجبور ہو کر میں اس وقت آپ کو فون کر رہا ہوں۔اگر آپ اپنی بیوی کا اصلی چہرہ دیکھنا چاہتے ہیں تو ویسا ہی کیجئے جیسا میں کہہ رہا ہوں۔"

برجیش دانت پیس کر بولا۔"میں کہتا ہوں......"

"آپ کچھ مت کہیے حضور ،بس سنتے جایئے۔" دوسری طرف سے آواز آئی۔"کل حسب معمول صبح آفس جانے کیلئے نکلئے ،پھر ساڑھے بارہ بجے واپس آ کر باہر ہی سے اپنے فلیٹ کی نگرانی کیجئے ،پھر دیکھئے کہ آپ کی بیوی کہاں جاتی ہے اور کیا کرتی ہے۔"

برجیش نے دانت پیس کر کہا۔"بکواس بند کر کمینے۔"

روپیش نے کہا۔"کمینہ تو میں ہوں برجیش صاحب ،اور آپ اس کمینے کے دس ہزار روپیہ کھا چکے ہیں اس لئے یہ کمینہ یہ انتقامی کارروائی کرنے پر

urdunovels.net

مجبور ہوا ہے۔کل اتفاق سے مجھے پتہ چلا کہ آپ کی بیوی آپ کے پیٹھ پیچھے کیا کر رہی ہے۔سوچا آپ کو اطلاع کر کے ذرا تماشہ تو دیکھوں۔گڈ بائی مسٹر برجیش کمار اینڈ گڈ لک۔''

برجیش نے ریسیور کی طرف دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے اسے کریڈل پر رکھ دیا۔اس وقت الکا بالوں میں کنگھی کرتی ہوئی واپس کمرے میں آئی۔

''کس کا فون تھا برجیش؟'' الکا نے پوچھا۔

''اوں؟......کسی کا نہیں......رانگ نمبر تھا۔''

''او مائی گاڈ۔'' الکا منہ بنا کر بولی۔''ان رانگ نمبروں نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے۔''

برجیش ایک سگریٹ سلگاتا ہوا بولا۔''الکا ایک بات پوچھوں؟''

الکا ایک گہری سانس لے کر بولی۔''یہ پوچھنے کے بجائے وہی بات پوچھ لیتے تو تمہارے قیمتی وقت کے کچھ لمحے بچ جاتے۔''

برجیش مسکرا کر بولا۔''کیا میں تمہارے اس جملے کو اس بات کی شکایت سمجھوں کہ میں آج کل تم کو زیادہ وقت نہیں دے پا رہا ہوں؟''

''نہیں۔'' الکا سنجیدگی سے بولی۔''مجھے جب تم سے شکایت کرنا ہوگی تو دو ٹوک کروں گی۔اب پوچھو کیا پوچھ رہے تھے۔''

''میں یہ سوچ رہا تھا الکا کہ......آجکل کام کافی بڑھ گیا ہے......''پرچھائیاں'' ہٹ ہونے کے بعد نئے سیریل بنانے کے آفرس آ رہے ہیں۔تم آفس آ کر میرا ہاتھ کیوں نہیں بٹاتیں۔''

الکا حیرت سے برجیش کو دیکھتی ہوئی بولی۔''یہ تم کہہ رہے ہو برجیش؟شادی کے بعد میں کام نہیں کروں گی،صرف گھر کی دیکھ بھال کروں گی یہ شرط تم ہی نے تو رکھی تھی۔''

''ہاں،رکھی تو تھی......لیکن تم......گھر میں پڑے پڑے بور نہیں ہو جاتیں؟'' برجیش نے الکا کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

''بالکل نہیں۔'' الکا سر ہلا کر بولی۔''میں اپنی موجودہ زندگی سے بہت خوش اور مطمئن ہوں۔شادی سے پہلے میں نے جو نوکری کی تھی وہ مجبوری میں کی تھی۔میں فطرتاً ایک گھریلو لڑکی ہوں برجیش۔مردوں کی برابری کا دعویٰ کرنے والی ماڈرن لڑکیوں کو میں بے وقوف سمجھتی ہوں۔میرے انہی خیالات سے متاثر ہو کر تو تم نے مجھ سے شادی کی تھی۔پھر یہ آج اچانک کیا ہو گیا ہے تمہیں؟''

''کچھ نہیں یونہی ایک خیال آیا تھا دل میں۔'' برجیش سگریٹ کا کش لے کر بولا۔''جاؤ ایک کپ کافی لے آؤ۔''

''ابھی لائی۔'' الکا اٹھ کر کچن کی طرف چلی گئی اور برجیش سوچنے لگا تو الکا کی باتوں میں خلوص اور سچائی کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آیا۔یقیناً وہ حرامزادہ روپیش خواہ مخواہ مجھے پریشان کرنا چاہتا ہے۔لیکن اس کے باوجود برجیش کے دل کی وہ خلش دور نہیں ہوئی جو روپیش کا فون موصول ہونے کے بعد پیدا ہوئی تھی۔

سارا دن اور تقریباً دو تہائی رات تذبذب میں گزارنے کے بعد برجیش نے اس خلش کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کے لئے ایک فیصلہ کیا۔

صبح نو بجے وہ الکا سے یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ وہ رات کو دیر سے گھر لوٹے گا۔آفس میں دو ڈھائی گھنٹے جیسے تیسے گزار کر وہ اپنے اسسٹنٹ سے یہ کہہ کر آفس سے نکلا کہ وہ ایک ضروری میٹنگ میں جا رہا ہے،پھر اپنی کار آفس کے پارکنگ لاٹ میں چھوڑ کر اس نے ایک ٹیکسی کی اور اپنے فلیٹ سے کچھ دور اس نے ٹیکسی رکوائی۔دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ اس نے اپنی رسٹ واچ دیکھی۔ٹھیک ساڑھے بارہ بجے تھے۔کوئی دو منٹ کے بعد اس نے الکا کو اپنے فلیٹ والی بلڈنگ سے نکلتے دیکھا۔الکا بلڈنگ کے پارکنگ لاٹ میں کھڑی اپنی سرخ ماروتی زین میں بیٹھ گئی۔الکا کی کار روانہ ہوئی اور برجیش نے ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ ٹیکسی ڈرائیور سے کہا۔''اس کار کے پیچھے چلو۔''ڈرائیور نے ایک معنی خیز نظر برجیش پر ڈالی اور ٹیکسی زین کے تعاقب میں لگ گئی۔

تقریباً چالیس منٹ بعد ماروتی زین شہری آبادی کو پیچھے چھوڑ کر ویسٹرن ایکسپریس ہائی وے پر دوڑتی ہوئی چائنا کریک کی طرف بڑھ رہی تھی اور ہر گزرتے لمحے کے ساتھ برجیش کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ روپیش کی بات غلط نکلے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد الکا کی زین ہائی وے کے ایک فاسٹ فوڈ جوائینٹ Fastfood Joint کے سامنے رکی،برجیش نے ٹیکسی کو آگے نکل جانے کے لئے کہا اور کچھ آگے جا کر ٹیکسی رکوائی۔کچھ دیر بعد الکا فاسٹ فوڈ جوائینٹ سے باہر نکلی اس کے ہاتھ میں دو پیکٹس تھے جنہیں پچھلی سیٹ پر

رکھ کر الکا نے دوبارہ کار اسٹارٹ کی۔ برجیش نے پہلے ہی پہلے ہی ٹیکسی کو چلنے کا اشارہ کر دیا تھا۔

زین نے ٹیکسی کو اوورٹیک کیا اور تعاقب دوبارہ شروع ہو گیا۔

کچھ دیر بعد الکا نے اپنی کار کچے راستے میں اتار دی۔ برجیش جانتا تھا کہ اب الکا کو چوکنا کیے بغیر تعاقب جاری رکھنا ممکن نہیں تھا۔ اس نے ٹیکسی رکوائی اور بل ادا کر کے اس طرف دیکھنے لگا جہاں الکا کی کار گئی تھی۔ ٹیکسی ڈرائیور مسکرا کر بولا "صاحب میں رکوں یا......"

"نہیں تم جاؤ" برجیش بولا۔ ٹیکسی نے یوٹرن لیا اور واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔ برجیش پیدل ہی اس سمت میں روانہ ہو گیا جہاں الکا کی کار گئی تھی۔ کچھ دور چلنے کے بعد اسے ایک چھوٹا سا کاٹیج نظر آیا اور جلد ہی اس کی نظر کاٹیج کی دائیں طرف کچھ گھنی جھاڑیوں میں چھپی ہوئی زین کا بمپر نظر آ گیا۔

برجیش دھڑکتے دل کے ساتھ درختوں کے تنوں اور گھنی جھاڑیوں کی آڑ لیتا ہوا کاٹیج کی طرف بڑھنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کاٹیج کی پشت پر تھا۔ ایک کھڑکی سے اس نے اندر جھانکا لیکن کچھ نظر نہیں آیا۔ پھر وہ دوسری کھڑکی کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اس کی نظر ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے ہوئے ایک لڑکے پر پڑی۔ لڑکا بہت ہی خوبرو اور کسرتی بدن کا مالک تھا۔ اس کے شانوں تک پہنچتے ہوئے لمبے اور گھنے بال بھورے رنگ کے تھے۔ اور اس کی تھوڑی کا ننھا گڑھا اس کے چہرے کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر رہا تھا۔ اس نے ایک نیلی جینس اور سفید ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے سامنے الکا بیٹھی تھی۔ دونوں کے بیچ ٹیبل پر وہی دو لنچ کے پیکٹس رکھے تھے جو الکا نے فاسٹ فوڈ جوائنٹ سے خریدے تھے۔ دونوں ہنس ہنس کے باتیں کر رہے تھے اور ساتھ ہی کھاتے بھی جا رہے تھے۔ کھڑکی بند ہونے کی وجہ سے انکی آواز برجیش تک نہیں پہنچ رہی تھی۔ لیکن اس کی ضرورت بھی کیا تھی جو کچھ برجیش دیکھ رہا تھا وہی اس کا خون کھولا دینے کے لئے کافی تھا۔ دل و دماغ میں اٹھنے والی غصے اور نفرت کی ملی جلی آندھی پر قابو پاتا ہوا برجیش پلٹ کر واپس سڑک کی طرف چلا آیا۔ انتہائی غصے میں ہونے کے باوجود وہ جلد بازی میں کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہتا تھا۔

ہائی وے پر آ کر اسے کافی دور چلنے کے بعد ایک ٹیکسی ملی تھی اور وہ واپس آفس آ گیا تھا۔

بڑی مشکل سے سارا دن آفس میں کاٹنے کے بعد رات کو ساڑھے آٹھ بجے برجیش گھر پہنچا تھا۔ الکا نے دروازہ کھولا اور حیرت اور مسرت سے بولی "ارے واہ، آج تو جلدی گھر آ گئے تم؟"

برجیش اسکی طرف دیکھے بغیر بولا "ہاں......آج کوئی خاص کام نہیں تھا اور شام کی دو Meetings کینسل ہو گئیں۔"

"بالکل ٹھیک وقت پر آئے ہو تم۔ میں کھانا کھانے ہی جا رہی تھی۔" الکا بولی۔

"تم کھالو مجھے بھوک نہیں ہے۔" کوٹ اتار کر برجیش ٹائی کی گرہ کھولتے ہوئے بیڈروم کی طرف چلا گیا۔

ایک گھنٹے کے بعد بیڈ پر جاتے وقت برجیش دھیرے سے بولا۔ "آج دن کیسا گزرا الکا؟"

"Sidney Sheldon کا ایک پرانا تھرلر پڑھتے ہوئے" الکا مسکرا کر بولی۔ "واقعی قلم کا جادوگر تھا Sidney Sheldon"

"کس صفائی سے جھوٹ بولتی ہے حرامزادی" برجیش نے سوچا "اگر میں نے خود اپنی آنکھوں سے سب کچھ نہ دیکھا ہوتا تو اس کا جھوٹ سو فیصدی سچ معلوم ہوتا مجھے۔"

اور اس رات الکا کے سو جانے کے بعد برجیش کے دماغ میں پہلی بار اس سوال نے سر اٹھایا تھا۔

"ایک انسان دوسرے انسان کو قتل کرتے وقت کیسا محسوس کرتا ہوگا؟"

☆......☆......☆

باب۔۲

One-up Detective Agency کے چیف ڈیٹیکٹیو طارق کا چہرہ پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ اپنے شکار پر نظریں جمائے وہ انتہائی آہستگی سے آگے بڑھا۔ دائیں ہاتھ میں دبے ہوئے اس کے اعشاریہ تین آٹھ کے ریوالور پر اس کی گرفت مضبوط ہوتی گئی۔ بغیر کوئی آواز پیدا کیے وہ دبے قدموں سے آگے بڑھتا گیا۔ پھر اس نے اپنے ریوالور کو الٹا کر کے نال سے پکڑ لیا۔ اپنی سانس روکے ہوئے وہ آگے بڑھتا رہا ساتھ میں اس کا ریوالور والا ہاتھ اٹھتا گیا۔ پھر بجلی کی سی سرعت کے ساتھ ہاتھ نیچے آیا اور "کھٹاک" کی ایک آواز کے ساتھ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی مکھی ریوالور کے دستے

کے نیچے کچل کر مرگئی۔

''وہ مارا'' طارق خوشی سے اچھل کر چیخا۔

ٹھیک اسی وقت دروازہ کھلا اور چنگیزی اندر آیا۔

''گڈ مارننگ انکل چنگیزی۔'' طارق ریوالور کو اپنے شولڈر ہولسٹر میں رکھتا ہوا بولا۔

''گڈ مارننگ۔'' چنگیزی اپنی ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔'' کیا ہو رہا ہے طارق۔''

''وہی ہو رہا ہے چچا جان جو عموماً بے کاری میں ہوا کرتا ہے۔'' طارق نے کہا'' مکھیاں مار رہا ہوں۔ محاورتاً نہیں حقیقتاً۔''

چنگیزی نے مری ہوئی مکھی کو دیکھ کر ناک سکوڑی اور غصے سے بولا'' ایسی بیہودہ حرکتیں کرنے سے کتنی بار منع کیا ہے تمہیں؟''

''ظاہر ہے اتنی بار منع کیا ہوگا جتنی بار میں نے ایسی بے ہودہ حرکتیں کی ہونگی۔'' طارق اطمینان سے چنگیزی کے سامنے کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔

''بکومت۔'' چنگیزی بگڑ کر بولا۔'' ٹیبل صاف کرو۔''

طارق نے ایک ڈسٹر اٹھا کر ٹیبل صاف کیا اور بولا۔'' اگر بے کاری کا یہی عالم رہا تو آپ کا یہ ہونہار بھتیجہ کسی ہوٹل میں ٹیبل صاف کرتا نظر آئے گا۔''

''طارق بکواس بند کرو اور میری بات غور سے سنو۔''

''سنائیے، میں ہمہ تن گوش ہوں۔''

''تمہیں یاد ہوگا کہ پچھلے مہینے قیصر آباد میں مشہور صنعت کار بھرت سایانی کے جوان بیٹے کا قتل ہوا تھا؟''

''اچھی طرح یاد ہے۔ انکے بیٹے کا نام مہیش تھا اور اسے اس کے ایک کلاس میٹ ششانک نے قتل کیا تھا۔''

''ہاں۔'' چنگیزی نے اپنا پائپ سلگایا اور کہا۔'' لیکن اس سے پہلے کہ پولس اسے گرفتار کرتی ششانک فرار ہوگیا تھا اور وہ آج تک لاپتہ ہے۔''

''لیکن ان ساری باتوں سے ہمارا کیا تعلق؟ یہ تو پولس کیس ہے۔''

چنگیزی نے کچھ کہے بغیر ڈراور کھول کر ایک لفافہ نکالا اور اسے طارق کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔'' کل شام کی ڈاک سے یہ خط آیا تھا، پڑھو اسے۔''

طارق نے لفافے سے خط نکالا اور بلند آواز میں پڑھنے لگا۔

''ڈیئر مسٹر چنگیزی۔

یہ تو آپ جانتے ہی ہونگے کہ پچھلے مہینے میرے اکلوتے بیٹے مہیش کو اسی کی کلاس میں پڑھنے والے ایک لڑکے ششانک نے بڑی بے دردی سے قتل کردیا تھا۔ ششانک کو پولس آج تک گرفتار نہیں کرپائی ہے، میں نے آپکی One up Detective Agency کا کافی نام سنا ہے، ششانک کو گرفتار کرنے والے کو میں نے......

پڑھتے پڑھتے طارق رک گیا پھر آنکھیں پھاڑ کر تقریباً چیختا ہوا آگے پڑھنے لگا'' پچیس لاکھ روپیہ انعام دینے کا وعدہ کیا ہے۔ پچاس ہزار روپئے کا چیک بطور پیشگی بھیج رہا ہوں۔

طارق لفافے کو الٹتا ہوا بولا۔'' چیک کہاں ہے چچا جان؟''

''چیک بینک پہنچ چکا ہے۔'' چنگیزی پائپ کا کش لیتا ہوا بولا۔'' خط کی آخری لائنیں تو پڑھو بھتیجے۔''

طارق آگے پڑھنے لگا۔'' یہی آفر میں نے بمبئی کی ساری Detective Aegencies کو دیا ہے۔ اگر آپ باقی کے ساڑھے چار لاکھ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو فوراً سے بیشتر ششانک کی تلاش شروع کردیجئے۔ آپ کا بھرت سایانی۔

طارق خط کو واپس لفافے میں رکھتا ہوا بولا'' تھینک گاڈ، ہماری بیکاری کے دن ختم ہوئے۔''

''یہ کیا بیکاری بیکاری کی رٹ لگا رکھی ہے تم نے۔'' چنگیزی برا سا منہ بنا کر بولا۔'' ہماری ایجنسی کے پاس اٹھارہ فیکٹریوں اور پچاس سے زیادہ ہاؤزنگ سوسائٹیز کے سیکیورٹی کانٹریکٹس ہیں۔''

''ہونگے مگر ہمارا D-Department تو مکھیاں ہی مار رہا تھا کچھ دیر قبل تک۔ اب آئے گا مزہ کام کرنے کا۔'' ٹھیک اسی وقت دروازہ کھلا اور نصرت اندر آتا ہوا بولا'' گڈ مارننگ مسٹر چنگیزی، ہائے طارق......''

چنگیزی بولا'' گڈ مارننگ نصرت۔ کم ان۔''

طارق نصرت کی طرف لفافہ بڑھاتے ہوئے بولا'' نصرت ایک نیا کیس آیا ہے۔ اسے پڑھ لو تمہیں کام فوراً شروع کرنا ہے۔''

نصرت نے خط پڑھا اور ایک طویل سانس لے کر بولا'' ہوں، مسٹر بھرت سایانی نے یہی آفر دوسری Detective Agency کو بھی دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بالکل ایسا ہی خط سامنے والی کو بھی ملا ہوگا۔''

"سامنے والی" سے نصرت کی مراد تھی Eve's Detective Agency۔ جس کا آفس One-up Detective Agency کے آفس کے ٹھیک سامنے تھا۔ Eve's کی سول پروپرائیٹر صوفیہ شراف تھیں۔ Eve's کی خصوصیت یہ تھی کہ ان میں صرف لڑکیاں ہی ملازمت پر رکھی جاتی تھیں۔ اس کی وجہ یہی تھی جو صوفیہ شراف کے پچاس سال پار کر لینے کے بعد بھی غیر شادی شدہ ہونے کی تھی۔ مردوں سے شدید ترین نفرت۔ وہی نفرت جو عورتوں کو ناقص العقل سمجھنے والے چنگیزی کو صنفِ نازک سے تھی۔

چنگیزی اور صوفیہ کی دشمنی سارے شہر میں مشہور تھی۔

چنگیزی نے پائپ کا ایک گہرا کش لیا اور بولا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو نصرت۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ ایک بار پھر تم دونوں کا مقابلہ غزالہ اور اسٹیلا سے ہوگا۔"

غزالہ اور اسٹیلا Eve's Detective Agency کی دو چیف ڈیٹیکٹوز تھیں اور انکی طارق اور نصرت سے جھڑپیں اور پیشہ ورانہ رسہ کشی کی داستانیں اکثر اخباروں کی زینت بن کر عوام کی دلچسپی کا باعث ہوا کرتیں تھیں۔

چنگیزی طارق اور نصرت کو گھورتا ہوا بولا۔ "اس بار بھی اگر تم نے ان دونوں لونڈیوں سے شکست کھائی تو کسی دوسری ڈیٹیکٹو ایجنسی میں نوکری کیلئے انٹرویو دینے کی تیاریاں شروع کر دینا۔"

"ناٹ کم آن انکل۔" طارق ہاتھ جھٹک کر بولا۔ "آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے ہم ہمیشہ ہی ان دونوں سے شکست کھا جاتے ہیں۔"

"ہمیشہ تو نہیں، لیکن اکثر وہ تم دونوں کو اُلّو بنانے میں کامیاب ہو جاتیں ہیں۔"

"آپ مطمئن رہیے سر۔" نصرت بولا۔ "ایسا کبھی نہیں ہوگا۔" پھر وہ طارق کی طرف دیکھ کر بولا "طارق ہمیں فوراً ہی اپنا ایکشن پلان تیار کر لینا چاہیے۔"

"وہ تو میرے دماغ میں مسٹر بھرت سایانی کا خط پڑھتے ہی مرتب ہو چکا تھا۔" طارق بولا "ہمیں اس وقت Homicide Dept چل کر شمشانک کا فوٹوگراف اور اس کے بارے میں دوسری تفصیلات حاصل کر لینی چاہئیں۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔" نصرت اٹھتا ہوا بولا۔ "Let's go۔"

"لیکن یہ ایک مشکل کام ہوگا۔ ہومی سائڈ ڈپارٹمنٹ پرائیویٹ جاسوسوں سے تعاون نہیں کرتا۔" چنگیزی بولا۔

طارق مسکرا کر بولا "ہم دونوں آپ سے تنخواہ مشکل کاموں کی ہی تو پاتے ہیں انکل۔ اچھا خدا حافظ۔"

"آل دی بیسٹ۔" چنگیزی نے کہا اور دونوں آفس سے نکل گئے۔

کچھ دیر کے بعد طارق اور نصرت آفس کی بلڈنگ کے پارکنگ لاٹ میں کھڑی جیپ میں بیٹھ رہے تھے جو انہیں ایجنسی کی طرف سے ملی تھی۔ طارق نے جیپ اسٹارٹ کی ہی تھی کہ نصرت بولا "ایک منٹ طارق۔"

"کیا ہوا" طارق نے پوچھا۔

نصرت پارکنگ لاٹ میں کھڑی ہوئی ایک زرد رنگ کی سینٹرو کی طرف اشارہ کر کے بولا۔ "وہ دیکھو غزالہ اور اسٹیلا کی کار۔"

طارق جھنجھلا کر بولا۔ "وہ تو میں روز ہی دیکھتا ہوں یار، اس میں نئی بات کیا ہے؟"

"نئی بات ابھی تک تو کچھ بھی نہیں ہے لیکن جلدی ہی ہو جائے گی۔ جب میں انکے کار کے ٹائرس کو ہوا سے محروم کر دوں گا" نصرت آنکھ دبا کر مسکراتا ہوا بولا۔

طارق ہونٹ سکوڑ کر بولا۔ "یہ ایک گھٹیا حرکت ہوگی نصرت۔"

"ہاں۔" نصرت سر ہلا کر بولا۔ "لیکن تم بھول رہے ہو کہ یہی گھٹیا حرکت وہ دونوں ہمارے ساتھ پچھلے کیس میں کر چکی ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" طارق بیزاری سے بولا۔ جو کرنا ہے جلدی کرو۔"

نصرت بڑی تیزی سے سینٹرو کی طرف بڑھا اور اسکے پچھلے ٹائر پر جھکا ہی تھا کہ اس کے کانوں سے ایک سریلی آواز ٹکرائی۔ "ہائے نصرت۔"

نصرت جلدی سے سیدھا ہو کر پلٹا۔ اسکے سامنے غزالہ اور اسٹیلا کھڑی تھیں۔

"اوہ ہیلو۔" نصرت ایک مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"کیا تمہاری کوئی چیز کھو گئی ہے نصرت۔" اسٹیلا نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

urdunovels.net

''نہیں.....میں.....یونہی.....''

''سمجھ گئی۔''غزالہ مسکرا کر بولی۔''تم ہماری نئی کار کو نزدیک سے دیکھنا چاہتے تھے۔ ہاہا۔''

''نہیں۔''نصرت ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔''خوبصورت کاروں اور خوبصورت لڑکیوں کو میں صرف دور سے دیکھنا ہی پسند کرتا ہوں کیونکہ نزدیک سے دیکھنے پر اکثر انکی قلعی کھل جاتی ہے۔او کے بائی۔''نصرت جوابی جملے سے بچنے کے لئے بڑی تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

غزالہ اور اسٹیلا سینٹرو میں بیٹھ کر روانہ ہو گئیں۔طارق دوبارہ جیپ اسٹارٹ کر ہی رہا تھا کہ اچانک نصرت کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ہیلو۔''نصرت بولا۔

دوسری طرف سے غزالہ کی آواز آئی۔نصرت! میں غزالہ.....طارق سے کہو کہ جیپ اسٹارٹ کرنے سے پہلے ذرا اتر کر جیپ کے پچھلے ٹائر کا جائزہ لے لے۔''

نصرت چونک کر بولا۔''کیا مطلب؟''

غزالہ بولی۔''مطلب یہ کہ ہماری جس گھٹیا حرکت کا بدلہ تم لینا چاہتے تھے اور نہیں لے سکے۔وہی حرکت تمہارے پارکنگ لاٹ میں آنے سے پہلے ہم دوبارہ کر چکے تھے۔بائی بائی۔''دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا اور نصرت نے جھلاہٹ میں اپنا سر پیٹ لیا۔

''طارق اپنی دونوں آنکھیں بند کر کے ایک گہری سانس لیتا ہوا بولا۔''نصرت تم نے جو بھی فون پہ سنا وہ مجھے مت سنانا میں اس وقت سر پیٹنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔''

''تو موڈ بنالو۔''نصرت دانت پیس کر کہا۔''وہ شیطان کی بھتیجیاں جیپ کے ٹائر کی ہوا پہلے ہی نکال چکی تھیں لگتا ہے یہاں چھپ کر ہماری باتیں سن لیں تھی انہوں نے۔''

طارق جیپ سے اتر کر اس کے عقب میں گیا اور دونوں فلیٹ ٹائر دیکھ کر اپنے ہونٹ بھینچتا ہوا کہا۔''چلو بائیک نکالتے ہیں۔آج انہیں ایسی سزا دوں گا کہ زندگی بھر یاد رکھیں گی۔''

کچھ ہی دیر میں دونوں طارق کی موٹر بائیک پر Homicide Dept کے آفس کی طرف اڑے جا رہے تھے۔

Homicide Dept کی بلڈنگ کے کپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی طارق کی نظر زرد سینٹرو پر پڑی۔

طارق کچھ سوچتا ہوا کہا۔''تو وہ دونوں یہیں آئی ہوئی ہیں۔''

''ان سے بعد میں نپٹیں گے پہلے یہ سوچو کہ ہومی سائڈ والوں سے ششانک کے بارے میں معلومات کیسے حاصل کی جائے۔ہم پرائیویٹ جاسوسوں سے ویسے ہی چڑھتے ہیں یہ لوگ۔اور انسپکٹر شاہ تو خاص طور پر خار کھاتا ہے ہم پر۔''

طارق مسکرا کر کہا۔''لیکن انسپکٹر شاہ اسٹیلا پر خاص طور سے مہربان ہیں۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ایک پرائیویٹ جاسوس ہے۔''

''تو پھر؟''

''تو پھر یہ کہ ہم ششانک سے متعلق ساری تفصیلات انسپکٹر شاہ سے نہیں بلکہ شیطان کی ان بھتیجیوں سے کریں گے۔''

''آئیڈیا برا نہیں ہے۔''نصرت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔''لیکن.....''غزالہ اور اسٹیلا کو بلڈنگ سے باہر نکلتے دیکھ کر نصرت کا جملہ ادھورا رہ گیا۔غزالہ کے ہاتھ میں ایک خاکی رنگ کا بڑا سا لفافہ تھا اور دونوں سینٹرو کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

طارق نے ادھر ادھر دیکھا اور پاس ہی کے ایک پبلک فون بوتھ کی طرف جھپٹا۔نصرت بھی اس کے ساتھ بوتھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''کیا کر رہے ہو؟''

''بتانے کا وقت نہیں ہے۔بس دیکھتے جاؤ۔''طارق انسٹرومنٹ میں سکہ ڈال کر پش بٹن دباتے ہوئے کہا۔

دوسری طرف غزالہ کے موبائل کی گھنٹی بجی۔غزالہ موبائل کان سے لگا کر بولی۔''ہیلو۔''

طارق آواز بدل کر کہا''مس غزالہ جعفری؟''

''اسپیکنگ۔''

طارق نے بڑی تیزی سے کہا''مس جعفری میں بھرت سایانی بول رہا ہوں۔آپ کی جان خطرے میں ہے۔آپ اپنی ساتھی سمیت فوراً سے پیشتر واپس ہومی سائیڈ ڈپارٹمنٹ کی بلڈنگ میں لوٹ جائیے۔ابھی اسی وقت۔''

’’لیکن آپ......‘‘

’’وقت مت برباد کیجئے مس جعفری۔‘‘ طارق نے غزالہ کی بات کاٹ کر پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے کہا۔’’ آپ دونوں پر کسی بھی وقت حملہ ہوسکتا ہے۔آپ فوراً اندر جائیے اور کینٹین میں بیٹھ جائیے۔وہاں آپ محفوظ رہیں گی۔میں پانچ منٹ بعد فون کر کے آپ کو ساری بات بتاتا ہوں۔گڈبائی۔‘‘ طارق نے لائن ڈسکنیکٹ کر دی۔

غزالہ اور اسٹیلا تیزی سے واپس بلڈنگ کے اندر چلی گئیں ادھر طارق نصرت سے بولا۔’’نصرت ڈھریڈ کو فون کرو اور اسے یہاں فوراً آنے کو کہو۔‘‘

ڈھریڈ اس علاقے میں ایک بیئر بار چلاتا تھا اور چنگیزی کے اس پر کئی احسانات ہونے کی بنا پر وہ ہمیشہ ان کا کوئی بھی کام کرنے کیلئے تیار رہتا تھا۔

جتنی دیر میں نصرت نے اپنے موبائل سے ڈھریڈ کو بلایا اتنی دیر میں طارق نے غزالہ کو دوبارہ فون کر کے بحیثیت بھرت سایانی کہا۔’’مس جعفری آپ کینٹین میں پہنچ گئیں نا۔‘‘

’’ہاں۔‘‘غزالہ ہلکی سے جھنجھلاہٹ کے ساتھ بولی۔’’لیکن مسٹر سایانی میری سمجھ میں یہ نہیں آرہا ہے کہ......‘‘

طارق اس کی بات کاٹ کر بولا’’ آپ کی سمجھ میں بہت ساری باتیں نہیں آرہی ہونگی مس جعفری اور ذہن میں بہت سارے سوالات بھی اٹھ رہے ہونگے۔کچھ دیر وہیں رک جائیے میں وہاں اپنا ایک باڈی گارڈ بھیج رہا ہوں۔آپ دونوں اس کے ساتھ میرے آفس آجائیے ساری باتیں میں آپ کو یہیں سمجھادوں گا۔اوکے؟‘‘

’’اوکے۔‘‘غزالہ نے ایک طویل سانس لے کے کہا اور کنکشن آف کر دیا۔

’’اب کیا کہہ رہے تھے مسٹر سایانی؟‘‘ اسٹیلا نے پوچھا۔

’’اپنا ایک باڈی گارڈ بھیج رہے ہیں جو ہمیں ان کے آفس تک لے جائے گا۔‘‘غزالہ نے کہا۔

’’اوہ......لیکن تم نے ان سے کیوں نہیں کہہ دیا کہ ہم خود اپنی حفاظت کرنا بخوبی جانتے ہیں۔‘‘

’’دل میں تو آیا تھا کہ کہہ دوں۔‘‘غزالہ نے کہا’’لیکن پھر یہ سوچ کر ٹال گئی کہ امپارٹنٹ کلائینٹ ہے کہیں برا نہ مان جائے۔ویسے تیش کا قتل کن حالات میں ہوا یہ جاننے کے لئے ہمیں ایک بار بھرت سایانی سے ملنا تو تھا ہی۔‘‘

بلڈنگ کے باہر طارق اور نصرت ڈھریڈ کا انتظار کر رہے تھے۔اسی اثناء میں طارق سامنے کی اسٹیشنری کی دکان سے ایک بالکل ویسا ہی خاکی لفافہ خرید چکا تھا جو انہیں غزالہ کے ہاتھ میں نظر آیا تھا۔

لفافے میں وہ کچھ سادے کاغذات رکھ چکا تھا۔تقریباً سات منٹ بعد ان کے قریب ایک کار آ کر رکی اور اس میں سے ڈھریڈ اتر کر تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ڈھریڈ ایک لمبا تڑنگا،خطرناک شکل والا آدمی تھا اور اسے دیکھ کر یہی گمان ہوتا تھا جیسے ہالی ووڈ کی ویسٹرن فلموں کا کوئی کردار غلطی سے جیتی جاگتی دنیا میں چلا آیا ہو۔وہ ان کے قریب آ کر کثرت تمباکو نوشی سے اپنے کالے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔’’ہائے طارق،ہائے نصرت۔کہو کیسے یاد کیا ہے؟‘‘

طارق اسکی طرف وہ لفافہ بڑھا کر بولا۔’’ اسے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لو ڈھریڈ اور جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلو۔‘‘

اندر کینٹین میں غزالہ اور اسٹیلا نے اپنی کافی ختم کی ہی تھی کہ ڈھریڈ تیزی سے چلتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور بڑے ہی مؤدبانہ انداز میں ان کے سامنے جھکتے ہوئے کہا۔’’ڈھریڈ۔۔۔۔۔ایٹ یور سروس مادام۔میں مسٹر بھرت سایانی کا باڈی گارڈ ہوں۔آپ براہ کرم میرے ساتھ آئیے۔‘‘

’’چلو۔‘‘غزالہ نے میز پر رکھے ہوئے لفافے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ڈھریڈ نے لفافہ خود اٹھالیا۔یہ میرے پاس ہی رہے تو بہتر ہوگا مادام۔یہ مسٹر سایانی کا حکم ہے۔‘‘

غزالہ اور اسٹیلا نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اسٹیلا نے لاپرواہی سے اپنے کندھوں کو جنبش دیتے ہوئے کہا۔’’اوکے لیٹس گو۔‘‘

تینوں باہر آئے اور اسی بیچ ڈھریڈ کے ہاتھ میں دبا ہوا لفافہ ڈھریڈ کے کوٹ کی اندرونی جیب میں اور طارق کا دیا ہوا لفافہ ڈھریڈ کی جیب سے نکل کر اس کے ہاتھ میں پہنچ چکا تھا۔

سینٹرو کے قریب آ کر ڈھریڈ نے کہا۔’’آپ لوگ کار میں بیٹھئے میں دومنٹ میں حاضر ہوا......اور ہاں......اب یہ لفافہ آپ رکھ سکتی ہیں۔‘‘ ڈھریڈ نے لفافہ غزالہ کو تھمادیا اور فوجیوں کے انداز میں ایڑیوں پر گھوم کر بڑی تیزی

سے کمپاؤنڈ کے باہر نکل گیا۔

باہر آ کر فریڈ طارق کو اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے لفافہ نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ Mission Successfull باس۔ اور کوئی خدمت؟''

''نہیں۔'' نصرت نے کہا۔ ''تھینکس فریڈ۔''

''مائی پلیثر باس۔'' کہہ کر فریڈ اپنی کار میں بیٹھ کر روانہ ہوگیا۔

طارق نے لفافہ کھول کر دیکھا اس میں ششانک کے ایک فوٹوگراف کی زیروکس کاپی کے ساتھ ٹائپ کئے ہوئے کاغذات کی کچھ زیروکس کاپیاں تھیں۔ طارق کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے اپنے موبائل سے غزالہ کے موبائل کا نمبر ملایا۔ کار میں بیٹھی ہوئی غزالہ نے موبائل کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ہیلو۔''

''ہیلو سویٹ ہارٹ۔'' طارق چہکتا ہوا بولا۔

''کون؟'' غزالہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

''تمہارا پرانا دوست طارق چنگیزی فرام ون اپ ڈیٹیکٹیو ایجنسی۔ فریڈ۔۔۔ کا انتظار مت کرو کیونکہ وہ میرا آدمی تھا اور کچھ دیر قبل فون بھی مسٹر سایانی نے نہیں بلکہ اسی خاکسار نے کیا تھا۔ اتنی آسانی سے اُلو بن جانے کا بہت بہت شکریہ مس غزالہ جعفری۔ اب دوبارہ ہم سے ٹکرانے کی حماقت مت کرنا۔ بائی بائی۔''

غزالہ کے چہرے پر جھلاہٹ کے آثار دیکھ کر اسٹیلا نے پوچھا کیا ہوا، کس کا فون تھا؟''

''طارق کا۔ ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔'' غزالہ نے جلدی سے خاکی لفافہ کھولتے ہوئے کہا۔

لفافے میں سادے کاغذات بھرے ہوئے تھے۔ اسٹیلا چونک کر بولی۔ ''اومائی گاڈ۔''

''اس کا مطلب ہے وہ فریڈ طارق کا آدمی تھا۔'' غزالہ نے کہا۔

''ہوں۔'' اسٹیلا نے دانت پیس کر کہا ''تو یہ طارق اور نصرت کی حرکت تھی۔''

''ہاں۔'' غزالہ نے کہا۔ ''وہ جانتے تھے کہ انسپکٹر شاہ سے ششانک والے کاغذات حاصل کرنا مشکل ہوگا۔ اسلئے انہوں نے یہ چال چلی۔''

''اب کیا ہوگا؟'' اسٹیلا نے متفکرانہ انداز میں کہا۔ ''صوفیہ کو اس بات کا پتا چلے گا تو کچا چبا جائے گی ہم دونوں کو۔''

دوسری طرف جیپ میں طارق ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔ ''جب چچا چنگیزی کو اس بات کا پتا چلے گا تو وہ خوشی سے کھل اٹھیں گے۔''

نصرت نے مسکرا کر کہا ''بالکل ٹھیک کہتے ہو تم۔ میڈم صوفیہ کو نیچا دکھا کر چنگیزی صاحب کو جو مسرت حاصل ہوتی ہے اسکا کوئی نعم البدل ہو ہی نہیں سکتا۔''

پھر نصرت نے وہ خاکی لفافہ کھولا اور اس میں سے ششانک کی فوٹو کی کاپی نکال کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

فوٹو ایک بہت ہی خوبرو لڑکے کی تھی۔ وہ کسرتی بدن کا مالک تھا اسکے شانوں تک پہنچتے ہوئے لمبے اور گھنے بال بھورے رنگ کے تھے۔ اور اس کی تھوڑی کا ننھا سا گڑھا اسکے چہرے کی خوبصورتی میں اور اضافہ کر رہا تھا۔

☆......☆......☆

باب ۔۳

رات کے ٹھیک دو بجے تھے۔

برجیش نے بیڈ پر گہری نیند میں ڈوبی ہوئی الکا پر ایک نظر ڈالی اور بغیر کوئی آواز پیدا کئے وہ بیڈ سے اتر آیا اور اپنا سلیپنگ گاؤن پہن کر وہ اپنی اسٹڈی میں آ گیا۔

اپنی میز کی دراز کھول کر اس نے ایک دو انچ چوڑا اور چار پانچ انچ لمبا لکڑی کا ڈبہ نکالا اور ڈبے کا ڈھکن کھول کر غور سے اس ٹائم بم کو دیکھنے لگا جو اس نے ایک ہفتے کی بھاگ دوڑ اور تقریباً پچاس ہزار روپے خرچ کر کے حاصل کیا تھا۔

الکا اور اس کے عاشق کو قتل کرنے کا فیصلہ کرنے کے بعد برجیش بڑی باریک بینی سے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی شروعات کر دی تھی۔

سب سے پہلے اس کے سامنے مسئلہ تھا طریقہ قتل کا۔ سارے امکانات پر خوب اچھی طرح غور کرنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ سب سے محفوظ اور کارگر طریقہ یہ ہوگا کہ دوپہر کے ایک اور چار بجے کے درمیان جب الکا اس کاٹیج میں اپنے آشنا کے ساتھ ہو، ایک زبردست دھماکے کے ساتھ اس

urdunovels.net

میں موجود ہر شخص اور ہر چیز کی دھجیاں اڑ جائیں ۔اور جس وقت یہ دھماکہ ہو اس وقت برجیش دلی میں دوردرشن کے کسی افسر کے آفس میں ہو تاکہ پولس جب تفتیش شروع کرے تو برجیش پر شک جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہو۔

یہ فیصلہ کرنے کے بعد برجیش الکا سے ”پرچھائیاں“ کی آؤٹ ڈور شوٹنگ کے لئے لوکیشن دیکھنے کے بہانے آسام پہنچا تھا اور وہاں کافی وقت روپیہ خرچ کرنے کے بعد ”الفا“ کے ایک دہشت گرد سے بغیر اسے اپنا چہرہ دکھائے یہ ننھا سا لیکن بیحد طاقت ور ٹائم بم حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا تھا۔

برجیش نے بڑی احتیاط سے ٹائم بم لکڑی کے ڈبے سے نکالا اور اس دہشت گرد کی ہدایت کے مطابق اس نے بم کی گھڑی کو ٹھیک ساٹھ گھنٹے بعد پھٹنے کے لئے فکس کر دیا۔

”آج مئی کی سولہ تاریخ ہے۔“ برجیش نے اپنے آپ سے کہا۔”میں یہ ٹائم بم اب سے کچھ ہی دیر میں جا کر اس کالج میں چھپا دوں گا، پھر واپس آ کر صبح کی فلائیٹ سے سب کے سامنے دلی چلا جاؤں گا۔اٹھارہ مئی کو دو بجے میں دلی میں دوردرشن کے کچھ افسران کے ساتھ میٹنگ میں ہونگا اور ٹھیک اسی وقت ٹائم بم پھٹے گا اور الکا اپنے عاشق سمیت جہنم رسید ہو جائے گی۔“

برجیش کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔اس نے بڑی تیزی سے لباس تبدیل کیا۔اسے یقین تھا کہ سوسائٹی کا واچ مین اس وقت گہری نیند سو رہا ہوگا۔

کچھ ہی دیر میں اس کی کار ویسٹرن ایکسپریس ہائی وے پر چاپینا کریک کی طرف اڑی جا رہی تھی۔کالج سے کافی دور پہلے ہی برجیش نے کار روک لی اور کار کو جھاڑیوں کے پیچھے چھپا دی اور تیزی سے کالج کی طرف روانہ ہوگیا۔

چاروں طرف پھیلے ہوئے گہرے اندھیرے کو عارضی طور پر مجروح کرتی ہوئی برجیش کی ٹارچ سے نکلنے والی روشنی کی پتلی سی لکیر برجیش کی رہنمائی کر رہی تھی۔ہزاروں کیڑوں مکوڑوں کی ملی جلی آوازیں سناٹے ہی کا حصہ معلوم ہو رہی تھی۔برجیش کے پیروں تلے آئے ہوئے سوکھے پتوں اور تنکوں کی چرچراہٹ گویا اس بے وقت اور بے جا مداخلت پر آواز احتجاج بلند کر رہی تھی۔ہر بڑھتے ہوئے قدم کے ساتھ برجیش کے دل کی دھڑکن تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔کچھ دیر میں اسے وہ کالج نظر آیا۔برجیش کچھ دیر کیلئے رک گیا۔اور اس نے ٹارچ بھی بجھا دی۔اب اسے ستاروں پُر آسمان کے پس منظر میں صرف کالج کی پہلی منزل کا اوپری حصہ اور چھت نظر آ رہی تھی۔سارا کالج اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔برجیش نہایت ہی آہستگی سے چلتا ہوا کالج کی پشت پر پہنچا۔اب تک اس کی آنکھیں ستاروں کی بہت ہی مدھم روشنی میں دیکھنے کی عادی ہو چکی تھیں اسلئے ٹارچ جلانا اس نے مناسب نہیں سمجھا۔پھر اس نے ایک کھڑکی کو ہلکا سا دھکا دیا۔کھڑکی اندر سے مقفل تھی۔اس نے دوسری کھڑکی کو دھکا دیا وہ بھی مقفل نکلی۔لیکن تیسری کھڑکی دھکا دینے سے کھل گئی۔برجیش بڑی احتیاط سے اندر داخل ہوا۔کمرے میں مکمل تاریکی تھی۔اس نے دوبارہ ٹارچ روشن کی۔کمرے میں ایک بیڈ اور چند کرسیوں کے علاوہ کوئی فرنیچر نہیں تھا

۔بیڈ خالی تھا۔”وہ لڑکا یقیناً کسی دوسرے کمرے میں سو رہا ہوگا۔“اس نے سوچا اور ٹائم بم چھپانے کی کوئی مناسب جگہ تلاش کرنے لگا۔لیکن سے کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی۔پھر وہ دبے قدموں سے آگے بڑھا اور دروازے کا ہینڈل دھیرے سے گھمایا۔دروازہ آسانی سے کھل گیا۔برجیش کمرے سے باہر آیا اس کے سامنے ایک دوسرا کمرہ تھا جس کی کھڑکی سے اسے نائٹ لیمپ کی نیلی روشنی نظر آئی اس نے پھر ٹارچ بجھائی اور کھڑکی سے اندر جھانک کر دیکھا۔لمبے بال والا وہی خوبرو نوجوان اسے بیڈ پر سوتا ہوا نظر آیا۔اسکے خراٹوں کی ہلکی سی آواز برجیش کو صاف سنائی دے رہی تھی۔برجیش نے پھر ٹارچ روشن کی۔دراصل وہ ٹائم بم کسی ایسی جگہ چھپانا چاہتا تھا جہاں الکا یا اس لڑکے کی نظر پڑنے کا کوئی امکان نہ ہو۔اس نے ادھر اُدھر ٹارچ گھمائی اور اسے اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں نظر آئیں۔برجیش دبے پاؤں سیڑھیوں پر چڑھتا ہوا پہلی منزل پر آ گیا۔راہ داری میں کچھ دور آگے جا کر اسے ایک اور دروازہ نظر آیا۔برجیش نے دروازے کا ہینڈل گھما کر دھکا دیا دروازہ ایک ہلکی سی چرچراہٹ کے ساتھ کھل گیا۔ٹارچ کی روشنی کی زد سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے تین چار چوہے ادھر اُدھر بھاگ کر تاریک کونوں میں گم ہوگئے۔کمرے میں ٹوٹا پھوٹا فرنیچر اور پرانا سامان بے ترتیبی سے پھیلا ہوا تھا۔ایک کونے میں پرانے اخباروں اور رسالوں کا ایک ڈھیر تھا جس پر ایک پرانا خستہ حال ٹی وی الٹا پڑا تھا۔دوسرے کونے میں کچھ دیمک زدہ پلائی ووڈ اور ایک زنگ لگا ٹیبل فین پڑا تھا۔دیوار اور چھت سے لٹکتے ہوئے مکڑیوں

urdunovels.net

کے جالے اور سارے کمرے میں پھیلی ہوئی گرد کی ایک دبیز تہہ ، با آواز خاموشی اس بات کا اعلان کر رہے تھے کہ سالہا سال سے کسی نے اس کمرے میں قدم نہیں رکھا ہے۔

"ٹائم بم چھپانے کی اس سے بہتر جگہ اور کوئی نہیں ہو سکتی۔" برجیش نے سوچا اور ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھا، اسے ایک اور کونے میں ایک بڑا پیتل کا گلدان نظر آیا۔ گلدان کم سے کم چار فٹ اونچا تھا۔ شراب کی صراحی کی شکل والے اس گلدان پر بنے ہوئے نقش ونگار گرد میں اٹے ہونے کے باوجود یہ بتا رہے تھے کہ گلدان کافی قیمتی ہے۔

برجیش نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ٹائم بم نکالا اور گلدان کی طرف بڑھا۔ گلدان کے پیچھے سے ایک بڑا سا چوہا نکل کر تیزی سے پلائی ووڈ کے پیچھے چلا گیا۔ برجیش نے ٹائم بم بڑی احتیاط سے گلدان کے اندر رکھ دیا ۔ جب اس نے ہاتھ باہر نکالا تو اسکے ہاتھ پر مکڑی کے جالے لپٹے ہوئے تھے ۔ برجیش نے جلدی سے اپنے ہاتھ جھاڑے اور کمرے سے باہر آ گیا۔ آہستہ سے دروازہ بند کر کے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ ایک زبردست ذہنی جھٹکے کے ساتھ ایک لمحے کے لئے اس کے دل کی دھڑکن بند ہو گئی اور دوبارہ جب شروع ہوئی تو اس کی رفتار پہلے سے دس گنا زیادہ تھی۔

سیڑھیوں سے دو آدمی اوپر آ رہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ایک بڑا سا چاقو تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک لوہے کی سلاخ تھی۔ برجیش پر نظر پڑتے ہی وہ دونوں بھی اپنی جگہ پر ایک لمحے کے لئے منجمد ہو گئے ۔ پھر اچانک سلاخ لیا ہوا آدمی بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا، اسی تیزی سے اس کے ہاتھ میں دبی ہوئی سلاخ ہوا میں بلند ہوئی اور ایک "زوپ" کی آواز کے ساتھ برجیش کے سر پر پڑی۔ خوف اور دہشت کی زیادتی سے برجیش کے حلق میں پھنسی ہوئی چیخ ایک دردبھری کراہ میں تبدیل ہو گئی۔ ٹارچ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر سیڑھیوں سے لڑھکتی اور اندھیرے میں روشنی کے آڑھے ترچھے زاویے بناتی ہوئی نیچے جا گری۔ برجیش اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ کر لڑکھڑایا۔ اپنے آپ کو زمین پر ڈھیر ہو جانے سے بچانے کے لئے اس نے دیوار کا سہارا لیا ہی تھا کہ سلاخ پہلے سے بھی زیادہ زور سے اس کے سر پر پڑی، برجیش کی بند ہوتی ہوئی آنکھوں نے دیکھا، چھت بہت ہی دھیمی رفتار سے ڈولتی ہوئی نیچے کی طرف آ رہی تھی۔ راہداری کی زمین اسی انداز اور رفتار میں لہراتی ہوئی اوپر کی طرف آ رہی تھی، پھر اوپر آتی ہوئی زمین اسکے سر سے ٹکرائی، چھت پیروں کے نیچے آ گئی۔ ہوش وحواس بے ہوشی کی دبیز پرتوں میں لپٹتے چلے گئے۔

چاقو والا تیز سرگوشی میں بولا۔" چندو، کہیں مر تو نہیں گیا سالا؟"

"نہیں۔" چندو نے بھی سرگوشی میں کہا۔" کھالی بے ہوش ہویلا ہے ، چل دھگڑو نکل چل۔"

دھگڑو چندو کے ماں کے ساتھ اپنے رشتوں کی نوعیت اسے بتاتا ہوا بولا۔" ایک تانبے کا چمچہ ہاتھ نہیں لگا اور تو بولتا ہے نکل چل۔ اور سالے تو نے تو بولا تھا کہ گھر میں کھالی چھوکرا رہتا ہے پھر یہ کون ہے تیرا باپ؟"

چندو سر کھجاتے ہوئے کہا۔" میرے کو تو لگتا ہے یہ لپنے ہی مانک چور ہے۔"

دھگڑو انہی رشتوں کو ذرا تفصیل سے دہراتا ہوا بولا۔ سالے یہ کپڑوں سے تیرے کو چور لگتا ہے؟"

"چھوڑ نا یار۔" چندو نے بیزاری سے کہا۔" ابھی اپن کرے کیا؟"

"ہاتھ پیر باندھ دے اسکے اور منہ پر رومال باندھ دے ایک دم ٹایٹ ۔" کہہ کر دھگڑو نے نیچے گری ہوئی ٹارچ اٹھائی اور دوبارہ اوپر آ گیا۔

"لیکن اس کو باندھنے کا جرورت کیا ہے یار۔" چندو نے کہا۔" بے ہوش تو ہے سالا۔"

"ابھی لپنے کو ادھر پندرہ بیس منٹ لگے گا سارے گھر سے مال اٹھانے کو، یہ سالا ہوش میں آ گیا تو چلم چلی مچا دیگا۔ جیسا بولتا ہوں ویسا کر۔"

دھگڑو نے لپنے کاندھے سے لٹکے ہوئے کینوس کے بیگ سے رسی کا ایک لچھا نکالا اور اپنے چاقو سے اس کے تین چار ٹکڑے کئے پھر دونوں نے مل کر بے ہوش برجیش کے ہاتھ اور پیر کس کر باندھ دیئے۔ پھر دھگڑو نے اپنا رومال برجیش کے منہ میں ٹھونس کر اوپر سے چندو کا رومال اتنی کس کر اس کے منہ پر باندھا کہ اس کے اس کے ہونٹوں سے خون کی ایک پتلی سی لکیر بہہ نکلی ۔ اس کے بعد دونوں نے مل کر بے ہوش برجیش کو اٹھایا اور اسے اسی کمرے میں لے گئے جہاں برجیش نے گلدان میں ٹائم بم چھپایا تھا۔ اسے دیوار سے لگا کر لٹانے کے بعد دھگڑو نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔" اب اپن اپنا کام آرام سے کر سکیں گے۔"

"ہاں۔" چندو نے کہا "وہ چھوکرا تو نیچے بے خبر سو رہا ہے۔ چل۔"

چندو اور ڈھگڑو اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

☆......☆......☆

باب۔۴

بیڈ پر لیٹی ہوئی الکا نے نیند نے کروٹ بدلی اور اس کا ہاتھ اس جگہ رینگ گیا جہاں برجیش کو ہونا چاہئے تھا۔ نیم غنودگی میں الکا کو برجیش کی غیر حاضری محسوس ہوئی اور وہ جاگ پڑی۔ برجیش کی جگہ خالی دیکھ کر الکا نے باتھ روم کی طرف دیکھا اور مسکرا کر آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن دس منٹ گزر جانے کے بعد بھی جب باتھ روم کا دروازہ نہیں کھلا تو الکا نے پھر آنکھیں کھول لیں اور گنگناتی ہوئی آواز میں کہا "برجیش ڈارلنگ۔"

کوئی جواب نہ پا کر اس کی پیشانی پر ہلکا سا بل پڑ گیا۔ اس نے زور زور سے آواز دی "برجیش؟" کمرے میں بدستور خاموشی چھائی رہی۔ باتھ روم کے اندر سے پانی گرنے کی آواز بھی نہیں آ رہی تھی جو یہ سوچا جا سکتا کہ پانی کی آواز کے شور کی وجہ سے برجیش اس کی آواز نہ سن سکا ہوگا۔

پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد الکا بیڈ سے اٹھی اور باتھ روم تک جا کر اس نے دروازے کو دھکا دیا۔ دروازہ کھل گیا۔ اندر تاریکی تھی۔ الکا نے لائیٹ آن کی، برجیش کو وہاں نہ پا کر اس کی پیشانی کے بلوں میں اضافہ ہو گیا۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔ ساڑھے تین بجے تھے۔

"کہاں چلا گیا۔" الکا آہستہ سے بڑبڑاتی ہوئی بیڈ روم کے دروازے کی طرف بڑھی، پھر ڈرائنگ روم میں آ کر اس نے لائیٹ آن کی۔

"برجیش۔" یہاں بھی سناٹے نے ہی اس کی آواز کا جواب دیا۔ الکا کی حیرت آہستہ آہستہ فکر میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ ڈرائنگ روم سے منسلک برجیش کی اسٹڈی میں آ کر الکا نے لائیٹ جلائی۔ ادھر ادھر دیکھ کر وہ کچن کی طرف چلی گئی۔ کچن میں بھی برجیش کو نہ پا کر وہ واپس ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ اسکے چہرے پر فکر کے آثار گہرے ہوتے جا رہے تھے۔

صوفے پر بیٹھتے ہوئے وہ بڑبڑائی۔ "ساڑھے تین بجے رات کو برجیش کہاں جا سکتا ہے؟"

پھر اس کی فکر الجھن کے مراحل سے گزرتی ہوئی جھنجھلاہٹ کی حدود میں داخل ہو گئی۔ وہ واپس بیڈ روم میں آ گئی۔

"کوئی ضروری کام یاد آ گیا تھا تو کم از کم مجھے بتا کر تو جاتا۔" وہ پھر بڑبڑائی۔ "لیکن آدھی رات کو کس کام نے اسے گھر چھوڑنے پر مجبور کر دیا؟"

یہ بھی نہیں سوچا جا سکتا تھا کہ وہ دلی کی فلائیٹ پکڑنے نکل گیا ہوگا کیونکہ اس کا بریف کیس اسٹڈی میں ہی موجود تھا۔ ویسے بھی ابھی فلائیٹ میں کافی دیر تھی اس بے تکے وقت پر کسی کے گھر فون کرنا بھی اس نے مناسب نہیں سمجھا۔ تھک کر وہ پھر بیڈ پر لیٹ گئی۔

پچھلے کئی دنوں سے وہ برجیش کے رویے میں نمایاں تبدیلی محسوس کر رہی تھی۔ ان کی دو سال کی شادی شدہ زندگی میں کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ رات میں بیڈ روم کا دروازہ اندر سے بند کرنے کے بعد برجیش الکا کو اپنی گود میں اٹھا کر اس کے چہرے پر بوسوں کی گرم بارش برساتا ہوا بیڈ تک نہ لے گیا ہو۔ یہ اسکا روز کا معمول تھا جس میں وہ کبھی بھی کسی بھی حال میں ناغہ نہیں کرتا تھا۔ لیکن کوئی ایک ماہ پہلے پہلی بار ایسا ہوا ہوگا کہ برجیش بیڈ روم میں داخل ہو کر بغیر الکا کی طرف دیکھے تھکے قدموں سے چلتا ہوا بیڈ تک چلا گیا تھا اور لیٹتے ہی سو گیا تھا۔ دوسری صبح وہ گھر سے جلدی ہی روانہ ہو گیا تھا اور رات کو دیر سے گھر آ کر پھر اسی طرح سو گیا تھا۔ تیسری رات الکا سے نہیں رہا گیا تھا اور وہ اس سے اس تبدیلی کی وجہ پوچھ بیٹھی تھی۔

برجیش نے ایک پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تھا۔ "کام بہت زیادہ بڑھ گیا ہے بہت تھک جاتا ہوں۔"

الکا اس کے جواب سے مطمئن تو بالکل نہیں ہوئی تھی لیکن پھر سمجھداری سے کام لیتے ہوئے اس نے اس سلسلے میں اس پر زیادہ دباؤ نہیں ڈالا تھا۔

دوسری صبح اٹھ کر برجیش نے الکا سے کہا تھا کہ وہ "پرچھائیاں" کی آؤٹ ڈور شوٹنگ کے لئے لوکیشن دیکھنے کی غرض سے آسام جا رہا ہے۔

ایک ہفتے کے بعد آسام سے واپس آ کر برجیش نے کہا تھا کہ وہ تین دن بعد یعنی سولہ کی صبح کی فلائیٹ سے دلی جائے گا اور آج وہ آدھی رات کو اس طرح اچانک غائب ہو گیا تھا۔

انہی باتوں پر غور کرتی ہوئی الکا کو پتہ نہیں کب نیند کا غلبہ ہو گیا۔

جب دوبارہ اس کی آنکھ کھلی تو اجالا پوری طرح پھیل چکا تھا اور دھوپ اس کے بیڈ تک رینگ آئی تھی۔ الکا ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اس کے نیند سے بیدار

ہوتے ہی ذہن کو چاروں طرف سے فکروں نے گھیر لیا۔ ایک موہوم سی امید کے سہارے انکا نے سارا گھر چھان مارا کہ شاید برجیش کوئی میسج چھوڑ گیا ہو ۔لیکن اسے مایوسی کا منہ دیکھنا پڑا۔ ساتھ ہی اس بات کا امکان بھی ختم ہو گیا کہ شاید برجیش اپنا بریف کیس لئے بغیر ہی دلی روانہ ہو گیا ہو گا۔ کیونکہ اس کی میز کی ڈراور میں انکا کو ایک ایر ٹکٹ بھی مل گیا تھا۔

تنگ آ کر اس نے سمیر کو فون کیا۔ سمیر برجیش کا چیف اسسٹنٹ تھا۔ کچھ دیر گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے سمیر کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔ ''ہیلو۔''

''ہیلو سمیر۔'' انکا نے کہا ''میں انکا بول رہی ہوں، Sorry میں نے تمہاری نیند خراب کی۔''

''ارے نہیں، اس میں Sorry کی کیا بات ہے میڈم۔ کہیے؟''

انکا نے بالکل نارمل لہجے میں کہا ''سمیر تمہیں آئیڈیا ہے کہ برجیش اس وقت کہاں ہوگا؟''

سمیر نے حیرت سے کہا۔ ''آج صبح کی فلائیٹ سے وہ دلی جانے والے تھے۔ آپ کو تو معلوم ہوگا میڈم۔''

انکا نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ ''وہ دلی نہیں گیا ہے سمیر، انکا ایر ٹکٹ اور بریف کیس یہیں ہے۔''

''تو پھر برجیش صاحب کہاں گئے؟''

''یہی تو میں تم سے معلوم کرنا چاہ رہی تھی سمیر۔''

''میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے رات کو تو وہ گھر پر ہی تھے نا میڈم۔''

''ہاں۔'' انکا نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔ ''اچھا سمیر ایک کام کرو۔''

''فرمائیے میڈم۔''

''برجیش کے جہاں جہاں بھی ملنے کا امکان ہے وہاں فون کرو اور پھر مجھے فون کر کے بتاؤ۔ اوکے۔''

''اوکے میڈم۔''

انکا نے فون ڈسکنیکٹ کر دیا۔ تقریباً چالیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی ۔انکا نے جھپٹ کر فون اٹھایا۔ دوسری طرف سمیر تھا۔

''میڈم! برجیش صاحب تو کہیں بھی نہیں ہیں۔ نہ آفس میں، نہ ایڈیٹنگ روم میں اور نہ ہی اسٹوڈیو میں۔ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟''

''سمیر تم آفس آ جاؤ میں بھی آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچتی ہوں۔ پھر سوچیں گے کیا کرنا ہے۔''

''ٹھیک ہے میڈم۔''

انکا نے فون رکھا اور آہستہ سے بڑبڑائی۔ ''آخر برجیش گیا کہاں؟''

☆......☆......☆

باب۔۵

برجیش نے آنکھیں کھولیں اور شدتِ درد سے اٹھنے کے والی اس کی کراہ اس کے حلق ہی میں رہ گئی۔ بے ہوشی کی تاریکی سے نکل کر عالمِ ہوشی میں آتا ہوا ذہن جیسے جیسے بیدار ہوتا گیا ویسے ویسے اس کے سر سے لے کر پیروں تک دوڑتی ہوئی درد کی ناقابلِ برداشت اذیت میں اور شدت سے اضافہ ہوتا چلا گیا۔

برجیش کے منہ میں ٹھسا ہوا رومال اور اوپر سے بندھے ہوئے دوسرے رومال نے برجیش کے لئے چیخنا تو درکنار ہلکی سی آواز پیدا کرنے کو بھی بالکل اسی طرح ناممکن بنا دیا تھا جس طرح اس کے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں اور بندھے ہوئے پیروں نے اسے ہلکی سی بھی جنبش کرنے سے معذور کر رکھا تھا۔ برجیش نے ادھر اُدھر دیکھا اور اس کے سر میں پے در پے ہونے والے دھماکوں نے اس کے ذہن کو تقریباً ماؤف کر دیا۔ اپنے آپ کو دوبارہ بیہوشی کے سمندر میں غرق ہونے سے بچاتے ہوئے برجیش نے بغیر سر کو جنبش دیے صرف آنکھیں گھماتے ہوئے دوبارہ ادھر اُدھر دیکھا۔ کمرے میں دھوپ اچھی طرح پھیل چکی تھی۔ سب سے پہلے اس کی نظر چھت سے لٹکے ہوئے مکڑی کے جالوں پر پڑی اور پھر اچانک خوف اور دہشت کے احساس نے برجیش کی جسمانی تکلیف کو کچھ لمحوں کیلئے ماند کر دیا۔ پچھلی رات کے سارے واقعات تیزی سے اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے اور اسے احساس ہوا کہ وہ اس کمرے میں ہے جہاں اس نے ایک بہت ہی طاقتور ٹائم بم چھپایا تھا۔ نا ہی وہ چیخ کر کسی کو اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اس قابل ہے کہ رینگتا ہوا کمرے سے باہر نکل جائے۔ اسے یہ بھی پتا نہیں تھا کہ وہ کتنی دیر بعد ہوش میں آیا ہے۔ اس لئے یہ اندازہ لگانا بھی ناممکن تھا کہ اب بم کو پھٹنے میں کتنی دیر رہ گئی ہے۔

نیچے کمرے میں وہ لڑکا ایک لمبی جماہی لیتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنی

رسٹ واچ اٹھانے کی غرض سے سرہانے رکھی ہوئی ٹیبل کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسٹ واچ کو وہاں نہ پاکر اس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اپنا پرس وہاں نہ پاکر اسکی حیرت میں مزید اضافہ ہوگیا۔ پھر وہ یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑا کہ بیڈروم میں رکھا ہوا کلر ٹی۔ وی اور وی۔ سی۔ آر بھی غائب تھا۔ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا پھر وہ تیزی سے کچن میں آیا وہاں رکھا ہوا چھوٹے سائیز کا ریفریجریٹر، مکسر اور اوون بھی غائب تھا۔

''لگتا ہے رات میں یہاں کوئی چور گھسا تھا۔'' وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔

اس نے ایک گہری سانس لی اور واپس بیڈروم میں آگیا۔ اوپر جانے کا خیال بھی اس کے دل میں نہیں آیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اوپر کے کمرے میں پرانے بیکار سامان کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

اوپر کے کمرے میں برجیش کا ذہن پوری طرح بیدار ہو چکا تھا اس نے بمشکل تمام اپنے حواس یکجا کیے اور سوچنے لگا۔

''مجھے ہر حال میں اس کمرے سے نکلنا ہوگا۔ آج سولہ مئی ہے۔ وہ بم جو میں نے اسی کمرے میں ایک گلدان میں چھپایا ہے اٹھارہ مئی کو دوپہر دو بجے پھٹ جائے گا اس سے پہلے پہلے مجھے یہاں سے نکلنا ہی ہوگا۔ چاہے اس کے لئے مجھے انکا اور اس لڑکے کی مدد ہی کیوں نہ لینی پڑے۔''

لیکن یہ کیسے ممکن ہو سکے گا۔ یہ سوچنے سے برجیش قاصر تھا۔ کمرے کی حالت صاف بتا رہی تھی کہ یہاں برسوں سے کوئی جھانکا بھی نہیں ہے اور نہ ہی اس بات کا کوئی امکان نظر آ رہا تھا کہ مستقبل قریب میں کوئی یہاں آئے گا۔ کسی کو چیخ کر مدد کیلئے بلانا اور خود کمرے سے نکل جانا دونوں ہی باتیں ناممکن تھیں۔

کمرے کے سناٹے میں برجیش کو اپنی رسٹ واچ سے نکلنے والی ''ٹک ٹک'' کی آواز اس کی طرف بڑھنے والی موت کے قدموں کی آہٹ کی طرح سنائی دے رہی تھی۔

☆......☆......☆

باب۔6

Eve Detective Agency کے آفس میں صوفیہ شراف بے چینی سے غزالہ اور اسٹیلا کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے اپنی رسٹ واچ پر ایک نظر ڈالی اور فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازہ کھلا اور غزالہ اسٹیلا کے ساتھ کیبن میں داخل ہوئی۔

''کہاں رہ گئی تھیں تم دونوں۔'' صوفیہ نے اپنی پرانی عادت کے مطابق ناک سکوڑ کر کہا۔

''ہم اس وقت ہومی سائیڈ ڈپارٹمنٹ سے آ رہے ہیں میڈم۔'' غزالہ نے کہا۔

''ششانک کے متعلق ساری معلومات حاصل کر لی ہے ہم نے۔''

''ہوں۔'' صوفیہ انہیں گھورتی ہوئی بولی۔ طارق اور نصرت بھی وہاں ضرور پہنچے ہونگے؟''

''پتہ نہیں میڈم۔'' اسٹیلا نے بڑی صفائی سے جھوٹ بولا۔ ''ہو سکتا ہے ہمارے وہاں سے نکلنے کے بعد وہاں پہنچے ہوں۔''

طارق اور نصرت سے مات کھانے کے بعد غزالہ اور اسٹیلا دوبارہ انسپکٹر شاہ کے پاس پہنچے تھے اور کسی طرح انہیں یقین دلایا تھا کہ جس بیگ میں ششانک والے کاغذات تھے اسے کوئی جیب کترا لے اڑا۔

انسپکٹر شاہ ناراض تو ہوا تھا لیکن پھر غزالہ اسے اپنی میٹھی باتوں سے پگھلا کر اس سے دوبارہ انہی کاغذات کی زیراکس کاپیز حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ راستے میں ہی دونوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ صوفیہ کو اس بات کا پتہ بھی نہیں چلنے دیں گی کہ طارق اور نصرت نے انہیں کس صفائی سے بے وقوف بنایا تھا۔

صوفیہ نے ایک سگریٹ جلائی اور دھواں ہوا میں بکھیرتے ہوئے کہا۔ ''ٹھیک ہے، اب مجھے مختصراً ششانک کے بارے میں بتاؤ۔ پھر ہم ڈسائیڈ کریں گے کہ اسے تلاش کرنے کے سلسلے میں پہلا قدم کیا ہونا چاہیے۔''

غزالہ نے کہا ''یہ کاغذات میں نے راستے میں ہی پڑھ لئے تھے میڈم۔ ششانک کا پورا نام ششانک ورما ہے عمر ۲۴ سال۔ یہ رہی اسکی تصویر۔''

غزالہ نے ششانک کی تصویر کی کاپی صوفیہ کی طرف بڑھائی۔ صوفیہ نے اس پر ایک اچٹتی سی نظر ڈال کر کہا۔ ''آگے بولو۔''

''ششانک اور تیجس، یعنی مسٹر بھرت سایانی کا بیٹا قیصر آباد کے نیشنل کالج کامرس میں تھرڈ ایئر کے طالب علم تھے۔'' غزالہ نے کہا۔ ''دونوں میں اکثر جھگڑے ہوا کرتے تھے جن میں سے زیادہ تر جھگڑوں کی وجہ لڑکیاں ہی

ہوتی تھیں۔ ۱۴ مارچ کو صبح دس بجے کالج کے کیمپس میں ہی ان کا جھگڑا ہوا تھا۔ اور کئی اسٹوڈنٹس اور پروفیسرس کے سامنے ششانک نے چیخ چیخ کر کہا تھا کہ وہ تنیش کو جان سے مار دے گا۔ اتفاق سے مسٹر بھرت سایانی اور انکے چھوٹے بھائی مسٹر گوتم سایانی بھی وہاں کالج کے پرنسپل سے ملنے آئے تھے۔ ۱۴ مارچ کی رات کو تقریباً ساڑھے دس بجے تنیش اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ Disco 99 نام کے ایک پب (Pub) میں آیا جہاں ششانک پہلے سے موجود تھا۔ کچھ دیر کے بعد تنیش باتھ روم کی طرف گیا تھا چشم دید گواہوں کے بیان کے مطابق ششانک بھی کوئی پانچ منٹ بعد اس کے پیچھے گیا تھا اور پھر کچھ دیر میں واپس آ گیا تھا وہ کافی گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔ واپس آ کر ششانک ایک گلاس بیئر پی کر فوراً ہی پب سے نکل گیا تھا۔

تنیش کے دوستوں کو جب یہ احساس ہوا کہ تنیش کو باتھ روم گئے ہوئے ضرورت سے زیادہ دیر ہو گئی ہے تو انہی میں سے ایک اٹھ کر باتھ روم کی طرف گیا اور کچھ ہی دیر میں سب نے اس کی چیخ سنی۔ باتھ روم میں تنیش چت پڑا تھا اور اس کے سینے میں ایک چاقو پیوست تھا۔

صوفیہ نے سگریٹ کا ایک گہرا کش لیا اور کہا۔ ''مطلب یہ کہ جب تنیش کے دوستوں کو لاش ملی اس وقت ششانک پب سے زیادہ دور نہیں گیا ہوگا۔''

''جی ہاں۔'' غزالہ نے کہا۔ ''ان میں سے کچھ تو پولس کے آنے کا انتظار کئے بغیر ہی ششانک کو پکڑنے پب سے باہر بھاگے تھے۔ لیکن ششانک کا کہیں پتہ نہ چلا تھا۔ کچھ ہی دیر میں پولس وہاں پہنچ گئی تھی۔ کیونکہ معاملہ مسٹر بھرت سایانی جیسے بڑے آدمی کے بیٹے کے قتل کا تھا اس لئے فوراً ہی پوری پولس فورس حرکت میں آ گئی تھی۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ وہ لوگ ششانک کی گرد تک کو نہ پا سکے اور تب سے لے کر آج تک ششانک لاپتہ ہے۔''

''پولس نے ششانک کے گھر والوں سے تو انکوائری کی ہوگی۔'' صوفیہ نے پوچھا۔

''جی ہاں۔'' لیکن ششانک کی ماں نے بتایا تھا کہ ششانک ۱۴ مارچ کو چھ بجے شام کو ڈسکو ۹۹ جانے کیلئے نکلا تھا اور اس کے بعد لوٹ کر گھر نہیں پہنچا تھا۔ ظاہر ہے کہ پولس نے اس کے بیان پر یقین نہیں کیا تھا اور سادہ لباس والے برابر اسکی نگرانی کر رہے تھے لیکن آج تک وہ یہ ثابت نہیں کر پائے ہیں کہ انہوں نے ششانک کو کہیں چھپا کر رکھا ہوگا۔''

''ہوں۔'' صوفیہ نے ایش ٹرے میں سگریٹ کی راکھ جھاڑتے ہوئے کہا۔ ''اب تم لوگوں کے خیال سے ہمیں شروعات کہاں سے کرنی چاہئے۔''

''قیصر آباد سے۔'' اسمیلا بولی۔ تنیش اور ششانک کے دوستوں سے یا پھر ششانک کی ماں سے ہمیں کوئی اہم کلیو مل سکتا ہے۔''

''اسمیلا ٹھیک کہتی ہے میڈم۔'' غزالہ نے کہا۔ ''ہمیں فوراً ہی قیصر آباد کیلئے روانہ ہو جانا چاہئے۔''

''ٹھیک ہے۔'' صوفیہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ ''کل صبح کی فلائیٹ کی ٹکٹ بک کرا لو لیکن اگر خالی ہاتھ لوٹیں تو میں قیصر آباد جانے کا اور وہاں ٹھہرنے کا خرچہ تمہاری تنخواہ میں سے کاٹ لونگی۔ کان کھول کر سن لو۔''

''کان ہمارے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہیں میڈم۔'' غزالہ نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ''آپ یہ بتائیے کہ اگر ہم خالی ہاتھ نہیں لوٹے اور ششانک کو گرفتار کروانے میں کامیاب ہو گئے تو انعام کی رقم میں سے آپ ہمیں کتنا دیں گی۔''

یہ سن کر پہلے تو صوفیہ کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ پھر اس نے فوراً مسکراتے ہوئے کہا۔ ''غزالہ اس وقت انعام کی رقم کی بات کرنا تمہیں قبل از وقت نہیں لگتا؟''

''ضرور لگتا میڈم۔'' غزالہ سے پہلے اسمیلا بول اٹھی۔ ''اگر آپ کو بھی تنخواہ کاٹنے کی بات کرنا قبل از وقت لگتا تب۔''

''ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔'' صوفیہ نے سگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے کہا۔ ''میں تم دونوں کو انعام کی رقم سے کچھ نہ کچھ ضرور دوں گی۔''

''کچھ نہ کچھ کی وضاحت کریں گی میڈم؟'' اسمیلا نے بہت ہی نرم لہجے میں کہا۔

''نہیں۔'' صوفیہ نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ''اور نہ ہی میں اس سلسلے میں کوئی اور بات کروں گی۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں، تم ٹریول ایجنٹ کو فون کر کے ٹکٹیں اور قیصر آباد میں کسی سستے سے ہوٹل میں روم بک کرا لو۔''

صوفیہ انہیں جواب دینے کا موقع دیئے بغیر باہر نکل گئی۔

''مکھی چوس کہیں کی۔'' غزالہ نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

urdunovels.net

"اگر اولمپکس میں کوئی مقابلہ کنجوس کا ہوتا تو میڈم صوفیہ گولڈ میڈل ضرور حاصل کرتیں۔" اسٹیلا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بیکار باتیں چھوڑو اسٹیلا اور ٹریول ایجنٹ کو فون کرو۔" غزالہ نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اسٹیلا نے ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا، پھر ماؤتھ پیس میں کہا "ہیلو پیٹر؟ اسٹیلا سپیکنگ۔ کل کی فلائیٹ سے دو ٹکٹیں قیصر آباد کے بک کرالو میرے اور غزالہ کے نام سے۔"

دوسری طرف سے پیٹر نے کہا "او کے اسٹیلا۔ بائی دی وے، کیا قیصر آباد میں پرائیویٹ جاسوسوں کی کوئی کانفرنس ہو رہی ہے؟"

"نہیں تو۔" اسٹیلا نے کہا۔ "لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"اس لئے کہ تم سے پہلے کھرانا ڈیٹیکٹو ایجنسی اور پھر ون اپ ڈیٹیکٹو ایجنسی نے بھی ہمارے ہی معرفت قیصر آباد کی بکنگ کروائی ہے۔"

"اوہ آئی سی۔" اسٹیلا اپنے دیدے نچاتی ہوئی بولی۔ "اچھا یہ بتاؤ پیٹر کہ ون اپ سے کون جا رہا ہے؟"

پیٹر کا جواب اسٹیلا کے حسب توقع تھا۔ "طارق اور نصرت۔"

"او کے پیٹر تھینکس۔" اسٹیلا نے ریسیور رکھ دیا اور کہا۔ "غزالہ سنا تم نے کل کی فلائیٹ سے طارق اور نصرت بھی قیصر آباد جا رہے ہیں۔"

"بڑی خوش نظر آ رہی ہو۔" غزالہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"خوش اس لئے نظر آ رہی ہوں کہ اب ہمیں ان دونوں ایڈیٹس سے بدلہ لینے کا موقع مل جائے گا۔" اسٹیلا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"صرف یہی بات ہے یا کچھ اور بھی۔" غزالہ نے بدستور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتی ہو۔" اسٹیلا کے ابرو تن گئے۔

"وہی جو تم نہیں کہنا چاہتیں، نہ مجھ سے، نہ اپنے آپ سے اور نہ ہی ان دونوں ایڈیٹس میں سے ایک ایڈیٹ سے جس کا نام نصرت ہے۔" غزالہ نے شوخ لہجے میں کہا۔

"میرے دل میں تو ایسی کوئی بات نہیں ہے غزالہ۔" اسٹیلا نے معنی خیز انداز میں مسکرا کر کہا۔ "لیکن اس وقت یہ بات چھیڑ کر تم نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ تمہارے دل کوئی ایسی بات ضرور ہے جسے نہ تم مجھ سے کہنا چاہتی، ہو نہ اپنے آپ سے اور نہ ہی اس ایڈیٹ سے جس کا نام طارق ہے۔"

دونوں ایک ساتھ ہنس پڑیں، پھر غزالہ نے اچانک سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ "اسٹیلا ہمیں اس طرح کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ وی آر پرائیویٹ ڈیٹیکٹوز۔"

"بالکل۔" اسٹیلا نے سر ہلا کر کہا۔ "ہمیں عام لڑکیوں کی طرح سوچنے اور باتیں کرنے کی حماقت سے پرہیز کرنا چاہئے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔" غزالہ نے کہا۔ "ناؤ لیٹس گیٹ ٹو ورک۔"

☆......☆......☆

باب۔ ۷

الکا جب آفس پہنچی تو وہاں سمیر کو اپنے لئے منتظر پایا۔

"گڈ مارننگ میڈم۔" سمیر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ مارننگ سمیر۔" الکا نے بیٹھتے ہوئے کہا۔ "برجیش کا کوئی پتہ چلا؟"

"نہیں میڈم۔" سمیر نے مایوسانہ لہجے میں کہا۔ سمیر ۲۸-۲۷ سال کا ایک دبلا پتلا سا شخص تھا۔ برجیش اسے ہمیشہ اپنا دایاں ہاتھ کہا کرتا تھا کیونکہ ڈائریکشن میں برجیش کو اسسٹ کرنے سے لے کر پوسٹ پروڈکشن کا سارا کام سمیر نے اپنے ذمے لے رکھا تھا۔

"میڈم میرے خیال سے ہمیں پولس میں رپورٹ کر دینی چاہئے۔" سمیر نے دھیرے سے کہا۔

"نہیں سمیر، ابھی نہیں۔" الکا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال سے ہمیں آج پورا دن انتظار کر لینا چاہئے۔ اگر آج بھی کوئی پتہ نہیں چلا تو پھر ہم کل پولس میں رپورٹ کر دیں گے۔"

"میڈم آپ نے ان کے موبائل پر انہیں کانٹیکٹ کرنے کی کوشش تو کی ہوگی؟" سمیر نے پوچھا۔

"موبائل گھر پر ہی موجود ہے سمیر۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں؟"

کچھ دیر کے لئے کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ پھر سمیر کھکار کر دبے سے لہجے میں کہا۔ "میڈم ایک بات پوچھوں، آپ برا تو نہیں مانیں گی؟"

"نہیں۔" الکا نے کہا۔ "پوچھو کیا پوچھنا ہے۔"

urdunovels.net

سمیر نے سر جھکا کر کہا۔ ''کیا پچھلے دنوں میں آپ نے برجیش صاحب کے رویے میں کوئی تبدیلی محسوس کی تھی؟''

''ہاں سمیر۔'' الکا نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ ''ایک بہت ہی نمایاں تبدیلی محسوس کی تھی میں نے۔ پچھلے ایک ماہ سے بھی زیادہ وہ کافی کھنچا کھنچا سا رہنے لگا تھا مجھ سے۔''

''آپ کے خیال سے اس تبدیلی کی کیا وجہ ہو سکتی ہے میڈم۔'' سمیر نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''سمیر کیا تم یہ سوچ رہے ہو کہ اس نے مجھے کسی دوسری عورت کے لئے چھوڑ دیا ہے؟'' الکا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ کو یہ ناممکن لگتا ہے میڈم۔'' سمیر نے بدستور سر جھکائے ہوئے کہا۔

''نہیں ناممکن تو کچھ بھی نہیں سمیر۔'' الکا نے کہا۔ ''لیکن پتہ نہیں کیوں میرا دل کہتا ہے کہ برجیش کے اس طرح لاپتہ ہو جانے کی وجہ کوئی دوسری عورت نہیں ہو سکتی۔ میں برجیش کو تم سے زیادہ جانتی ہوں سمیر۔ اگر معاملہ کسی دوسری عورت کا ہوتا تو وہ صاف صاف مجھے سب کچھ بتا دیتا۔''

سمیر نے ایک نظر الکا کو دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں۔ اس کے انداز سے صاف ظاہر تھا کہ وہ الکا سے متفق نہیں ہے۔''

الکا نے اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''کیا تم نے پچھلے دنوں اسے کسی دوسری عورت میں دلچسپی لیتے ہوئے دیکھا تھا۔''

''جی نہیں۔'' سمیر نے نفی میں سر ہلاتا ہوا کہا۔ ''پرچھائیاں'' میں کام کرنے والی بھی لڑکیوں سے برجیش صاحب کے تعلقات خالص پیشہ ورانہ تھے۔''

''کوئی ایسی عورت جو ٹی۔ وی انڈسٹری سے کنکٹیڈ نہ ہو۔'' الکا نے کہا۔

''میں ایسی کسی عورت کو نہیں جانتا میڈم۔'' سمیر نے کہا۔

کمرے میں پھر ایک سوگواری خاموشی چھا گئی۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ سوچ رہے تھے۔ کچھ دیر بعد الکا نے اپنی رسٹ واچ پر ایک نظر ڈالی اور کہا۔ ''اوہ ساڑھے گیارہ بج گئے۔ اچھا سمیر، میں ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں۔ تم برجیش کے اس طرح اچانک غائب ہو جانے کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو مجھے میرے موبائل پر کانٹیکٹ کر لینا۔ او کے؟''

''او کے میڈم۔'' سمیر نے کہا۔ الکا اور کچھ کہے بغیر کمرے سے نکل گئی۔ کچھ دیر بعد اس کی ماروتی زین چائنا کریک کی طرف اڑی جا رہی تھی۔

☆......☆......☆

باب۔ ۸

برجیش کے جسم کا ہر حصہ ناقابل برداشت درد کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اس وقت اس کی حالت کسی ایسے چوہے کی سی تھی جو اچانک پنجرے میں پھنس جانے کے بعد باہر نکلنے کی ہر ممکن کوشش ناکام ہوتے دیکھ خوف و دہشت سے کانپتا ہوا، بڑھال اور مایوس ہو کر موت کا انتظار کرنے لگتا ہے۔ نیچے اس لڑکے کے چلنے پھرنے اور گنگنانے کی آواز برجیش کو صاف سنائی دے رہی تھی۔

برجیش نے ایک بار پھر اپنے سارے حواس یکجا کئے اور سوچنے لگا۔ ''مجھے ہمت نہیں ہارنی چاہئے۔ اس کمرے سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی طریقہ سوچنا ہی پڑے گا۔ یہ ایک مشکل کام ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ میں چیخ تو نہیں سکتا لیکن اپنے بندھے ہوئے پیروں سے کسی چیز کو گرا کر اتنی زوردار آواز تو پیدا کر سکتا ہوں جسے سن کر وہ لڑکا اس کمرے میں آ جائے۔'' یہ سوچ کر برجیش نے ادھر اُدھر دیکھا۔ اس کی نظریں اس پرانے ٹیبل فین پر جم گئیں جو اس کے پیروں سے کچھ ہی فٹ کے فاصلے پر رکھا ہوا تھا۔ برجیش اپنے جسم کی ساری قوت لگا کر اپنے پیروں کو ٹیبل فین کی طرف بڑھانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے بندھے ہوئے پیر ایک انچ آگے بڑھے لیکن ٹیبل فین کو چھوئے بغیر دوبارہ زمین پر گر گئے۔ اس حرکت سے اس کے جسم میں درد کی ایک اور اذیت ناک لہر دوڑ گئی اور اس کے رومال سے بندھے ہوئے منہ سے آزاد نہ ہونے والی دردناک چیخ ایک گھٹتی ہوئی کراہ بن کر اس کی جسمانی تکلیف کو کئی گنا بڑھا گئی۔ پھر اس نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کی لیکن یہ کوشش بھی رائیگاں گئی۔

برجیش گہری سانس لیتا ہوا پھر اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔

درد کی شدت میں کچھ کمی محسوس کرنے کے بعد برجیش نے پھر ٹیبل فین کی طرف دیکھا۔ پھر ہمت کر کے وہ دوبارہ پیر اٹھانے ہی جا رہا تھا کہ اسے دور

سے آتی ہوئی ایک کار کی آواز سنائی دی۔

''یہ یقیناً اکا ہوگی۔''برجیش نے سوچا۔

برجیش کا خیال صحیح تھا۔اکا نے معمول کے مطابق اپنی ماروتی زین کا مج سے کچھ ہی دور گھنی جھاڑیوں کے بیچ چھپائی اور تقریباً دوڑتی ہوئی کاٹج کے دروازے تک پہنچی اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

اوپر والے کمرے میں برجیش نے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی اور دوبارہ اپنے بندھے ہوئے پیر اٹھا کر ٹیبل فین گرانے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن اس بار بھی اسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

نیچے اس لڑکے نے دروازہ کھولا۔اکا کو دیکھ کر اس کا چہرہ کھل اٹھا۔پھر وہ چہک کر بولا۔''دیدی.....میری پیاری دیدی.....بالکل صحیح وقت پر آئیں تم ۔میرے پیٹ میں چوہے کود کود کر تھک گئے بلکہ سو بھی گئے۔''

اس لڑکے کے یہ الفاظ اوپر والے کمرے میں برجیش پر بم کی طرح گرے۔اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

''دیدی.....؟''برجیش نے ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ سوچا۔''تو کیا.....تو کیا یہ لڑکا.....اکا کا بھائی ہے۔لیکن اگر وہ اکا کا بھائی ہے تو پھر اس سے اس طرح چھپ چھپ کر ملنے کا مقصد؟''

برجیش کان لگا کر نیچے کے کمرے میں ہونے والی گفتگو سننے لگا۔

اکا اس لڑکے سے کہہ رہی تھی۔''ششانک،تم جلدی سے کھانا کھالو پھر تم سے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے۔''

ششانک نے ایک طویل سانس لے کر کہا''ضروری بات تو ایک مجھے بھی بتانی ہے دیدی۔رات یہاں چوری ہوگئی۔اور سارا سامان چلا گیا۔

''اوہ۔''اکا نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا''آج کا دن منحوس خبروں کا ہی لگتا ہے۔''

ششانک نے غور سے اکا کو دیکھتے ہوئے کہا۔منحوس خبر؟ کیا بات ہے دیدی؟ تم کافی پریشان نظر آرہی ہو۔خیریت تو ہے؟''

اکا نے ڈائننگ ٹیبل کی ایک کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھتے ہوئے کہا۔''ششانک تم پہلے کھانا کھالو۔پھر میں سب بتادونگی۔''

نہیں دیدی۔''ششانک بھی بیٹھتا ہوا بولا''تمہاری پریشانی کی وجہ سنے بغیر کھانا میرے حلق سے نہیں اترے گا۔''

اکا نے ایک طویل سانس لی اور کہا۔''ٹھیک ہے سنو،تمہارے جیجا جی اچانک غائب ہوگئے ہیں۔''

''اچانک غائب ہوگئے ہیں؟''ششانک کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔''میں سمجھا نہیں دیدی۔''

''وہ آج صبح کی فلائیٹ سے دلی جانے والے تھے۔کل رات ہم جلدی ہی سوگئے تھے۔صبح میری آنکھ جلدی کھل گئی وہ بستر پر نہیں تھے پھر میں نے سارا گھر چھان مارا اسکا دلی کا ایر ٹکٹ،موبائل،بریف کیس،کریڈٹ کارڈ ساری چیزیں موجود ہیں۔نہ تو انہوں نے کوئی میسج چھوڑا نہ ہی ان کا کوئی فون آیا۔''

''ان کے کپڑے اور جوتے؟''ششانک نے پوچھا۔

''ایک سوٹ اور ایک جوڑی جوتے گھر میں نہیں ہیں۔''اکا نے کہا۔

ششانک نے کچھ سوچ کر کہا۔''دیدی آپ ان کے دوستوں کو فون.....''

اکا نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔''میں نے سب کچھ کر کے دیکھ لیا ہے ششانک وہ ساری جگہیں چیک کرلیں جہاں ہونے کا ذرہ برابر بھی امکان ہوسکتا تھا۔''

ششانک نے دھیرے سے سر جھکا کر کہا''اسپتالوں میں چیک کیا دیدی؟''

''ہاں۔''اکا نے کہا''اسپتالوں میں،ریلوے اسٹیشن میں،ہر جگہ۔میری تو عقل حیران ہے کہ وہ گئے تو گئے کہاں۔؟''

اوپر کے کمرے میں یہ سب سنتے ہوئے برجیش کی ذہنی الجھن اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ چکی تھی۔اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اگر اکا اور ششانک بھائی بہن ہیں تو اکا نے اب تک اس سے یہ بات چھپائی کیوں اور ششانک سے لپنے رازدارانہ طور پر ملنے کی کیا وجہ ہے؟ پھر اچانک اپنی رسٹ واچ سے ابھرنے والی ٹک ٹک کی آواز نے برجیش کا دھیان اس سوال سے ہٹا کر اس بھیانک خطرے کی طرف موڑ دیا جو نہ صرف خود اسکی بلکہ ششانک اور اکا کی موت کو لمحہ بہ لمحہ اسے نزدیک سے نزدیک تر کرتا چلا جارہا تھا۔

''مجھے جلد از جلد ان دونوں کو کسی بھی طرح یہاں اپنی موجودگی سے آگاہ

کر کے یہ بتا دینا چاہئے کہ اس کمرے میں میں نے ایک ٹائم بم چھپایا ہے جو کل ٹھیک دو بجے دوپہر کو پھٹ جائے گا۔'' برجیش نے سوچا اور پھر اپنے دکھتے ہوئے جسم کا سارا زور لگا کر اپنے بندھے ہوئے پیروں سے پنکھے کو گرانے کی کوشش کرنے لگا لیکن لاکھ کوششوں کے باوجود وہ ایسا نہ کر سکا۔

اب اسے خود اپنی حماقت پر غصہ آ رہا تھا۔

''جب پہلی بار میں نے الکا کا پیچھا کر کے اس یہاں آتے ہوئے دیکھا تھا، اسی دن میں نے اس سے صاف صاف بات کر لی ہوتی تو اس وقت میں اس مصیبت میں نہ پھنسا ہوتا۔'' برجیش نے سوچا۔

''میں کیا کروں؟ کیا کروں......؟ کس طرح ان دونوں کو یہاں اپنی موجودگی سے آگاہ کروں......آخر کس طرح؟؟''

برجیش کو اپنی بے کسی اور مجبوری پر رونا آ گیا۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ ''یہ وقت خود پر ترس کھانے کا نہیں۔'' اس نے سوچا اور پھر چاروں طرف نظر ڈالی اور ایک بار پھر ٹھنڈے دل سے اس جنجال سے نکلنے کی ترکیب سوچنے لگا۔

نیچے کمرے میں ششانک الکا سے کہہ رہا تھا۔ ''دیدی، کہیں یہ کڈنیپنگ (Kidnapping) کا کیس تو نہیں۔''

''یہ خیال میرے دماغ میں بھی آیا تھا ششانک۔'' الکا نے کہا۔ ''لیکن اگر ایسا ہے تو ابھی تک کڈنیپرس (Kidnappers) نے ہمیں کانٹیکٹ کیوں نہیں کیا۔''

''یہ بات بھی صحیح ہے۔'' ششانک بڑبڑایا۔ ''آخر جیجا جی گئے کہاں؟''

برجیش نے سوچا ''کس طرح بتاؤں انہیں کہ میں ان سے کچھ ہی فاصلے پر موجود ہوں۔'' اس نے ایک بار پھر اپنے جسم کی ساری قوت لگا کر اٹھ بیٹھنے کی کوشش کی اور اس بار اسے کامیابی حاصل ہو گئی۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ پنکھے کی طرف کھسکنا شروع کیا۔ لیکن وہ کچھ ہی دور کھسک پایا ہو گا کہ اچانک اسے زور کا چکر آیا۔ سارا کمرہ اسے گھومتا ہوا نظر آیا اور زمین پر چت گرتے ہی وہ دوبارہ بے ہوشی کے اندھیرے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا۔

☆......☆☆......☆

باب۔۹

قیصر آباد، ہماچل پردیش اور اروناچل پردیش کی سرحد پر آباد ایک بہت ہی خوبصورت شہر تھا۔ سطح سمندر سے فٹ بلندی پر چنار اور سیب کے درختوں کے سائے میں بسا ہوا یہ شہر بمبئی جیسے سمنٹ کانکریٹ کے جنگل سے آئے ہوئے طارق اور نصرت کے لئے ''فردوس بر روئے زمین'' کی حیثیت رکھتا تھا۔

نصرت نے اپنے ہوٹل کی کھڑکی کھولی اور تازہ ہوا کے ٹھنڈے اور فرحت بخش جھونکے کو ایک گہری سانس لے کر اپنے پھیپھڑوں میں قید کر لیا۔ پھر سانس چھوڑتے ہوئے کہا۔ ''یار طارق! ذرا دیکھو تو کتنا حسین منظر ہے۔''

طارق کھڑکی کے پاس آیا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اچانک اس کی نظر نیچے ہوٹل کے سامنے آ کر رکی ہوئی ایک ٹیکسی پر پڑی اور اس نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ ''خوبصورت نہیں، نہایت ہی بھیانک منظر ہے۔ ذرا ادھر دیکھو۔''

نصرت نے پہلے حیرت سے طارق کو دیکھا پھر ٹیکسی پر اس کی نظر گئی اور اس نے بھی اپنے ہونٹ سکوڑ لئے۔

ٹیکسی سے غزالہ اور اسٹیلا اتر رہی تھیں۔

طارق نے کہا۔ ''نصرت ہمیں فوراً ہی اپنا کام شروع کر دینا چاہئے۔''

''تم ٹھیک کہتے ہو۔'' نصرت نے تیزی سے فون کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے آپریٹر سے بھرت سہائی کی رہائش گاہ کا نمبر مانگا۔ کچھ ہی دیر میں وہ بھرت سہائی سے بات کر رہا تھا۔

''مسٹر سہائی، میں نصرت خان بول رہا ہوں۔ جی ہاں......جی ہاں......طارق بھی میرے ساتھ ہے۔ ہم اس وقت آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ جی ہاں۔ میرے پاس آپ کا پتہ ہے۔ جی......جی......بس ہم پندرہ منٹ میں وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوکے مسٹر سہائی۔ بائی۔''

نصرت نے فون رکھا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتا ہوا کہا ''چلو۔''

دونوں سیڑھیوں سے نیچے اتر ہی رہے تھے کہ انہیں غزالہ اور اسٹیلا اوپر آتی ہوئی نظر آئیں۔ ایک بیل بوائے ان کا سامان لئے انکے پیچھے آ رہا تھا۔

چاروں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرائے۔ ''ہیلو، ہائے'' ہونے کے بعد

غزالہ نے کہا۔" بڑی جلدی میں نظر آرہے ہو تم دونوں۔ خیریت تو ہے؟"

" ہاں۔" نصرت نے لاپروائی سے کہا۔" تم بتاؤ یہاں کیا کر رہی ہو تم دونوں۔؟"

اسٹیلا نے مسکرا کر کہا۔" تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو ہم لوگ یہاں کیا کرنے آئے ہیں نصرت، اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ ہم یہاں جو بھی کرنے آئے ہیں وہ ہم تم دونوں سے پہلے ہی کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ شاید اسی خیال سے خوف زدہ ہو گئے ہو تم۔"

طارق نے ایک حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔" اگر ہم تمہیں خوف زدہ نظر آرہے ہیں تو تمہیں فوراً کسی آنکھوں کے ڈاکٹر سے اپائنمنٹ لے لینا چاہئے اسٹیلا۔"

" نہیں غلط مشورہ مت دو طارق۔" نصرت نے مصنوعی غصے سے کہا۔

" یہ دونوں ہماری دوست ہیں ہماری ہم پیشہ ہیں۔ دماغ کے ڈاکٹر کا کام آنکھوں کا ڈاکٹر کرے گا تو نقصان نہیں پہنچے گا ان بیچاریوں کو؟"

" یقیناً پہنچے گا۔" غزالہ نے چہک کر کہا۔" اگر یہ وہی ڈاکٹر ہوا جو تمہارا علاج کر چکا ہے۔"

غزالہ اور اسٹیلا ہنس پڑیں۔ طارق اور نصرت دانت پیستے ہوئے بغیر کوئی جواب دئے نیچے اتر گئے۔

اپنے کمرے میں آکر اسٹیلا نے بیڈ پر اپنے آپ کو گراتے ہوئے کہا۔" غزالہ! تمہارے خیال سے یہ دونوں اس وقت کہاں گئے ہونگے؟"

" مجھے کیا پتا؟" غزالہ نے بیٹھتے ہوئے کہا۔" ہو سکتا ہے مسٹر بھرت سہائی کے پاس گئے ہوں۔"

" ٹھہرو۔" اسٹیلا نے کہا۔" میں پتہ کرتی ہوں کچھ ہی دیر میں اسٹیلا نے بھرت سہائی سے فون پر رابطہ قائم کر کے یہ معلوم کر لیا کہ طارق اور نصرت انہی کے پاس گئے ہیں۔"

" اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟" غزالہ نے کہا۔

" میرے خیال سے ہمیں نیشنل کالج چلنا چاہئے۔" اسٹیلا نے کہا۔" شاید ہمیں وہاں تفیش یا ششانک کے دوستوں سے کوئی کلیو مل جائے۔"

" ٹھیک ہے۔" غزالہ نے اپنی رسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔" اس وقت کالج کھلا ہوگا۔ چلو ہمیں وقت برباد نہیں کرنا چاہئے۔"

دونوں تیزی سے کمرے سے نکل گئیں۔

☆......☆......☆

باب۔۱۰

برجیش کو دوبارہ ہوش میں آنے میں آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں لگا تھا۔ اس نے دو تین گہری سانسیں لیں اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کھڑکی سے اندر آتی ہوئی دھوپ کی تیزی اور تپش سے اسے یہ اندازہ لگانے میں دشواری نہیں ہوئی کہ وقت دوپہر ہی کا تھا۔ دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صحیح وقت نہیں معلوم کر سکا تھا۔ بے بسی اور بے کسی کے شدید احساس نے اس کے دماغ کو پھر اپنی گرفت میں لے لیا۔

نیچے سے الکا اور ششانک کی باتیں کرنے کی آوازیں اسے صاف سنائی دے رہی تھیں۔

الکا کہہ رہی تھی۔" تم ٹھیک کہتے ہو ششانک، میں آج رات تک برجیش کا انتظار کروں گی پھر اس کے بعد پولس میں رپورٹ کر دوں گی......لیکن......"

" لیکن کیا دیدی؟" ششانک اسے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

الکا نے متفکرانہ لہجے میں کہا۔" کہیں ایسا نہ ہو کہ پولس تفتیش کے دوران تم تک پہنچ جائے۔"

" تم اس کی فکر نہ کرو دیدی۔" ششانک نے سر جھکا کر کہا۔" ویسے بھی تم ساری عمر تو مجھے یہاں چھپا کر نہیں رکھ سکتیں۔ آج نہیں تو کل پولس مجھے تلاش کر ہی لے گی۔ دیکھو دیدی میں تم سے پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں اور آج پھر کہہ رہا ہوں۔ میرا یہاں اس طرح چھپے بیٹھے رہنا نہ تو میرے لئے اچھا ہے اور نا ہی تمہارے لئے۔ مجھ پر قتل کا الزام ہے۔ پولس کی نظروں میں میں تفیش کا قاتل ہوں، اگر میں پکڑا گیا تو ایک قاتل کو پناہ دینے کے جرم میں تم بھی پکڑی جاؤ گی۔ اگر میں اپنے آپ کو پولس کے حوالے کر دوں تو......"

" نہیں۔" الکا نے تیز لہجے میں کہا۔" تم ایسا کچھ نہیں کرو گے ششانک تم اگر ایک دن کیلئے بھی جیل گئے تو میں خودکشی کر لوں گی۔"

" دیدی میری بات تو سنو......"

" میں کچھ نہیں سننا چاہتی۔" الکا نے اسے آگے بولنے کا موقع دئے بغیر کہا۔" میرا یہ فیصلہ اٹل ہے ششانک۔ دو چار دنوں میں تمہارا جعلی

urdunovels.net

پاسپورٹ تیار ہو جائے گا۔اس کے بعد تمہیں دبئی بھیج کر ہی میں اطمینان کی سانس لوں گی۔"

ششانک نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔"جیسی تمہاری مرضی دیدی۔میں جانتا ہوں تم بہت ہی ضدی ہو جو سوچ لیتی ہو اسے کر کے ہی چھوڑتی ہو۔لیکن میری سمجھ میں آج تک نہیں آیا کہ آخر تم نے جیجا جی سے میرا تذکرہ کیوں نہیں کیا؟ انہیں بتایا کیوں نہیں کہ تمہارا ایک بھائی بھی ہے جو قیصر آباد میں پڑھتا ہے۔"

"اسے میری بدنصیبی کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا ششانک۔میں نے برجیش سے تمہارا تذکرہ کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ تم ہماری شادی میں شرکت کرنے ضرور آؤ گے لیکن جب شادی سے ایک ہفتہ پہلے تمہیں یہاں لانے کی غرض سے قیصر آباد پہنچی تو اسی دن نتیش کا قتل ہو گیا اور اس کے قتل کا الزام تم پر آ گیا۔تم تو جانتے ہی ہو کتنی مشکل سے میں تمہیں کار میں چھپا کر شملہ لے گئی تھی اور پھر وہاں سے تمہیں یہاں لے آئی تھی۔"

"ہاں جانتا ہوں دیدی۔میرے خیال سے اگر تم نے جیجا جی کو یہ ساری بات بتا دی ہوتی تو بہتر ہوتا۔"

"نہیں ششانک۔" الکا نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔"تم برجیش کو نہیں جانتے وہ ایک بیحد اصول پرست انسان ہے۔وہ تمہیں پولس سے چھپا کر رکھنے کیلئے نہ تو خود تیار ہوتے اور نہ ہی مجھے ایسا کرنے دیتے۔اس لئے میں تمہیں اس مکان میں لے آئی جو ڈیڈی کی موت کے بعد برسوں سے ویران پڑا تھا۔اچھا ہی ہوا جو میں شادی سے پہلے برجیش سے اس مکان کے بارے میں بتانا بھول گئی تھی۔ورنہ تمہیں یہاں چھپا کر رکھنا ممکن نہ ہوتا۔"

"ششانک نے سر جھکا کر کہا "اور شادی کے بعد تم نے جیجا جی سے کہہ دیا کہ ایک بہت اچھی ملازمت کے سلسلے میں میرا اچانک دوبئی جانا ہو گیا۔کتنے خطرات مول لئے ہیں تم نے میرے لئے دیدی۔اگر جیجا جی کو ان ساری باتوں کا علم ہو گیا تو بہت ہی برا ہو گا دیدی۔"

اوپر کے کمرے میں یہ ساری باتیں سنتے ہوئے برجیش نے سوچا۔"برا ہو گا نہیں برا ہو چکا ہے۔الکا کی اس غلطی نے کیسے عجیب وغریب حالات پیدا کر دیئے ہیں۔میں اس کے سگے بھائی کو اس کا آشنا سمجھ بیٹھا اور انتقام کے طور پر ان دونوں کو جان سے مارنے کیلئے اس مکان میں ایک ٹائم بم بھی چھپا چکا ہوں اور اتفاقاً ان دو چوروں کے یہاں آ جانے سے اب میں خود بھی اس کمرے میں بندھا پڑا ہوں۔اور کوئی ایسا طریقہ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے جس سے میں الکا اور ششانک کو اس خطرناک صورت حال سے آگاہ کر سکوں۔میں کیا کروں.....میں کیا کروں.....گلدان میں چھپا ہوا وہ بم کل ٹھیک دو بجے پھٹ جائے گا اس سے پہلے پہلے مجھے کچھ کرنا ہی ہوگا۔" یہ سوچ کر آہستگی سے آگے کھسکا اب وہ ٹیبل فین سے کافی نزدیک پہنچ چکا تھا۔وہ دوبارہ لیٹ گیا اور ٹیبل فین کی طرف اپنے بندھے ہوئے پیر پھیلائے۔

اس نے سوچا۔"فین کے گرنے سے جو آواز پیدا ہوگی وہ یقیناً الکا اور ششانک کو اس کمرے کی طرف متوجہ کر دے گی اور ایک بار وہ یہاں آ گئے تو سارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔"

برجیش نے اپنی ساری قوت یکجا کر کے فین کو لات ماری فین کے زمین پر گرنے سے ایک زوردار آواز پیدا ہوئی اور برجیش دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ الکا اور ششانک کے ردعمل کا انتظار کرنے لگا۔

نیچے کے کمرے میں الکا فین گرنے کی آواز سنکر چونکی اور کہا۔"یہ کیا ہوا ششانک۔"

ششانک نے لاپرواہی سے کہا۔"کچھ نہیں دیدی، اوپر کے جس کمرے میں بیکار سامان پڑا ہے نہ؟ وہاں چوہے بہت ہو گئے ہیں۔کچھ نہ کچھ گراتے رہتے ہیں کم بخت۔"

اوپر کے کمرے میں یہ بات سنکر برجیش کا دل چاہا کہ زمین سے ٹکرا کر اپنا سر پھوڑ لے۔ایک بار پھر اس کی رسٹ واچ سے آنے والی ٹک ٹک کی آواز نے برجیش کو یاد دلایا کہ موت لحہ بہ لحہ اس کی طرف بڑھ رہی ہے اور اسے روکنے کا برجیش کے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔

☆.....☆.....☆

باب۔۱۱

طارق اور نصرت بھرت سیانی کے محل نما بنگلے کے شاندار ڈرائینگ ہال میں بیٹھے پچھلے پندرہ منٹ سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

نصرت نے جماہی لینے کیلئے منہ کھولا اور اسے اپنی ہتھیلی سے ڈھانکتا ہوا کہا "میں تو بور ہو گیا یار.....پتہ نہیں کیا کر رہے ہیں سیانی صاحب؟"

"اپنا کھانا ہضم کر رہے ہیں۔" طارق زیر لب بڑبڑایا۔"یہ بڑے لوگ

جب تک ہم جیسے لوگوں کو ایک آدھ گھنٹہ انتظار کرنے پر مجبور نہیں کرتے تب تک انکا کھانا ہضم نہیں ہوتا۔"

نصرت کچھ کہنے ہی جا رہا تھا کہ انہیں سیڑھیوں سے بھرت سیانی اترتا ہوا نظر آیا۔ دونوں مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوگئے۔ بھرت سیانی تقریباً ساٹھ برس کا دبلا پتلا سا آدمی تھا اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں بیٹھنے کو کہا اور خود بھی بیٹھتے ہوئے کہا" آئی ایم ساری بوائز..... تمہیں کافی انتظار کرنا پڑا۔"

"نو پرابلم سر" طارق نے کہا۔" انتظار کرنے کی ہمیں خاص طور سے ٹریننگ دی جاتی ہے۔"

"گڈ" بھرت نے کہا" تم لوگوں نے چائے وغیرہ لی۔"

"جی ہاں" نصرت نے کہا۔" سر ۱۴ مارچ کو جو کچھ ہوا اسکے بارے میں ہمیں ذرا تفصیل سے بتائیے۔"

بھرت نے جیب سے ایک پائپ نکال کر اس میں تمباکو بھرتے ہوئے کہا ۔" مجھے چنگیزی صاحب نے فون پر بتایا تھا کہ اس کیس کی ساری تفصیلات تم لوگوں نے بمبئی کے ہومی سائیڈ ڈپارٹمنٹ سے حاصل کرلیں تھیں۔"

"جی ہاں، کرتو لیں تھیں۔" طارق نے جلدی سے کہا۔" لیکن ہم اس کیس کی گہرائی میں جانا چاہتے ہیں سر، اور ہومی سائیڈ کی رپورٹ اس کے لئے ناکافی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" بھرت نے اپنا پائپ سلگاتے ہوئے کہا" پوچھو کیا پوچھنا ہے؟"

"ہتیش آپ کا اکلوتا بیٹا تھا؟" نصرت نے پوچھا۔

"ہاں۔"

"یہاں آپ کے علاوہ اور کون رہتا ہے؟"

"میرا چھوٹا بھائی گوتم۔"

"گوتم صاحب کیا کرتے ہیں؟"

"میرے بزنس میں میرا پارٹنر ہے۔"

"آپ کے دوسرے رشتے دار؟"

"کوئی نہیں۔ پہلے صرف ایک چھوٹا بھائی اور ایک بیٹا تھا۔ اب صرف بھائی رہ گیا ہے۔"

"آئی ایم ساری سر" طارق نے کھنکھار کر کہا۔" مسز بھرت سیانی......؟"

"اس کے انتقال کو پانچ سال گزر چکے۔" بھرت نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔" لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ....."

"ہم یہ ذاتی سوال آپ سے کیوں کر رہے ہیں؟" نصرت نے اس کی بات پوری کرتے ہوئے کہا۔" بات یہ ہے سر کہ کسی بھی مرڈر کیس کو Solve کرنے کے ہمارے اپنے طریقے ہیں۔ اس سلسلے میں مقتول کا پورا فیملی بیک گراؤنڈ معلوم کرنا ہمارا سب سے پہلا قدم ہوتا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" بھرت نے پائپ کا ایک کش لے کر کہا۔" اور کیا جاننا چاہتے ہو تم لوگ؟"

"ہتیش کے سب سے زیادہ گہرے دوست کون تھے۔" طارق نے پوچھا۔

"بلونت اور رشید۔" بھرت نے کہا۔" وہ دونوں تقریباً چوبیس گھنٹے ہتیش کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔"

"ان کے پتے اور فون نمبر لکھوا دیجئے پلیز" نصرت نے جیب سے اپنا موبائیل نکالتے ہوئے کہا۔

بھرت نے بلونت اور رشید کے پتے بتائے جو نصرت نے اپنے موبائیل میں Feed کر دیئے۔

طارق نے کہا۔" اب ہمیں ششانک ورما کے بارے میں بتائیے۔"

"ششانک ورما ہتیش کا کلاس میٹ تھا۔ دونوں میں اکثر جھگڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ ایک نہایت ہی بدمعاش قسم کا لڑکا ہے۔ صرف ہتیش ہی نہیں کالج کے دوسرے کئی لڑکوں سے بھی لڑتا جھگڑتا رہتا ہے۔" بھرت نے بتایا۔

طارق نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔" ٹھیک ہے بھرت صاحب اب ہم یہاں سے ششانک کے گھر جائیں گے۔ اسکا پتہ ہمارے پاس ہے۔ اس کے بعد ہم بلونت اور رشید سے ملیں گے۔ اچھا اجازت دیجئے۔"

بھرت نے اٹھتے ہوئے کہا۔" جو بھی کرنا ہے جلدی کرو۔ میں ششانک کو پھانسی کے تختے پر دیکھنا چاہتا ہوں اور پچیس لاکھ کا انعام اسی کو دونگا جو جلد از جلد یہ کام سرانجام دے گا..... او کے آل دی بیسٹ۔"

"تھینک یو سر" دونوں بھرت سے ہاتھ ملا کر وہاں سے رخصت ہوگئے

urdunovels.net

۔

☆......☆......☆

باب ۔۱۴

جس وقت طارق اور نصرت بھرت سیانی کے بنگلے میں اس سے باتیں کر رہے تھے اس وقت غزالہ اور اسمیلا کالج کے کینٹین میں بلونت اور رشید کے ساتھ بیٹھی تھیں۔

رشید کہہ رہا تھا ”اس حرامزادے ششانک کو پکڑنے میں ہم آپ کی پوری پوری مدد کریں گے۔ پوچھئے کیا پوچھنا ہے آپ کو۔“

”سب سے پہلے تو یہ بتایئے کہ ۱۴/مارچ کو کالج کے کیمپس میں تنیش اور ششانک کا کس بات پر جھگڑا ہوا تھا۔“ غزالہ نے پوچھا۔

”ہماری کلاس میں ایک لڑکی تھی نیتا۔“ بلونت نے جواب دیا۔ ”وہ تنیش کے ساتھ کافی دنوں سے اسٹیڈی (steady) تھی دونوں شادی کرنے والے تھے مگر وہ کمینہ ششانک...... ہمیشہ نیتا کے پیچھے پڑا رہتا تھا۔ ۱۴/مارچ کو جب نیتا اپنی کلاس کی طرف جا رہی تھی تو ششانک نے اس کے منی اسکرٹ پر ایک ایسا ریمارک کسا جو میں آپ کے سامنے دہرا نہیں سکتا۔ نیتا نے پلٹ کر اسے تھپڑ مار دیا اور اس وقت تنیش بھی وہاں پہنچ گیا۔ تنیش نے ششانک کی اچھی خاصی پٹائی کر دی اور ششانک نے سب کے سامنے چیخ چیخ کر کہا تھا کہ وہ تنیش کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔“

”پھر کیا ہوا؟“ اسمیلا نے پوچھا۔

اس بار رشید نے جواب دیا۔ ”۱۴/مارچ کی ہی رات کو ششانک نے وہی کیا جو اس نے کہا تھا۔ اس نے تنیش کو قتل کر دیا۔“

”کیا کسی نے اسے قتل کرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا؟“ غزالہ نے پوچھا۔

”جی نہیں۔“ رشید نے کہا ”لیکن قاتل ششانک کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔“

”یہ تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو رشید۔“ اسمیلا نے کہا۔

”میں اس وقت ڈسکو ۹۹ میں تنیش کے ساتھ موجود تھا۔ کچھ ہی دور ایک ٹیبل پر ششانک اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا۔ تنیش اٹھ کر باتھ روم کی طرف گیا اور اس کے کوئی ایک منٹ بعد میں ششانک کو بھی باتھ روم کی طرف جاتے دیکھا۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ حرامزادہ تنیش کو مارنے کے ارادے سے اس کے پیچھے گیا ہوگا۔ دونوں میں جھگڑے تو اکثر ہوا کرتے تھے لیکن کالج میں یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ دو اسٹوڈنٹس میں جھگڑا ہونا اور پھر دوستی ہو جانا تو کیمپس کی زندگی کا ایک معمول تھا۔ کوئی دو یا تین منٹ کے بعد میں نے ششانک کو باتھ روم سے واپس آتے دیکھا۔ وہ کافی گھبرایا ہوا لگ رہا تھا...... وہ اپنی ٹیبل پر گیا اور ایک ہی سانس میں بیئر کا گلاس خالی کر کے وہ باہر نکل گیا۔ تب بھی میرے دماغ میں یہ خیال نہیں آیا تھا کہ ششانک نے اپنی بڑی حرکت کی ہوگی جب دس منٹ تک تنیش باہر نہیں آیا تو میں باتھ روم گیا اور وہاں...... وہاں مجھے تنیش کی لاش ملی۔“

”پھر تم نے کیا کیا؟“ اسمیلا نے پوچھا۔

”پہلے تو خوف کے مارے میرے منہ سے آواز ہی نہیں نکلی۔“ رشید نے کہا۔ ”پھر میں نے شور مچا دیا۔ سب لوگ وہاں جمع ہو گئے میں باہر ششانک کو پکڑنے بھاگا لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ پھر وہاں پولس پہنچ گئی۔“

”پھر؟“

بلونت نے کہا۔ ”پھر وہاں پولس آ گئی۔ پولس فوراً ہی ششانک کے گھر پہنچی، لیکن اس کی ماں نے بتایا کہ وہ صبح سے گھر نہیں آیا تھا کالج سے کسی دوست کے گھر گیا تھا اور پھر وہاں سے ڈسکو ۹۹ چلا گیا تھا۔“

”اور تب سے لے کر آج تک ششانک کا کوئی پتہ نہیں۔“ رشید نے کہا۔

غزالہ اور اسمیلا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اسمیلا نے کہا۔ ”میرے خیال سے اب ہمیں ششانک کے گھر چل کر اس کی ماں سے پوچھتا چھ کرنا چاہئے۔“

”ٹھیک ہے غزالہ نے کہا۔ ”او کے بلونت رشید، تھینکس۔“

بلونت نے مسکرا کر کہا ”یو آر ویلکم...... آپ جب بھی چاہیں ہمیں کانٹیکٹ کر سکتی ہیں۔“

باہر سڑک پر آ کر اسمیلا نے کہا ”غزالہ میں ششانک کے گھر جاتی ہوں تم جا کر مسٹر بھرت سیانی سے مل آؤ۔“

”ٹھیک ہے۔“ غزالہ نے کہا۔ ”تم وہاں سے ہو کر ہوٹل آ جانا۔“

پھر دونوں نے الگ الگ ٹیکسیاں پکڑی تھیں۔

urdunovels.net

کچھ ہی دیر کے بعد اسٹیلا کی ٹیکسی، ششانک کی بلڈنگ کے سامنے رکی۔ اسٹیلا بل چکا ہی رہی تھی کہ سامنے سے ایک دوسری ٹیکسی آئی اور اس میں سے نصرت اترا۔ اسٹیلا کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اور نصرت کی طرف بڑھتے ہوئے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔" تم.....؟ تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

نصرت نے مسکرا کر کہا۔" کام ڈاؤن اسٹیلا..... اس قسم کے سوال، اس لہجے میں عام طور سے شادی شدہ عورتیں اپنے شوہروں سے پوچھا کرتی ہیں۔"

اسٹیلا نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا۔" دیکھو نصرت، میں اس وقت تم سے الجھنا نہیں چاہتی۔"

" تم جیسی سلجھی ہوئی لڑکی سے مجھے یہی امید تھی" نصرت نے کہا" ویسے بھی مجھ سے الجھ کر تم ہمیشہ اپنا ہی نقصان کرتی ہو۔"

اسٹیلا نے ایک طویل سانس لی اور کہا۔" نصرت! کیا یہ ضروری ہے کہ ہم جب بھی ملیں اس طرح لڑ جھگڑ کر ایک دوسرے کا وقت برباد کریں؟"

" بالکل ضروری نہیں ہے" نصرت نے سر ہلا کر کہا۔

اسٹیلا نے مسکرا کر کہا" تو پھر ایک کام کرو۔ اچھے بچوں کی طرح گھر جاؤ اور مجھے اپنا کام کرنے دو۔"

" ٹھیک ہے، تم اپنا کام کرو۔ میں چلا" نصرت نے بلڈنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

" ارے ارے" اسٹیلا نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا" وہاں کہاں جا رہے ہو؟"

نصرت نے رک کر کہا۔" اسٹیلا، ہم پھر ایک دوسرے کا وقت برباد کر رہے ہیں۔"

اسٹیلا نے کچھ سوچ کر کہا۔" نصرت کیا یہ ممکن نہیں کہ اس کیس میں ہم مل کر کام کریں۔"

" تم اچھی طرح جانتی ہو اسٹیلا" نصرت نے مسکرا کر کہا" کہ ہمارا کسی کیس میں مل کر کام کرنا اتنا ہی ممکن ہے جتنا تمہاری باس مادام صوفیہ اور میرے باس چنگیزی صاحب کی شادی ہو جانا۔"

" بیکار باتیں چھوڑو نصرت" اسٹیلا نے کہا" دیکھو ہمارے پاس وقت بہت ہی کم ہے ایک دوسرے کے کاموں میں رکاوٹ ڈال کر ہم اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔"

نصرت نے تیزی سے کچھ سوچا اور پھر سر ہلا کر کہا" تم ٹھیک کہتی ہو۔ چلو..... لیکن ایک بات سنو..... ششانک کی ماں مسز شانتی ورما سے ہم یہ نہیں بتائیں گے کہ ہم پرائیوٹ جاسوس ہیں۔"

" تو پھر؟" اسٹیلا نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا۔

" ہمیں ان کے سامنے ایک ڈرامہ کرنا ہوگا" نصرت نے کہا۔

" کیسا ڈرامہ؟"

نصرت نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا" بتاتا ہوں..... آؤ چل کر کہیں قریب کے ریسٹورنٹ میں بیٹھتے ہیں۔ میرے دماغ میں ایک اسکیم ہے۔"

اسٹیلا نے نصرت کو چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا" وہ اسکیم مجھے دھوکہ دینے کی تو نہیں ہے نصرت۔"

دیکھو اسٹیلا۔ اگر تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تو یہ ساتھ مل کر کام کرنے والا ارادہ چھوڑ دو" نصرت نے جھلا کر کہا۔

" ارے تم تو برا مان گئے" اسٹیلا نے ہنستے ہوئے کہا" کم لیٹس گو"

☆.....☆.....☆

باب۔۱۳

جسمانی تکلیف اور سخت قسم کی ذہنی الجھن آہستہ آہستہ برجیش کو دیوانگی کی کگار کی طرف لے جا رہی تھی۔ امید اور نا امیدی کی لہروں کے بیچ ڈوبتے ابھرتے ہوئے برجیش نے تقریباً ہزارویں بار سوچا۔

" آخر میں نیچے بیٹھے ہوئے الکا اور ششانک کو کیسے بتاؤں کہ میں یہیں موجود ہوں۔ میں کیا کروں؟ میں کیا کروں؟"

نیچے الکا نے اپنی رسٹ واچ دیکھی اور کہا" ششانک دو بج گئے اب مجھے چلنا چاہیے۔"

یہ سنکر برجیش اپنے دکھتے ہوئے جسم کی پوری طاقت لگا کر اٹھ بیٹھا۔ اس نے سوچا" اگر میں ایک کے بعد ایک چیزیں گراتا رہوں تو شاید وہ دونوں اوپر آجائیں" یہ سوچ کر پلائی ووڈ کے ان ٹکڑوں کی طرف کھسکنا شروع کیا جو دیوار سے ٹکے ہوئے کھڑے تھے۔

نیچے ششانک کہہ رہا تھا" دیدی جیجا جی کے سلسلے میں تم کیا کرو گی؟"

الکا نے کہا" میں نے بتایا نا ششانک، میں کل صبح تک انتظار کرنے کا

urdunovels.net

بعد پولس میں ان کی گمشدگی کی رپورٹ لکھوادونگی۔''

''دیدی اب تو تم کل دوپہر کو ہی آؤ گی ، مجھے جیجا جی کی فکر لگی رہے گی ۔یہاں تو فون بھی نہیں ہے جو تم سے رابطہ قائم کرسکوں۔''

الکا نے کچھ سوچ کر کہا''تم ایسا کرو ششانک .....تم میرا موبائل اپنے پاس رکھو.....اگر گھر پہنچ کر ان کا کوئی پتا چلا تو میں تمہیں اس پر فون کردونگی۔''

''ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔'ششانک نے خوش ہوکر کہا۔''لیکن دیدی تمہارے لئے جو کالز آئیں گے ان کا جواب میں کیسے دے سکوں گا؟''

الکا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔'' الکا نے کہا۔''ڈسپلے پر نمبر دیکھ کر فون آف کردینا۔صرف میرے گھر کا نمبر دیکھ کر ہی کال ریسیو کرنا۔''

''لیکن دیدی تمہاری کوئی ضروری کال ہوسکتی ہے۔''ششانک نے کہا ۔

''تم اس کی فکر مت کرو۔'' الکا نے کہا۔''موبائل پر رابطہ نہ قائم ہونے کی صورت میں فون کرنے والا مجھے گھر پر فون کرلے گا۔ویسے بھی موبائل پر کم ہی کالز آتی ہے مجھے۔''

اس بیچ اوپر کے کمرے میں برجیش کھسکتا ہوا پلائی ووڈ کے ٹکڑوں کے پاس پہنچ چکا تھا۔اس نے اپنے بندھے ہوئے پیروں سے ان پر زور سے لات ماری۔دو پلائی ووڈ کے ٹکڑے زمین پر گرے۔نیچے کے کمرے میں ان کے گرنے کی آواز سنکر ششانک نے کہا''ناک میں دم کردیا ہے ان چوہوں نے۔''

الکا نے کہا''کل میں آتے ہوئے ریٹ پائزن لے آؤنگی۔تم اوپر والے کمرے میں ڈال دینا۔''

''ریٹ پائزن کی ایک ٹیوب تو میں نے کہیں دیکھا ہے دیدی ۔'ششانک نے کہا۔''تمہارے جانے کے بعد اوپر ڈال آوں گا۔''

یہ سن کر برجیش کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔''اگر ریٹ پائزن ڈالنے کی غرض سے ششانک اوپر آیا تو مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔''یہ سوچ کر بے صبری سے ششانک کے اوپر آنے کا انتظار کرنے لگا۔

الکا نے کہا۔''اچھا ششانک میں چلتی ہوں۔''

''او کے دیدی۔'ششانک نے کہا۔''جیجا جی کی کوئی خبر ملے تو مجھے فوراً فون کرنا۔''

یہ سن کر برجیش اس آفت میں پڑنے کے بعد پہلی بار مسکرایا۔وہ فون پر میرے ملنے کی خبر تمہیں نہیں دے گی ششانک۔''برجیش دل ہی دل میں کہا۔''بلکہ میرے ملنے کی خبر تم اسے فون پر دوگے۔''پھر وہ پہلے سے بھی زیادہ بے صبری سے ششانک کے اوپر آنے کا انتظار کرنے لگا۔

نیچے الکا کے جانے کے بعد ششانک نے کھانا کھایا تھا اور اپنے بستر پر لیٹ گیا۔''تھوڑی دیر آرام کرلوں پھر اوپر کے کمرے میں جاکر ریٹ پائزن ڈال آؤنگا۔'ششانک نے آنکھیں بند کرلیں اور پھر اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ کب نیند نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔

☆.....☆.....☆

باب۔۱۴

ریسٹورینٹ میں کوئی آدھے گھنٹے تک اسمیلا کو اپنا پلان سمجھانے کے بعد نصرت نے کہا۔''کیسا لگا تمہیں میرا پلان؟''

اسمیلا نے خوشی سے کہا۔''تمہارا پلان واقعی کمال کا ہے نصرت۔میں تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میری صحبت کا اتنا اچھا اثر۔اتنی جلدی تم پر ہوجائے گا۔''

''یہ تم میری تعریف کررہی ہو یا اپنے آپ کی۔'نصرت نے برا سامنہ بنا کر کہا۔

''تمہاری ہی تعریف تو کررہی ہوں۔''اسمیلا نے جلدی سے کہا۔''چلو چلو،اس سے پہلے کہ پھر ہمارا جھگڑا شروع ہوجائے ہمیں فوراً ششانک کے گھر پہنچنا چاہئے۔''

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد نصرت نے ششانک کے فلیٹ کی ڈور بیل بجائی۔کچھ ہی دیر میں ایک ادھیڑ عمر کی عورت نے دروازہ کھولا۔

''کہئے۔''وہ نصرت اور اسمیلا کو باری باری دیکھتے ہوئے بولی۔

نصر نے جھجکتے ہوئے کہا۔''مسز شانتی ورما؟''

شانتی نے کہا۔''میں ہی ہوں۔کیا بات ہے؟''

نصرت نے کہا۔''میرا نام وجے ہے۔یہ میری کزن ویشالی ہے۔ہم.....آج ہی امریکہ سے آئے ہیں۔کیا ہم ششانک سے مل سکتے ہیں؟''

''ششانک یہاں نہیں رہتا۔''شانتی نے خشک لہجے میں کہا اور دروازہ

بند کرنے لگی۔ اسمیلا نے کہا۔ "ایک منٹ آنٹی...... ہمارا ششانک سے ملنا بے حد ضروری ہے کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ ہم اسے کہاں کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔"

"نہیں۔" شانتی نے کہا۔ "میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔"

نصرت نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ "چلو ویشالی لگتا ہے ہمیں وہ ڈرافٹ مسٹر جیفرسن کو واپس لوٹانا ہوگا۔"

"ڈرافٹ؟" شانتی نے دونوں کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیسا ڈرافٹ؟"

"ہم ششانک کے لئے امریکہ سے دس لاکھ روپیہ کا ڈرافٹ لے کر آئے تھے آنٹی۔" اسمیلا نے کہا۔

شانتی کی آنکھوں سے الجھن صاف عیاں تھی۔ "لیکن...... یہ مسٹر جیفرسن ہیں کون اور انہوں نے ششانک کو اتنی بڑی رقم کیوں بھیجی ہے؟"

"بڑی رقم کہاں ہے آنٹی۔" اسمیلا نے کہا۔ "دس لاکھ روپیہ کا مطلب ہوتا ہے صرف پچیس ہزار یو۔ایس۔ ڈالر...... اور پچیس ہزار ڈالرز مسٹر جیفرسن جیسے ارب پتی کیلئے ایسے ہیں جیسے ہمارے لئے پچیس روپیہ۔"

"لیکن پھر بھی وہ یہ پیسے ششانک کو کیوں دینا چاہتے ہیں۔" شانتی نے پوچھا۔

"کہانی ذرا لمبی ہے مسز ورما۔" نصرت نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ہاں۔" شانتی نے ایک جھینپتی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ کہا "آپ لوگ اندر آئیے نا۔"

نصرت اور اسمیلا نے اپنے ہونٹوں پر آئی ہوئی مسکراہٹ کو دباتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اندر آ کر بیٹھ گئے۔

شانتی نے کہا۔ "آپ لوگ کچھ چائے وغیرہ......"

"نہیں آنٹی۔" اسمیلا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ "ہم ابھی ابھی ناشتہ کر کے آئے ہیں۔"

"ہاں تو...... آپ کیا کہہ رہے تھے۔" شانتی نے کہا۔

نصرت نے کہا۔ "بات دراصل یہ ہے مسز ورما کہ مسٹر جیفرسن کا شمار امریکہ کے بیس امیر ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ ان کے ٹیکساس میں کئی تیل کے کنویں ہیں۔ ویشالی ان کی پرسنل سکریٹری ہے اور میں ان کے ایک کمپنی میں سیلز ایکسیکیوٹیو ہوں۔ پچھلے سال ہم لوگ مسٹر جیفرسن کے ساتھ ہندوستان گھومنے کی غرض سے آئے تھے۔ دلی اور آگرہ ہوتے ہوئے ہم یہاں قیصر آباد بھی آئے تھے۔ یہاں ہماری ملاقات ششانک سے ہوئی۔ مسٹر جیفرسن دمے کے پرانے مریض ہیں۔ انہوں نے امریکہ کے بڑے سے بڑے ڈاکٹر سے علاج کروایا تھا مگر انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ جب ششانک کو اس بات کا پتہ چلا تو اس نے یہاں کے ایک وید سے دمے کی ایک آیورویدک دوا لا کر مسٹر جیفرسن کو دی۔ یہ دوا کچھ ایسی جڑی بوٹیوں سے تیار کی گئی تھی جو صرف قیصر آباد کے پہاڑوں پر ہی پائی جاتی ہیں۔ مسٹر جیفرسن کو بالکل یقین نہیں تھا کہ جس مرض کو امریکہ کے ماہر ڈاکٹر نہیں ٹھیک کر پائے وہی مرض کاغذ کی پڑیوں میں بندھی اس معمولی سے دوا سے ٹھیک ہو جائے گا۔ اس لئے وہ اس دوا کو ایک طرف رکھ کر بھول گئے۔ امریکہ پہنچ کر میں نے مسٹر جیفرسن سے کہا کہ وہ اس دوا کو استعمال کر کے تو دیکھیں...... شاید فائدہ کر جائے۔ مسٹر جیفرسن نے وہ دوا کھانا شروع کی اور صرف چھ ماہ کے استعمال کے بعد اس دوا نے حیرت انگیز اثر دکھایا۔ مسٹر جیفرسن مکمل طور پر شفایاب ہو گئے۔ ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ میں اور ویشالی اس سال بھی اپنے رشتے داروں سے ملنے ہندوستان آنے والے تھے۔ مسٹر جیفرسن نے ششانک کے نام ایک شکریہ کا خط اور دس لاکھ کا ڈرافٹ بھیجا ہے۔"

اتنا کہہ کر نصرت نے ایک گہری سانس لی اور اسمیلا نے جلدی سے کہا۔ "یہ دس لاکھ تو مسٹر جیفرسن نے صرف اظہار تشکر کے طور پر بھیجے ہیں آنٹی، اسکے علاوہ انہوں نے ششانک کو ایک بزنس آفر بھی دیا ہے۔"

"بزنس آفر؟" شانتی نے کہا۔

"جی ہاں۔" اسمیلا نے کہا۔ "مسٹر جیفرسن اس آیورویدک دوا کی بڑے پیمانے پر مینوفیکچرنگ اور ساری دنیا میں اس کی مارکٹنگ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اس بزنس میں وہ ششانک کو اپنا پارٹنر بنانا چاہتے ہیں۔"

"سچ۔" شانتی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا لیکن پھر فوراً ہی وہ اداس ہو گئی۔

نصرت نے غور سے اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔ "معاف کیجئے گا مسز ورما۔ کیا میں آپ سے ایک سوال پوچھ سکتا ہوں۔"

"پوچھئے۔" شانتی نے کہا۔

"جو خبر ابھی ہم نے آپ کو سنائی ہے وہ اگر کسی اور کو سنائی ہوتی تو وہ خوشی سے پاگل ہو جاتا۔لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ اتنی زبردست خوش خبری سننے کے باوجود آپ نہ خوش ہیں بلکہ کچھ پریشان نظر آ رہی ہیں۔کیا میں اس غیر فطری ردعمل کی وجہ جان سکتا ہوں؟"

شانتی نے فوراً کوئی جواب نہیں دیا۔کچھ دیر سر جھکائے وہ کچھ سوچتی رہی پھر دھیرے سے کہا۔"بات دراصل یہ ہے مسٹر وجے کہ ششانک اس وقت ایک بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہے۔"

"کیوں؟" اسمیلا نے حیرت سے کہا۔"کیا ہوا ہے اسے۔"

شانتی نے سر جھکا کر کہا۔"وہ.....کسی نے اسے قتل کے جھوٹے الزام میں پھنسا دیا ہے۔لیکن میں آپ لوگوں کو یقین دلاتی ہوں کہ ششانک بالکل بے قصور ہے۔اس نے کسی کا قتل نہیں کیا ہے۔"

"ہوں" نصرت نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔"تو کیا اس وقت وہ پولس کی حراست میں ہے؟"

"جی نہیں۔" شانتی نے افسردہ لہجے میں کہا۔"دراصل مجھے خود پتہ نہیں کہ اس وقت وہ کہاں ہے۔"

"ہوں" نصرت نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔"دوسرے الفاظ میں ششانک فرار ہے، اس پر قتل کا الزام ہے اور پولس اس کی تلاش میں ہے۔کیوں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا مسز ورما؟"

"جی" شانتی نے تلخ لہجے میں کہا "اور یہ سب الکا کی بے وقوفی کا نتیجہ ہے۔میں نے اس سے کہا تھا کہ ہم سب کے لئے اور خاص طور سے ششانک کے لئے یہی بہتر ہوگا کہ وہ خود اپنے آپ کو پولس کے حوالے کردے اور ہم ایک اچھا وکیل کر کے ششانک کو عدالت میں بے قصور ثابت کریں لیکن وہ بے وقوف ضدی لڑکی نہیں مانی اور ششانک کو اپنے ساتھ پتہ نہیں کہاں لے گئی۔"

"آپ کس لڑکی کی بات کر رہی ہیں آنٹی۔" اسمیلا نے پوچھا۔

"میری بیٹی الکا" شانتی نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے چباتے ہوئے کہا۔"میں نے اسے لاکھ سمجھایا کہ اگر ششانک غائب ہو گیا تو یہ اس کے حق میں برا ہوگا۔پولس یہی کہے گی کہ اگر ششانک بے قصور ہے تو اس طرح فرار کیوں ہو گیا۔"

"کیا الکا یہیں آپ کے ساتھ رہتی تھی" نصرت نے پوچھا۔

"نہیں۔" شانتی نے کہا۔"وہ بمبئی میں اپنے شوہر برجیش کمار کے ساتھ رہتی ہے۔"

"برجیش کمار!" اسمیلا نے کہا۔"وہی برجیش کمار تو نہیں......جو ٹی وی سیریلز بناتے ہیں؟"

"ہاں وہی۔" شانتی نے کہا۔

"آپ ہمیں ذرا تفصیل سے بتائیں گی مسز ورما" نصرت نے کہا۔

"ہاں" شانتی نے کہا۔"لیکن وجے صاحب آپ دونوں کو اسلئے بتا رہی ہوں کہ آپ ششانک کے دوست اور ہمدرد ہیں۔اس کے لئے اتنی بڑی خوشخبری لے کر آئے ہیں۔یہ بات میں نے پولس کو نہیں بتائی ہے اور آپ وعدہ کیجئے کہ آپ بھی کسی سے یہ بات نہیں بتائیں گے۔"

"بالکل نہیں بتائیں گے۔" اسمیلا نے کہا۔"ہم وعدہ کرتے ہیں۔"

شانتی نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔"یہ ۱۴/مارچ کی بات ہے۔رات کافی ہو چکی تھی تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔سامنے الکا ایک سوٹ کیس لئے کھڑی تھی۔وہ بمبئی سے آئی تھی۔اس نے مجھے بتایا کہ وہ اگلے ہفتے برجیش کمار نام کے کسی ٹی وی پروڈیوسر سے شادی کر رہی ہے۔اور مجھے اور ششانک کو لینے آئی ہے۔ابھی ہم دونوں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ششانک دوڑتا ہوا آیا۔وہ بہت زیادہ گھبرایا ہوا لگ رہا تھا۔پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ ابھی ڈسکو ۹۹ سے آ رہا ہے اور وہاں کے باتھ روم میں اس نے اپنے کلاس میٹ متیش کی لاش دیکھی ہے۔میں نے اس سے کہا کہ اس میں گھبرانے کی کیا بات ہے؟ تو ششانک نے بتایا کہ اس دن صبح کالج میں اس کا متیش کے ساتھ جھگڑا ہوا تھا اور سب کے سامنے ششانک نے متیش کو مارنے کی دھمکی دی تھی۔متیش کے اس طرح قتل ہو جانے پر سب اسے ہی قاتل سمجھیں گے۔یہ سن کر الکا بھی بری طرح گھبرا گئی۔پھر اس نے کہا کہ اس مسئلے کا ایک ہی حل ہے کہ الکا ششانک کو اپنے ساتھ بمبئی لے جائے اور پھر وہاں کچھ دنوں تک چھپا کر رکھنے کے بعد ملک سے باہر کہیں بھیج دے۔ششانک بھی اس کے لئے راضی ہو گیا۔میں نے دونوں کو بہت سمجھایا مگر الکا نہیں مانی اور الٹے پیروں ششانک کو ساتھ لے کر یہاں سے نکل گئی۔"

"اس کے بعد الکا نے آپ کو کانٹیکٹ تو کیا ہوگا مسز ورما' نصرت نے کہا۔

"جی ہاں۔ تین دن کے بعد الکا کا فون آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ بالکل محفوظ ہے۔ بس اس کے آگے اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔"

نصرت اور اسٹیلا نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر نصرت نے کہا ۔مسز ورما آپ نے بہت ہی اچھا کیا جو ہمیں یہ بات بتا دی۔ ہمیں آپ سے پوری ہمدردی ہے اور آپ ہی کی طرح ہمیں بھی یقین ہے کہ ششانک کسی کا قتل نہیں کرسکتا، لیکن پھر بھی جو حالات تھے ان کے مدنظر ششانک کا یہاں سے چلے جانا ہی اچھا ہوا۔ اب آپ ہمیں الکا جی کا پتہ دے دیجئے ہم بمبئی میں ان سے ملکر یہ ڈرافٹ انہی کو دے دیں گے۔ اور مسٹر جیفرسن کے بزنس آفر کے بارے میں بھی انہیں بتا دیں گے۔"

"جی ہاں" اسٹیلا نے کہا "بلکہ اگر ششانک بمبئی میں ہی ہے تو ہم اسے اپنے ساتھ امریکہ لے جائیں گے آپ بالکل فکر نہ کریں۔"

"بھگوان کرے تم جیسا کہہ رہے ہو ویسا ہی ہو۔"

"ویسا ہی ہوگا مسز ورما" نصرت نے کہا "ششانک نے مسٹر جیفرسن پر اتنا بڑا احسان کیا ہے ۔وہ ہر طرح سے اس کی مدد کریں گے ۔اب آپ جلدی سے الکا جی کا پتہ اور فون نمبر لکھوا دیجئے۔"

کچھ ہی دیر کے بعد نصرت اور اسٹیلا ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ ششانک کے فلیٹ سے نکل رہے تھے۔

☆......☆......☆

باب ۔۱۵

جس وقت نصرت اور اسٹیلا مسز شانتی ورما سے بات کر رہے تھے اس وقت غزالہ بھرت سیانی کے بنگلے میں اس کے بھائی گوتم سیانی سے سوالات کر رہی تھی ۔بھرت سیانی غزالہ کے وہاں پہنچنے سے پہلے بمبئی جانے کے لئے ایئر پورٹ روانہ ہو چکا تھا۔ گوتم کو دیکھ کر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بھرت کا چھوٹا بھائی ہوگا۔ گوتم پستہ قد کا ایک بھاری بھرکم جسامت والا ایک شخص تھا اس کے کانوں کے اوپر اور گدی پر بالوں کے ایک سفید گچھے کے علاوہ پورا سر بالوں سے عاری تھا۔

غزالہ نے جب اپنا تعارف کرایا تو گوتم سر سے پیر تک اسے بھوکی نظروں سے دیکھتا ہوا مسکرا کر بولا۔ "آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی مس جعفری ۔آپ جیسی لڑکیوں کو دیکھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ ہم ترقی میں کسی سے کم نہیں۔"

"شکریہ۔" غزالہ نے خشک لہجے میں کہا۔ "مجھے پتہ چلا ہے کہ ۱۴ مارچ کے دن آپ تنیش کے کالج گئے تھے؟"

"جی ہاں۔" گوتم نے سر ہلا کر کہا۔ "جب میں اور بھائی صاحب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ تنیش اور ششانک ایک دوسرے پر گھونسے برسا رہے تھے اور کالج کے کچھ دوسرے لڑکے بیچ بچاؤ کر رہے تھے۔ پھر ششانک نے چیخ چیخ کر کہا تھا کہ وہ تنیش کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔ پھر ششانک کے کچھ دوست گھسیٹتے ہوئے اسے وہاں سے لے گئے تھے۔"

"ہوں۔" غزالہ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اور اسی رات تنیش کا قتل ہوگیا۔ گوتم صاحب کیا آپ کے خیال سے ششانک نے ہی تنیش کا قتل کیا ہوگا"

"اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے مس جعفری۔" گوتم نے کہا۔

"لیکن ششانک اس طرح اچانک غائب کہاں ہوگیا؟" غزالہ نے کہا۔

"کمال ہے۔" گوتم نے مسکرا کر کہا۔ "یہ آپ مجھ سے پوچھ رہی ہیں ۔اسی بات کا پتہ لگانے کے لئے تو بھائی صاحب نے آپ لوگوں کی خدمات حاصل کیں ہیں۔"

"جی ہاں۔" غزالہ نے کہا۔ "اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ انہوں نے بالکل صحیح فیصلہ کیا ہے۔ بائی دی وے...... آپ کے علم میں تنیش کا کوئی اور بھی دشمن ہے۔"

"جی نہیں۔" گوتم نے سر ہلا کر کہا۔ "ششانک کے علاوہ تنیش کو قتل کرنے کا مقصد اور کسی کے پاس نہیں۔"

"کیا آپ ششانک کو ذاتی طور پر جانتے تھے مسٹر گوتم؟" غزالہ نے پوچھا۔

"جی ہاں۔" گوتم نے کہا "نہ صرف اسے بلکہ اس کی ماں شانتی اور اس کی بڑی بہن الکا کو بھی جانتا تھا۔ دراصل ششانک کے مرحوم والد مسٹر اجے ورما میرے اپنے دوستوں میں سے تھے ۔اجے کی موت کے بعد میرا ان کے یہاں آنا جانا بند ہوگیا تھا۔ ویسے بھی اجے کے تعلقات شانتی سے کبھی بھی

urdunovels.net

اچھے نہیں رہے۔ اسے کافی دنوں سے بمبئی میں شانتی سے الگ رہ رہا تھا۔"

"اور ان کا انتقال کب ہوا" غزالہ نے پوچھا۔

"بمبئی میں۔"

"اور ششانک کی بڑی بہن انکا؟ وہ کہاں رہتی ہے؟"

"وہ بھی بمبئی میں رہتی ہے۔"

غزالہ کسی سوچ میں پڑ گئی۔ پھر کہا۔"آپ مجھے انکا کا پتہ دے سکتے ہیں؟"

"نہیں۔ ایسا سننے میں آیا تھا کہ اس نے کسی ٹی وی۔ سیریئل کے پروڈیوسر سے شادی کر لی ہے۔ ویسے اس مکان کا پتہ ہے میرے پاس جہاں اسے اکیلا رہا کرتا تھا۔ بمبئی سے کوئی دو گھنٹے کی ڈرائیو کی دوری پر ایک جگہ ہے چانا کریک۔ وہیں آبادی سے کافی دور ایک کاٹیج میں رہتا تھا وہ۔ میں کوئی تین چار سال پہلے وہاں جا چکا ہوں۔"

"مجھے پتہ لکھوا دیجیے پلیز۔" غزالہ نے اپنی ڈیجیٹل ڈائری نکالتے ہوئے کہا۔

پتہ نوٹ کر کے کچھ اور سوالات کرنے کے بعد غزالہ اٹھ گئی۔

ادھر نیشنل کالج کی کینٹین میں طارق نے بلونت اور رشید سے پوچھ تاچھ کی تھی اور اسے بھی دونوں نے وہی باتیں بتائی تھیں جو وہ پہلے ہی غزالہ اور اسمیلا کو بتا چکے تھے۔

شام کو کوئی چار بجے وہ اپنے ہوٹل لوٹا تھا۔ ریسپشن پر ہی اس کی ملاقات غزالہ سے ہو گئی۔

غزالہ نے اُسے اکیلا دیکھتے ہوئے کہا۔"نصرت کو کہاں چھوڑ آئے طارق؟"

"یہی میں بھی تم سے پوچھنے والا تھا" طارق نے مسکرا کر کہا۔"تم اسمیلا کو کہاں چھوڑ آئیں؟"

"وہ ششانک کے گھر گئی ہے" غزالہ نے کہا۔"مسز شانتی ورما سے ملنے۔"

طارق نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔"نصرت بھی وہیں گیا ہے غزالہ تمہیں اسمیلا کی سلامتی کی دعا مانگنا چاہیے۔"

"اسمیلا نہ صرف ایک ذہین لڑکی ہے طارق بلکہ وہ جوڈو کراٹے کی ماہر بھی ہے۔" غزالہ نے ہنس کر کہا۔"اس لئے اگر میں نے دعا مانگی بھی تو وہ نصرت کے حق میں ہوگی۔"

"خیر چھوڑو" طارق نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔"یہ بتاؤ کہ تمہارا انویسٹیگیشن کہاں تک پہنچا۔"

"ہمارا انویسٹیگیشن جہاں تک بھی پہنچا ہو" غزالہ نے سنجیدگی سے کہا۔"پر ایک بات پکی ہے ہم ششانک تک تم سے پہلے پہنچ جائیں گے۔"

"میری تمام نیک خواہشات تمہارے ساتھ ہے غزالہ" طارق نے بھی اتنی ہی سنجیدگی سے کہا۔"بزرگوں نے کہا ہے کہ خیالی پلاؤ پکانے والوں کی ہمیشہ ہمت افزائی کرنی چاہئے۔"

غزالہ پلٹ کر کچھ کہنے ہی جا رہی تھی کہ ان دونوں کی نظر ایک ساتھ ہوٹل کے باہر آ کر رکی ہوئی ایک ٹیکسی پر پڑی اور دونوں کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے۔ ٹیکسی سے نصرت اور اسمیلا خوشی خوشی باتیں کرتے ہوئے اتر رہے تھے۔ پھر وہ دونوں کانچ کا دروازہ کھول کر اندر آئے اور طارق اور غزالہ کو اپنی طرف حیرت سے دیکھ کر ٹھٹک گئے۔

غزالہ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ اسمیلا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔"ہائے...... ہمارے پاس تم لوگوں کیلئے ایک خوش خبری ہے۔...... کیوں نصرت؟"

"بالکل۔" نصرت نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔"طارق تم وہ خبر سنو گے تو خوشی سے اچھل پڑو گے۔"

"اچھا" طارق نے حیرت سے کہا۔"تو پھر سنا ڈالو جلدی سے وہ خوش خبری۔"

نصرت نے ادھر اُدھر دیکھ کر دھیرے سے کہا۔"میں نے ششانک کا پتہ لگا لیا ہے۔"

"میں نے نہیں، ہم نے کہو نصرت۔" اسمیلا نے بہت ہی نرم لہجے میں کہا۔

"تم ایک بات بھول رہی ہو اسمیلا" نصرت نے بھی اتنے ہی نرم لہجے میں کہا۔"کہ وہ پلان میرا تھا۔"

"ہوگا۔" اسمیلا نے لاپروائی سے کہا۔"لیکن اس پلان کو عملی جامہ پہنانے میں، میں نے تمہاری مدد کی تھی۔"

urdunovels.net

"تمہاری مدد کے بغیر بھی میں مسز ورما کو وہ کہانی سنا کر ششانک کا پتہ حاصل کر سکتا تھا۔" نصرت نے اپنے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"بکومت۔" اسٹیلا نے کہا۔ "تم میری مدد کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے تھے۔"

"ایک منٹ، ایک منٹ۔" غزالہ نے ان دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔ "اسٹیلا تم میرے ساتھ چلو اور طارق تم نصرت کو اپنے ساتھ لے جاؤ ورنہ ہم قیامت تک یہ نہیں معلوم کر سکیں گے کہ یہ دونوں کون سا کارنامہ سرانجام دے کر آئے ہیں۔"

کچھ ہی دیر کے بعد نصرت اپنے کمرے میں طارق سے اور اسٹیلا اپنے کمرے میں غزالہ سے ساری بات بتا رہے تھے۔ سب کچھ سننے کے بعد غزالہ نے سوچتے ہوئے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ ششانک کو اس کی بڑی بہن الکا نے کہیں چھپا کر رکھا ہے۔" پھر غزالہ اچانک چونک پڑی۔ اس کا دل خوشی سے دھڑکنے لگا۔ چہرہ فرط جوش و مسرت سے سرخ ہو گیا۔ اور اس نے اپنی دونوں مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ "اسٹیلا! میں جانتی ہوں الکا نے ششانک کو کہاں چھپایا ہوگا۔"

اسٹیلا نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "تم کیسے جانتی ہو غزالہ؟"

غزالہ نے اپنے جوش اور مسرت کو دباتے ہوئے کہا۔ "مسٹر گوتم سیانی سے بات چیت کے دوران مجھے انہوں نے بتایا کہ الکا اور ششانک کے والد مسٹر اے ورما بمبئی سے کچھ دور چاینا کریک میں آبادی سے دور ایک کاٹیج میں رہا کرتے تھے۔ دو سال پہلے ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ اسٹیلا مجھے یقین ہے کہ ششانک وہیں چھپا ہوگا۔"

"ہوں۔" اسٹیلا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "تب تو ہمیں فوراً بمبئی واپس چلنا چاہیے۔"

"بالکل۔" غزالہ نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی واپسی کی ٹکٹیں بک کراتی ہوں۔"

☆......☆......☆

باب ۔۱۶

اپنے پورے جسم میں دوڑتی ہوئی درد کی لہروں پر قابو پاتے ہوئے برجیش ایک بار پھر اپنی ساری قوت کو یکجا کر کے اٹھ بیٹھا اور پھر کوئی ایسی زوردار آواز پیدا کرنے کے امکانات پر غور کرنے لگا جو نیچے کے کمرے میں ششانک کو اس کمرے میں آنے پر مجبور کر دے۔ وہ نہایت ہی آہستگی سے کھسکتا ہوا پلائی ووڈ کے ٹکڑوں کی طرف بڑھنے لگا۔ پلائی ووڈ کے نزدیک پہنچ کر اس نے اپنے دونوں بندھے ہوئے پیروں سے پلائی ووڈ پر لات ماری اور دل ہی دل میں دعائیں مانگنے لگا کہ نیچے کے کمرے میں ششانک کے کانوں تک یہ آواز پہنچ گئی ہو۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ششانک کے قدموں کی آواز سن کر برجیش کا دل خوشی سے ناچ اٹھا۔ اس نے سوچا۔ "اب کچھ ہی دیر میں ششانک کمرے میں آئے گا اور مجھے اس حالت میں پانے کے بعد مجھے یقیناً رہا کرے گا اور اس کے بعد میں سب سے پہلے تو گلدان سے اس ٹائم بم کو نکال کر اسے Defuse کر کے ناکارہ بنا دوں گا اور پھر ششانک کو ساری بات بتا دوں گا۔"

ششانک کے قدموں کی آہٹ نزدیک سے نزدیک تر آتی گئی اور برجیش کے دل کی دھڑکنیں اسی مناسبت سے بڑھتی گئی۔ اس نے سوچا "یہ بھی اچھا ہے کہ الکا اس وقت یہاں موجود نہیں ہے میں ششانک کو سب کچھ سمجھا کر اس سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ الکا کو یہ ساری باتیں نہ بتائیں۔ مجھے یقین ہے کہ ششانک میرے ساتھ تعاون کرے گا۔ گھر پہنچ کر میں الکا سے کہہ دوں گا کہ میں رات کو ایک ضروری کام سے ایڈیٹنگ روم جانے کے لئے نکلا تھا اور راستے میں میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ دو دن تک گھر نہ پہنچ پانے کا بھی کوئی اچھا سا بہانہ تلاش کر لونگا۔ اس طرح الکا کو کبھی یہ پتہ ہی نہ چل پائے گا کہ میں نے اس پر خواہ مخواہ شک کیا تھا اور ہم دونوں ایک بار پھر ہنسی خوشی رہنے لگیں گے۔"

اس دوران ششانک اوپر کی منزل پر پہنچ چکا تھا اور اب وہ اس کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اندر برجیش دم سادھے ایک ٹک دروازے کی طرف نظریں جمائے ہوئے تھا۔ باہر دروازے تک آ کر ششانک نے دروازے کے ہینڈل کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اچانک نیچے الکا کے موبائل کی گھنٹی بج اٹھی۔

ششا نک کا ہینڈل کی طرف بڑھا ہوا ہاتھ پیچھے آ گیا۔ وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "یہ یقیناً ڈیڈی کا فون ہوگا۔ ہوسکتا ہے جیجاجی کا کچھ پتہ چل گیا ہو۔"

ششا نک پلٹ کر تقریباً دوڑتا ہوا نیچے آ گیا۔ اندر برجیش کی حالت ابتر تھی۔ سیڑھیوں سے اترتے ہوئے ششا نک کے قدموں کی آہٹ دور ہوتی گئی اور شدید قسم کی ذہنی اور جسمانی اذیت نے ایک بار پھر برجیش کو بیہوشی کے اندھے کنوئیں میں ڈھکیل دیا۔

☆......☆......☆

باب ۔ ۱۷

ہوٹل کے کمرے میں طارق اور نصرت اپنا سامان پیک کر رہے تھے۔ نصرت نے اپنی رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور کہا۔ "طارق فلائٹ میں ابھی تین گھنٹے باقی ہیں چلو نیچے ریسٹورنٹ میں کھانا کھا لیتے ہیں۔"

طارق نے اپنا سوٹ کیس بند کرتے ہوئے کہا۔ "چلو۔"

دونوں تیزی سے راہداری سے گزرتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے کہ انہیں غزالہ اور اسٹیلا کے کمرے کے اندر سے غزالہ کی آواز آئی۔ "بیکار کی باتیں چھوڑو اسٹیلا اور کوئی ایسی ترکیب سوچو کہ وہ دونوں ۔۔۔۔ ممبئی کی وہ فلائٹ نہ پکڑنے پائیں جس میں ہم نے ٹکٹیں بک کرائی ہیں۔"

یہ سن کر طارق اور نصرت راہداری میں یکلخت رک گئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور فوراً دروازے سے کان لگا دئے۔ اندر اسٹیلا نے کہا "ترکیب میں سوچ چکی ہوں غزالہ...... کان ادھر لاؤ۔"

اسٹیلا کی آواز سرگوشی میں تبدیل ہو گئی۔

اپنے کانوں پر زور ڈالنے کے باوجود بھی نصرت اور طارق یہ نہیں سن پائے کہ اسٹیلا کیا کہہ رہی ہے۔ دونوں نے پھر ایک دوسرے کی طرف دیکھا نصرت نے سر کی جنبش سے طارق کو چلنے کا اشارہ کیا اور دونوں سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے ریسٹورنٹ میں آ گئے اور ایک میز پر بیٹھ گئے۔

"اب ہمیں کیا کرنا چاہئے نصرت۔" طارق نے کہا۔

"وہ دونوں ہمیں یہیں قیصر آباد میں روکے رکھنے کی کوئی اسکیم بنا رہی ہیں ہمارے لئے یہی جان لینا کافی ہے۔" نصرت مینو اٹھاتا ہوا کہا۔ "ہمیں ممبئی کی فلائٹ کسی بھی حال میں miss نہیں کرنی چاہئے۔"

طارق نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "اگر ہمیں کسی طرح ان کی اسکیم کا علم ہو جاتا تو اچھا تھا۔"

"اس سے فرق کیا پڑتا ہے ہم کھانا کھا کر فوراً ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔" نصرت نے کہا اور ویٹر کو پاس آنے کا اشارہ کیا۔

"اپنے کمرے میں غزالہ کہہ رہی تھی "تمہاری ترکیب تو اچھی ہے اسٹیلا لیکن کیا وہ دونوں ہماری باتوں میں آ جائیں گے؟"

"آسانی سے تو نہیں آئیں گے۔" اسٹیلا نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں۔"

"تو پھر چلو جلدی سے۔" غزالہ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "ہمیں وقت نہیں ضائع کرنا چاہئے۔"

دونوں نیچے آئیں اور کنکھیوں سے طارق اور نصرت کی طرف دیکھتی ہوئی ہوٹل کے صدر دروازے کی طرف بڑھنے لگیں۔ نصرت اور طارق نے انہیں دیکھا پھر انجان بن کر باتوں میں مشغول ہو گئے۔

اسٹیلا نے چلتے ہوئے بلند آواز میں کہا۔ "غزالہ مجھے یہاں کا کھانا بالکل پسند نہیں، چلو Blue Dragon میں چل کر چائنیز کھاتے ہیں۔"

"چلو۔" غزالہ نے کہا اور دونوں باہر نکل گئیں۔

طارق اور نصرت نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا اور نصرت نے مسکرا کر کہا "یہ بات اسٹیلا نے غزالہ کو نہیں بلکہ ہمیں سنانے کے لئے کہی ہے طارق۔"

"ظاہر ہے۔" طارق نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "غزالہ اتنی بہری تو ہے نہیں کہ اسٹیلا کو اتنی اونچی آواز میں بولنا پڑا ہو۔"

نصرت نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے وہ ہمیں یقین دلانا چاہ رہی ہیں کہ وہ Blue Dragon میں کھانا کھانے جا رہی ہیں۔"

"ہوں۔" طارق نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔ "لیکن اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔"

"کچھ بھی ہو ہمیں کسی بھی حال میں ممبئی کی فلائٹ پکڑنی ہے۔" نصرت نے کہا۔ اسی وقت ویٹر کھانا لے آیا اور دونوں کھانے میں جٹ گئے۔

ہوٹل سے باہر آ کر غزالہ نے کہا۔ "اب کیا کریں؟"

"اب ہم سیدھے ایئرپورٹ جائیں گے۔" اسٹیلا نے کہا "وہ دونوں یہی سمجھ

urdunovels.net

رہے ہیں کہ ہم Blue Dragon گئے ہیں ہمارے ہاتھوں میں سوٹ کیسیز نہیں ہیں اس لئے وہ یہ سوچ ہی نہیں سکتے کہ ہم بمبئی کی فلائٹ پکڑنے اتنی جلدی ایئر پورٹ چلے گئے ہوں گے۔" "ہوں" غزالہ مسکرا کر بولی" اور ایئر پورٹ پہنچ کر تم نصرت کو فون کر کے یہ یقین دلا دو گی کہ Blue Dragon سے کھانا کھا کر نکلتے وقت دو بدمعاشوں نے مجھے Kidnap کر لیا ہے۔

"Correct" اسٹیلا ہنستی ہوئی بولی "Kidnapping کی کہانی سنا کر میں ان دونوں کو Blue Dragon جانے پر مجبور کر دوں گی۔ Blue Dragon قیصر آباد کے ایک سرے پر ہے اور ایئر پورٹ مخالف سمت میں دوسرے سرے پر۔ جس وقت وہ دونوں Blue Dragon کے آس پاس ہمیں تلاش کر رہے ہوں گے اس وقت ہمارا اپلین ایئر پورٹ سے ٹیک آف کر دیا ہوگا۔ Let's go" اسٹیلا نے اشارے سے ایک ٹیکسی رکوائی۔

غزالہ کچھ سوچ کر بولی" لیکن اسٹیلا۔ ہم نے ہوٹل کا بل نہیں ادا کیا ہے اور ہمارا سامان بھی وہیں پڑا ہے۔

"تو کیا ہوا" اسٹیلا بولی" بمبئی پہنچ کر ششانک کو گرفتار کرانے کے بعد میڈم صوفیہ ہمیں انعام کے پچیس لاکھ میں سے اتنا تو دیں گی ہی کہ ہم دوبارہ قیصر آباد آسکیں...... صرف گھومنے کی خاطر"

"Let's Hope So" غزالہ ایک طویل سانس لیت کر بولی۔ ٹیکسی ان کے پاس آ کر رکی اور دونوں ایئر پورٹ کے لئے روانہ ہو گئیں۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیکسی ایئر پورٹ کے باہر آ کر رکی اندھیرا پوری طرح پھیل چکا تھا غزالہ نے بل ادا کیا اور ادھر اُدھر دیکھ کر بولی" اب ہمیں کسی P.C.O. سے انہیں فون کرنا چاہیے۔

جہاں وہ دونوں کھڑی تھیں اس کے سامنے ایک Parking Lot تھا جس کے دوسرے سرے پر انہیں ایک P.C.O.S.T.D. I.S.D. نظر آیا دونوں P.C.O. کی طرف چل پڑیں۔ تاریک Parking Lot سے گزرتے ہوئے ایک کار کے اندر سے انہیں ایک مردانہ آواز سنائی دی" بس صرف پانچ ہزار؟

"پانچ ہزار دے رہا ہوں اسی کو غنیمت جانو" دوسری آواز آئی غیر ارادی طور پر غزالہ اور اسٹیلا اس ٹاٹا سومو کی پشت پر ہی رک گئیں جس سے آوازیں آئی تھیں۔

غزالہ اسٹیلا کے کان کے پاس منہ لے جا کر بولی" اسٹیلا یہ آوازیں کچھ جانی پہچانی سی نہیں لگ رہی ہیں، تمہیں۔"

"لگ تو رہی ہیں" اسٹیلا نے بھی سرگوشی میں کہا۔ کار کے اندر سے پہلی آواز پھر سنائی دی" دیکھو رشید، میں تم سے پہلے بھی کئی بار کہہ چکا ہوں۔ ہم دونوں اس بزنس میں برابر کے پارٹنرز ہیں میرے باس بننے کی کوششیں مت کیا کرو تم۔"

"غزالہ نے پھر سرگوشی کی"۔ اوہ یہ تو رشید اور بلونت ہیں"۔

کار کے اندر سے رشید نے کہا" بلونت ہم دونوں صرف Drugs کے بزنس میں Partners ہیں۔ لیکن یہ Deal اس سے الگ ہے۔ یہ مت بھولو کہ اس رات Disco 99 میں میں نے سب کچھ دیکھا تھا اور وہ فوٹو بھی میں نے کھینچی تھی۔ میں چاہتا تو اس بات کی تم کو ہوا بھی نہیں لگنے دیتا۔"

غزالہ اور اسٹیلا نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر اسٹیلا کچھ کہنے ہی جا رہی تھی کہ اچانک پیچھے سے کوئی تیز سرگوشی میں بولا" تم دونوں اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔ ایک بھی غلط حرکت کی تو کھوپڑیاں اڑا دوں گا دونوں کی۔"

غزالہ اور اسٹیلا چونک کر پلٹیں ان کے سامنے ایک داڑھی والا ریوالور تانے کھڑا تھا۔ اس کی آواز سن کر رشید اور بلونت بھی کار سے اتر آئے" کیا بات ہے جیری۔ کون ہے وہاں" بلونت کار کی پشت کی طرف آتا ہوا بولا۔

یہ دونوں چھپ کر تم دونوں کی باتیں سن رہی تھیں" جیری نے کہا۔ بلونت اور رشید غزالہ اور اسٹیلا کو دیکھ کر بری طرح چونکے۔ اچانک غزالہ مسکرا کر بولی"

"رشید بلونت تم دونوں یہاں کیسے؟"

اسٹیلا بھی مسکراتی ہوئی بولی" ہم دونوں یہاں سے گزر رہے تھے کہ تم دونوں کو دیکھ کر رک گئے۔ میں تمہیں ہیلو کہنے ہی جا رہی تھی کہ پتہ نہیں کہاں سے یہ حضرت آگئے۔"

"جھوٹ بکتی ہے یہ" جیری غرا کر بولا" یہ دونوں کار کے پیچھے سے چھپ کر تمہاری باتیں سن رہی تھیں۔"

بلونت آگے بڑھ کر جیری سے ریوالور لیتا ہوا بولا۔" جیری تلاشی لو ان دونوں کی۔"

جیری تیزی سے آگے بڑھا، پہلے اس نے دونوں کے Hand Bags لے

کر رشید کو دیئے رشید نے Bags کھول کر کے دو Mauser Pistol برآمد کر لئے۔ اسٹیلا کی جیکٹ کی جیب سے اسے ایک سگریٹ کا پیکٹ بھی ملا۔ جسے اس نے واپس اس کی جیب میں ڈال دیا، اور Pistol رشید کی طرف بڑھا دیئے جسے رشید نے اپنی جیب میں ڈال لیا اور بولا" چلو چپ چاپ کار میں بیٹھ جاؤ۔"

غزالہ جلدی سے بولی" رشید تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ہم۔۔۔۔۔۔۔

"بیٹھو کار میں" بلونت اس کی بات کاٹ کر دانت پیستا ہوا بولا نہیں تو ڈھیر کر دونگا تمہیں"۔

اسٹیلا اور غزالہ نے ایک بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھا اور کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئیں۔

رشید نے اسٹیرنگ سنبھالا۔ جیری اس کے بغل میں آ گیے اور بلونت اپنا ریوالور تانے ہوئے پیچھے بیٹھ گیا اور کار ایک نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوگئی

۔

تقریبا چالیس منٹ کے بعد کار آبادی سے باہر ایک پرانے سے بنگلے کے باہر رکی۔ جیری اور رشید غزالہ اور اسٹیلا کو دھکے دیتے ہوئے اندر لائے۔ بلونت ریوالور تانے ہوئے ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ اندر آ کر رشید نے لائٹس آن کیں اور ان کے Hand Bags اور Mauser Pistols ٹیبل پر رکھ کر بولا" جیری باندھ دو ان دونوں کو کرسیوں سے"

جیری نے کمرے میں ایک طرف پڑا ہوا رسی کا ایک گچھا اٹھایا اور بڑی تیزی سے دونوں کو الگ الگ کرسیوں سے باندھ دیا۔

غزالہ دانت پیستی ہوئی بولی" تم لوگ بہت بڑی غلطی کر رہے ہو"

رشید ایک شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا" غلطی تو تم دونوں نے کی ہے ہماری جاسوسی کر کے"

بلونت ریوالور جیری کو دیتا ہوا بولا" مس غزالہ اور مس اسٹیلا اب جبکہ آپ یہ جان ہی چکی ہیں کہ ہم دونوں ویسے کالج کے سیدھے سادے Students نہیں ہیں جیسا کہ آپ دونوں نے ہمیں پہلی ملاقات میں سمجھا تھا۔ تو میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہم کئی قتل بھی کر چکے ہیں اور دو قتل اور کرنا ہمارے لئے معمولی بات ہوگی۔"

کیا چاہتے ہو تم" اسٹیلا اسے گھورتی ہوئی بولی۔

رشید آگے بڑھ کر بولا" ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ تم دونوں ہمارے بارے میں کیا کیا جانتی ہو۔"

دیکھو رشید ہم تمہارے بارے میں کچھ نہیں جانتے" غزالہ بولی" ہم یہاں ششانک کی تلاش میں آئے تھے کیونکہ تنیش کے والد مسٹر بھرت سابانی نے تنیش کے قاتل کو پکڑوانے کے لئے پچیس لاکھ کا انعام رکھا ہے اور ہمارا مقصد وہ انعام حاصل کرنا ہے۔ ہم یہ پتہ کر چکے ہیں کہ ششانک کو بمبئی میں اس کی بڑی بہن الکا نے چھپا رکھا ہے۔ ہم تو بمبئی کی فلائٹ پکڑنے جا رہے تھے۔ تم نے ہمیں خواہ مخواہ ہی پکڑ لیا"۔

اسٹیلا جلدی سے بولی" غزالہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اب تم ہمیں چھوڑ دو۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ کسی کو تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں بتائیں گے۔ ہم تو بمبئی جا کر جلد از جلد ششانک کو گرفتار کروانا چاہتے ہیں۔ تم دونوں یہاں قیصر آباد میں کونسا غیر قانونی بزنس کر رہے ہو اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ دیکھو ہمارا کام صرف پیسہ کمانا ہے۔ قانون کی حفاظت سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہمیں چھوڑ دو پلیز۔"

"بکواس بند کر چھوکری" جیری گرجا پھر وہ پلٹ کر بولا" رشید میرے خیال سے ہمیں انہیں فوراً ختم کر کے بنگلے کے پیچھے والے ویران باغ میں دفن کر دینا چاہئے۔"

اتنی جلد بازی ٹھیک نہیں جیری" رشید کچھ سوچتا ہوا بولا" پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ یہ ہمارے بارے میں کہاں تک جانتی ہیں اور یہ بھی کہ یہ ہمارے بارے میں اور کسی کو بھی کچھ بتا چکی ہیں یا نہیں۔"

تم ٹھیک کہتے ہو رشید" بلونت بولا" میرے خیال سے تو ہمیں اس بات کی اطلاع باس کو دے دینی چاہئے پھر وہ آگے جیسا سمجھیں گے ویسا کریں گے۔

"ٹھیک ہے" رشید نے اپنا موبائیل نکال کر Push Button دبائے پھر منہ بنا کر بولا" اوہ باس کا موبائیل تو بند ہے بلونت ہمیں واپس شہر چلنا ہوگا جیری تم یہیں رکو بلونت میرے ساتھ آؤ۔۔۔"

رشید اور بلونت کمرے سے باہر نکل گئے اور جیری ایک اسٹیل کی کرسی کھینچ کر غزالہ اور اسٹیلا کے سامنے بیٹھ گیا اور ریوالور اپنی گود میں رکھ لیا۔ انہیں باہر کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی جو بتدریج دور ہوگئی کچھ دیر تک وہ اس طرح خاموشی سے بیٹھے رہے۔ پھر غزالہ اپنی کرسی پر کسمساتی ہوئی بولی" مسٹر جیری

۔مجھے بہت زور کی پیاس لگی ہے''

جیری چپ چاپ اٹھا، ریوالور اپنی کرسی پر رکھا اور کچھ دور رکھے ہوئے ٹیبل تک گیا جہاں پانی کا ایک جگ رکھا ہوا تھا۔اس نے پانی گلاس میں انڈیلا اور گلاس لا کر غزالہ کے ہونٹوں سے لگا دیا غزالہ پانی ختم کر کے مسکرائی اور بولی''شکریہ''۔

جیری خالی گلاس لیکر ٹیبل تک گیا گلاس ٹیبل پر رکھ کر وہ اپنی کرسی تک آیا اور ریوالور کرسی کے ہتے پر رکھ کر کرسی پر بیٹھ گیا اور چاقو سے سیب کاٹ کر کھانے لگا ۔پھر سیب کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈالتا ہوا بولا۔''اب یہ مت کہنا ہمیں بھوک بھی لگی ہے''۔

اسٹیلا مسکرا کر بولی'' بھوک تو نہیں، ہاں سگریٹ کی طلب ضرور لگی ہے ذرا میری جیب سے ایک سگریٹ نکال کر میرے ہونٹوں سے لگا دو پلیز''

جیری اٹھ کر اسٹیلا کے پاس آیا جیکٹ کی جیب سے اس نے سگریٹ کا پیکٹ نکالا اور اس میں سے ایک سگریٹ نکال کر اسٹیلا کے ہونٹوں میں دے دی

''تھینکس'' اسٹیلا ہونٹوں میں سگریٹ دبائے ہوئے بولی'میرا لائیٹر میرے ہینڈ بیگ میں ہے''۔

جیری پلٹ کر اس ٹیبل کی طرف بڑھا جہاں دونوں کے ہینڈ بیگس رکھے ہوئے تھے۔اچانک اسٹیلا نے سگریٹ میں ایک زور کی پھونک ماری۔سگریٹ سے ایک تقریباً آدھا انچ لمبا اسٹیل کا نوکیلا پن''زوپ'' کی ایک آواز کے ساتھ اڑ کر جیری کی گدی میں پیوست ہو گیا۔جیری کی آنکھیں حیرت اور تکلیف سے پھیل گئیں، اس نے چیخنے کے لئے منہ کھولا لیکن حلق سے چیخ آزاد ہونے سے پہلے ہی وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔

غزالہ تیزی سے اپنی کرسی کھسکاتی ہوئی ٹیبل کی طرف بڑھی جہاں اس کا ہینڈ بیگ رکھا تھا۔ہینڈ بیگ کا زپ اپنے دانتوں سے کھول کر اس نے ہینڈ بیگ میز پر الٹ دیا دوسری چیزوں کے ساتھ تیز دھار والا چاقو میز پر گرا۔اتنی دیر میں اسٹیلا بھی اپنی کرسی کھسکاتی ہوئی غزالہ کے پاس آچکی تھی۔غزالہ نے چاقو کو ہینڈل کی طرف سے دانتوں میں دبایا اور جھک کر اسٹیلا کی پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں کی سُتلی کاٹنے لگی۔کچھ ہی دیر میں اسٹیلا کے ہاتھ کھل گئے اس نے غزالہ کو بھی آزاد کیا۔غزالہ نے اپنی Mauser Pistol، چاقو اور دوسری چیزوں کے ساتھ واپس اپنے ہینڈ بیگ میں ڈالا۔اسٹیلا نے جیری کا ریوالور اور موبائل اپنے قبضے میں کیا اور دونوں دروازے کی طرف بڑھنے لگیں۔غزالہ پلٹ کر جیری کو دیکھتی ہوئی بولی''اسٹیلا یہ مر تو نہیں گیا؟''

''نہیں صرف بیہوش ہوا ہے۔تم تو جانتی ہو میرے سگریٹ کے پیکٹ میں سگریٹ کی شکل والے جو بلو پائپس (Blow Pipes) ہیں ان کے Pins میں صرف زود اثر بیہوشی کی دوا ہے زہر نہیں''۔

دونوں بنگلے سے باہر آگئیں۔

آسمان میں ٹمٹماتے ہوئے ستاروں کے پر نور جال کے بیچ چمکتے ہوئے چودھویں کے چاند نے زمین پر دودھیا چاندنی کی چادر پھیلا رکھی تھی۔بنگلے سے کچھ ہی دور چلنے کے بعد غزالہ اور اسٹیلا کو چنار کے درختوں اور گھنی جھاڑیوں کے درمیان کولتار کی بل کھاتی ہوئی سنسان سڑک نظر آئی۔جھینگروں کی مسلسل''جھائیں جھائیں'' کی تھاپ پر چنار کے درخت رقص کرتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔

غزالہ نے اپنی رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور بولی''فلائٹ میں صرف ڈیڑھ گھنٹہ رہ گیا ہے اسٹیلا۔اور ہمیں یہ بھی پتہ نہیں کہ ہم ایئر پورٹ سے کتنے فاصلے پر ہیں''

اسٹیلا کچھ سوچتی ہوئی بولی''میرے خیال سے ہمیں پیدل ہی چلنا چاہیے۔شاید آگے چل کر لفٹ مل جائے''۔

لیکن رشید اور بلونت کی واپسی بھی اسی سڑک سے ہوگی''غزالہ بولی''اگر انہوں نے ہمیں دیکھ لیا تو؟''

''تم ٹھیک کہتی ہو۔ہمیں کچھے میں اتر کر جھاڑیوں میں چلنا ہوگا'' دونوں تیزی سے سڑک سے اتر کر جھاڑیوں کے بیچ آئی ہی تھیں کہ دونوں کے منہ سے ہلکی سی چیخیں نکل گئیں۔

''او مائی گاڈ'' اسٹیلا دبی سی آواز میں بولی''یہ تو خاردار جھاڑیاں ہیں''

''ان کے بیچ چلنا تو ممکن نہیں''غزالہ متفکرانہ لہجہ میں بولی''اور نہ ہی سڑک پر چل سکتے ہیں۔اب کیا کریں؟''

اسٹیلا بڑی تیزی سے کچھ سوچتی ہوئی بولی''غزالہ، ہم طارق اور نصرت کو موبائل پر کانٹیکٹ کر سکتے ہیں''۔

''لیکن ہم ان سے کہیں گے کیا؟''غزالہ نے پوچھا۔

''میں نصرت کو سب کچھ بتا دوں گی مجھے یقین ہے کہ ایسے موقع پر وہ ہماری

مدد ضرور کریں گے" اسٹیلا اپنے بیگ سے اپنا موبائل نکالتی ہوئی بولی "پھر اس نے نصرت کا فون نمبر لگایا دوسری طرف نصرت کے موبائل کی گھنٹی بجی نصرت نے موبائل اٹھایا اور بولا "ہیلو"

دوسری طرف اسٹیلا بولی "ہیلو نصرت؟؟ اسٹیلا ہیر"

نصرت ایک معنی خیز نظر پاس کھڑے طارق پر ڈالتا ہوا بولا "ہاں اسٹیلا بولو کیا بات ہے۔"

اسٹیلا فکر اور گھبراہٹ سے مرتعش آواز میں بولی "نصرت۔ نصرت میری بات غور سے سنو۔۔ دیکھو میں اس وقت تفصیلات میں نہیں جا سکتی۔ وقت بہت کم ہے اب۔ بات یہ ہے کہ ہم ۔۔ مجھے اور غزالہ کو کچھ بد معاشوں نے کڈنیپ کرلیا ہے۔ ہم فی الحال تو ان کے چنگل سے نکل آئے ہیں۔ لیکن وہ لوگ کسی بھی وقت لوٹ سکتے ہیں۔ ہم۔ ہمیں تمہاری مدد کی سخت ضرورت ہے نصرت پلیز۔۔۔ پلیز ہیلپ اَز (Please Help Us)

نصرت ایک طویل سانس لے کر بولا "تم کہاں سے بول رہی ہو اسٹیلا؟"

"ایسٹرن ایکسپریس ہائی نمبر ۶ سے۔ یہ وہ سڑک ہے جو قیصر آباد سے شملہ جاتی ہے، ہم شملہ سے دس کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں تم لوگ فوراً آجاؤ نصرت۔ ہم دونوں کی زندگی خطرے میں ہے Please Come immidiately Nusrat"

نصرت نے دوسری طویل سانس لی اور بولا "مس اسٹیلا اسٹیونسن۔۔۔ میں تمہیں تھوڑا بہت بیوقوف تو سمجھتا تھا، لیکن اتنی بڑی حماقت کی توقع نہیں تھی تم سے"۔

"یہ۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نصرت؟" اسٹیلا حیرت سے بولی

"بالکل ٹھیک کہہ رہا ہوں" نصرت مسکرا کر بولا "تمہیں یہ جان کر خوشی ہوگی سویٹ ہارٹ۔۔ کہ جب ہم کھانا کھانے نیچے ریسٹورنٹ میں جارہے تھے تب ہم نے تمہارے کمرے کے باہر سے گزرتے وقت تمہاری باتیں سنی تھیں۔ تم دونوں کوئی ایسی اسکیم سوچ رہی تھیں۔ جس کو عملی جامہ پہنا کر تم ہمیں بمبئی کی فلائٹ پکڑنے سے روک سکو۔۔ اس وقت تو ہماری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ تمہاری اسکیم کیا ہے لیکن اب سمجھ میں آگیا۔ ظاہر ہے کہ تم دونوں اس وقت ایئر پورٹ سے نزدیک کہیں سے بول رہی ہو۔ اور ہمیں کڈنیپنگ کی بھولی کہانی سنا کر ہمیں ایسٹرن ایکسپریس ہائی وے نمبر ۶ تک دوڑ جانے پر مجبور کرنا چاہتی ہو تا کہ ہم بیوقوفوں کی طرح تمہاری تلاش میں ہائی وے کی خاک چھانتے رہیں اور تم دونوں بمبئی کی فلائٹ پکڑ کر نو دو گیارہ ہو جاؤ۔ کہو کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟"

اسٹیلا ڈوبتے ہوئے دل کے ساتھ بولی "دیکھو نصرت۔۔۔ تمہیں بہت بڑی غلط فہمی ہوئی ہے میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔ ہم دونوں سچ مچ اس وقت ہائی وے پر ہیں۔ کڈنیپنگ والی بات جھوٹی نہیں ہے نصرت۔۔۔ تم دونوں کو بیوقوف بنانے کا ارادہ ضرور تھا ہمارا لیکن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"لیکن وہ ارادہ کامیاب نہیں ہو سکا" نصرت اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "اب آئندہ ایسی احمقانہ اسکیم مت بنانا۔ سمجھیں؟"

"دیکھو نصرت میری بات سنو" اسٹیلا کی آواز میں تھوڑا سا غصہ اور بہت زیادہ بے چارگی تھی۔ "میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔ ہمیں سچ مچ کڈنیپ کیا گیا تھا وہ بد معاش کسی وقت بھی لوٹ سکتے ہیں میری بات کا یقین کرو نصرت میں سچ کہہ رہی ہوں میں تمہاری قسم کھا کر کہتی ہوں نصرت میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں"

"سوری سویٹ ہارٹ" نصرت ہنس کر بولا "تم دونوں پہلے بھی کئی کیسیز میں ہمیں اُلّو بنا چکی ہو۔ اس بار ہم بیوقوف بننے والے نہیں۔ گڈ بائی"

اسٹیلا روہانسی آواز میں چیخی۔ "نصرت۔ پلیز ڈسکنیکٹ مت کرنا۔ میری بات سنو نصرت ۔۔۔ نصرت ۔۔۔۔" لیکن دوسری طرف نصرت فون ڈسکنیکٹ کر چکا تھا۔

کیا ہوا اسٹیلا؟" غزالہ اسے متفکرانہ انداز میں دیکھتی ہوئی بولی۔

اسٹیلا نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر کہا۔ "نصرت میری بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں غزالہ۔ جب ہم اپنے کمرے میں اُنھیں اُلّو بنانے کی ترکیب سوچ رہے تھے، تب انہوں نے چھپ کر ہماری باتیں سن لی تھیں۔ نصرت یہی سمجھ رہا ہے کہ ہم نے انہیں بمبئی کی فلائٹ پکڑنے سے روکنے کے لئے یہ چال چلی ہے"

"اوہ غزالہ" اداس ہو کر بولی "خیر چلو کوئی دوسرا راستہ ڈھونڈتے ہیں۔"

"میرے خیال سے ہمیں ۔۔۔۔۔۔۔۔"

ٹھیک اسی وقت غزالہ کی نظر سڑک سے ان کی طرف آتی ہوئی ٹاٹا سومو پر پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں کسی درخت کی آڑ لے پاتیں۔ کار چلاتے ہوئے

بلونت کی نظر ان پر پڑی۔ وہ چیخ کر بولا'' وہ دونوں نکل بھاگی ہیں رشید، پکڑو انہیں۔'' ساتھ میں اس نے سومو کو بریک لگایا۔ کار رکنے سے پہلے ہی رشید نیچے کود پڑا اور اسٹیلا اور غزالہ کی طرف جھپٹا۔ غزالہ نے لپنے ہینڈ بیگ سے اپنی پستول نکالی ہی تھی کہ بلونت نے بڑی پھرتی سے اپنا ریوالور نکال کر اس پر فائر کردیا۔ گولی غزالہ کے داہنے شانے چھوتی ہوئی گزر گئی اور وہ چیخ کر لڑکھڑائی ۔ پستول اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر جھاڑیوں میں گرگئی۔۔ اسٹیلا نے اسے گرنے سے بچانے کے لئے سہارا دیا۔ اسی بیچ رشید ان تک پہنچ چکا تھا۔

رشید اپنا ریوالور ان پر تانتا ہوا بولا'' چپ چاپ لپنے ہاتھ اٹھاؤ نہیں تو ڈھیر کر دونگا یہیں۔ دونوں نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔ شدت تکلیف سے غزالہ نے اپنا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا۔ اس کے شانے سے خون بہہ رہا تھا۔

رشید غرایا'' چلو''

دونوں کار کی طرف بڑھیں۔ رشید ریوالور تانے ان کے پیچھے چل رہا تھا، وہ کار کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ پچھلا دروازہ کھلا اور ایک تیسرا شخص نیچے اترا ۔ بلونت بھی کار سے نکل کر ان کے پاس آیا اور اس تیسرے شخص سے بولا'' اب کیا کریں باس،

باس اپنا ہیٹ اتارتا ہوا بولا'' ختم کردو ان دونوں کو۔۔۔ اور اُدھر کچے میں گڈھا کھود کر گاڑ دو۔''

اسٹیلا اور غزالہ کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔

وہ تیسرا شخص گوتم سایانی تھا۔

باب۔۱۸

ہوٹل میں نصرت طارق کو اپنے اور اسٹیلا کے بیچ ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا چکا تھا۔

طارق بولا'' نصرت ہم دونوں کو فوراً ایرپورٹ روانہ ہوجانا چاہیئے''

نصرت آہستہ سے بولا'' ہوتو جانا چاہیئے طارق۔۔۔ لیکن۔۔۔۔

'' لیکن کیا'' طارق اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

نصرت نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ کچھ دیر تک اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے چباتا ہوا پھر سر جھکا کر بولا'' طارق یہ خیال ابھی ابھی میرے دماغ میں آیا ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اسٹیلا سچ بول رہی ہے؟ کہیں سچ مچ تو انہیں کسی نے کڈ نیپ نہیں کرلیا؟''

'' ناؤ کم آن نصرت'' طارق اپنا سر جھٹکتا ہوا بولا'' تم نے خود اسٹیلا سے کہا تھا تمہیں اس کی بات پر یقین نہیں۔۔ اور تم نے بالکل صحیح کہا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ ہمیں الّو بنانے کی کوشش کررہی تھی۔ کسی نے انہیں کڈنیپ وڈنیپ نہیں کیا ہے۔ یہ صرف ایک ترکیب تھی ان کی۔۔ ہم سے پہلے بمبئی پہنچ کر پچیس لاکھ کا انعام حاصل کرنے کی۔''

'' وہ تو ٹھیک ہے طارق'' نصرت کچھ سوچتا ہوا بولا'' لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔

'' لیکن کیا یار؟'' طارق جھنجھلا کر بولا۔

نصرت ایک طویل سانس لے کر بولا'' دیکھو طارق۔۔۔۔۔ میں یہ کہتے ہوئے اپنے آپ کو اچھا خاصہ الّو کا پٹھا محسوس کررہا ہوں۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔۔۔ نصرت پھر کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

پھر وہی'' لیکن'' طارق بھنا کر بولا'' اپنی بات پوری کرنا لیڈ ہیٹ''

نصرت سر جھکا کر بولا'' دیکھو طارق مجھے پتہ ہے کہ یہ سن کر تم مجھ پر ہنسو گے۔ ۔۔۔ اسٹیلا کی بات پر میں نے اس وقت تو یقین نہیں کیا تھا۔۔ لیکن ابھی ابھی میرے دماغ میں یہ خیال آیا کہ اسٹیلا سب کچھ کرسکتی ہے لیکن میری جھوٹی قسم نہیں کھا سکتی۔''

'' اوہ آئی سی'' طارق نصرت کو مضحکہ خیز انداز میں دیکھتا ہوا بولا'' تو یہ بات ہے ؟؟ مسٹر نصرت خان، کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ احمقانہ خیال آپ کے دماغ میں کیسے آیا؟''

'' میں جانتا تھا کہ تم میرا مذاق اڑاؤ گے'' نصرت سنجیدگی سے بولا'' لیکن ذرا سوچو طارق۔۔ اگر واقعی اسٹیلا کی بات سچ ہوئی اور انہیں کچھ ہوگیا تو ۔۔۔۔۔؟۔۔۔۔ تو کیا ہم کبھی اپنے آپ کو معاف کرپائیں گے؟''

معاف تو ہم اپنے آپ کو اس صورت میں بھی نہیں کرپائیں گے جبکہ اسٹیلا کی بات جھوٹ ہوئی اور وہ دونوں ہمیں الو بنانے میں کامیاب ہوگئیں'' طارق بولا '' اور چچا چنگیزی تو بالکل ہی معاف نہیں کریں گے۔ گولی سے اڑا دیں گے ہمیں'' یہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔۔۔ اچھا سنو ایک آئیڈیا ہے، تم ایرپورٹ جاؤ۔ میں ایسٹرن ایکسپریس ہائی وے جاتا ہوں۔ اگر اسٹیلا کی بات جھوٹ بھی ہوئی تو کم از کم تم تو فلائٹ پکڑ ہی سکو گے۔۔۔ چلو۔۔ ہمیں وقت نہیں ضائع کرنا چاہیئے۔'' کہتے ہوئے نصرت دروازے کی طرف بڑھا۔

'' ٹھہرو نصرت'' طارق ہاتھ اٹھا کر بولا۔

urdunovels.net

"کیا بات ہے؟" نصرت نے پلٹ کر پوچھا۔

طارق ایک طویل سانس لے کر بولا۔ "یہ کہتے ہوئے میں بھی اپنے آپ کو اچھا خاصہ الو کا پٹھا محسوس کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

نصرت مسکرا کر بولا۔ "لیکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟"

"لیکن یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس سے بڑا بیوقوفی کا کام دوسرا ہو نہیں سکتا ۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہارے ساتھ چل رہا ہوں" طارق آگے بڑھتا ہوا بولا ۔ "وائیلس کو"

نصرت کی مسکراہٹ قہقہے میں بدل گئی اور دونوں تیزی سے کمرے سے نکل گئے

باب ۔۱۹

بلونت نے غزالہ اور اسمیلا کو شوٹ کرنے کے لئے ریوالور سیدھا کیا ہی تھا کہ کوتم ہاتھ اٹھا کر بولا "ایک منٹ بلونت پہلے ان دونوں کی تلاشی لو۔۔۔"

رشید نے آگے بڑھ کر بڑی تیزی سے دونوں کی تلاشی لی اور دوسری چیزوں کے ساتھ موبائل بھی برآمد لیا۔

"یہ تو جیری کا موبائل ہے" رشید بولا "یہ ان کے پاس کیسے آیا؟"

کوتم دانت پیس کر بولا "گدھے پن کے سوال مت کرو رشید، ظاہر ہے کہ یہ دونوں کسی طرح جیری کو چکمہ دیکر نکل بھاگی ہونگی۔ میں کہتا ہوں تمہیں جیری کو اکیلا ان کے پاس چھوڑنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"مجبوری تھی باس"

بلونت کھکھار کر بولا "آپ سے فون پر کانٹیکٹ نہیں ہو رہا تھا۔ ان دونوں کو ہم نے کرسیوں سے باندھ رکھا تھا۔ ہم نے سوچا۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تم نے جو کچھ بھی سوچا غلط سوچا" کوتم گرج کر بولا "یہ دونوں کوئی معمولی لڑکیاں نہیں ہیں جو صرف تم انہیں کرسیوں سے باندھ کر بے فکر ہو گئے۔ یہ Eve's Detective Agency کی Chief Operaters ہیں تم میں سے دو آدمیوں کو ان کی نگرانی کے لئے رکھنا تھا اور تیسرے کو میرے پاس آنا چاہیئے تھا"

بلونت اور رشید نے ایک دوسرے کو دیکھا اور خاموشی سے سر جھکا لیا کوتم بولا۔ اب جاؤ یہاں سے اور مجھے سوچنے دو کہ ان کا کیا کیا جائے۔"

رشید اور بلونت چپ چاپ کمرے سے نکل گئے۔ کوتم کرسیوں سے بندھی ہوئی غزالہ اور اسمیلا کے پاس جا کر غرایا۔ "اب تم دونوں سیدھی طرح بتاؤ کہ تم نے ہمارے بارے میں کس کس کو بتایا ہے؟"

"کتنی بار پوچھیں گے آپ؟" غزالہ بیزاری سے بولی۔ "ہم نے کسی کو کچھ نہیں بتایا ہے۔"

"اور آپ کے بارے میں کسی کو کچھ بتانے کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا" اسمیلا نے کہا۔ "کیونکہ آپ کے آنے کے بعد ہمیں کسی کو فون کرنے کا موقع ہی کہاں ملا ہے؟"

کوتم کچھ دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا پھر بولا۔ "اور یہ موقع تمھیں ملے گا بھی نہیں۔" پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔

باب ۔۲۰

برجیش نے اپنے ذہن کو نا امیدی کے سمندر میں غرق ہونے سے بچانے کے لیئے اپنے سر کو دو تین جھٹکے دیئے اور اس حرکت سے سر میں اُٹھنے والی لہروں پر قابو پاتے ہوئے سوچنے لگا۔ 'مجھے ہمت نہیں ہارنی چاہیئے ۔ مجھے ہر حال میں یہاں سے نکلنا ہوگا۔'

آخری جُملے کو بار بار دہراتے ہوئے وہ دروازے کی طرف کھسکنے لگا۔

تبھی اُسے نیچے سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی اور وہ رُک گیا۔

نیچے ششانک نے دروازہ کھولا اور اکا اندر آتی ہوئی بولی۔

"ششانک، تمھارا جعلی پاسپورٹ تیار ہے۔ تمھیں جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔"

ششانک نے ایک طویل سانس لی اور بولا۔ "آپ آرام سے بیٹھیئے تو دیدی، اور یہ بتایئے کہ جیجاجی کا کچھ پتہ چلا؟"

"نہیں۔۔۔" اکا کی پیشانی پر فکر کی لکیریں اُبھر آئیں۔ "میری عقل نے تو کام کرنا ہی بند کر دیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ برجیش گیا تو گیا کہاں؟"

اوپر کے کمرے میں اکا کی یہ بات سُن کر برجیش نے نہایت بیچارگی کے عالم میں سوچا۔ 'کاش میں تمھیں کسی طرح یہ بتا سکتا اکا، کہ میں یہیں، اسی کاٹیج میں موجود ہوں۔'

اُس نے اپنا پورا زور لگا کر پھر پلائے ووڈ پر لات ماری۔ لیکن اپنی فکروں میں ڈوبے ہوئے ششانک اور اکا نے اُس طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔

برجیش نے نڈھال ہو کر پھر ایک طرف سر ڈال دیا۔

urdunovels.net

باب ۔۲۱

نصرت اور طارق ٹیکسی کر کے ہائی وے کے اُس سنگِ میل تک پہنچ چکے تھے جس کے بارے میں اِسٹیلا نے فون پر بتایا تھا۔

طارق چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔" یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

نصرت کو وہ پگڈنڈی نظر آئی اور وہ بولا۔۔" اُس پگڈنڈی پر چل کر دیکھیں۔؟"

"چلو۔"

وہ دونوں مدھم سی چاندنی کی روشنی میں پگڈنڈی پر چل پڑے۔کچھ دور چلنے کے بعد اُنھیں وہ پُرانا بنگلہ نظر آیا۔دونوں رُک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

"کیا خیال ہے نصرت۔؟" طارق بولا۔" کیا اُن غنڈوں نے عزالہ اور اِسٹیلا کو یہاں قید کر کے رکھا ہوگا۔؟"

"ہوسکتا ہے۔" نصرت کچھ سوچتا ہوا بولا۔" ویسے کسی کو بھی قید کرنے کے لیئے یہ ایک Ideal جگہ ہے۔"

"اندر روشنی بھی نظر آرہی ہے، چلو چل کر دیکھتے ہیں۔" طارق نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

دونوں جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے بنگلے کی طرف بڑھنے لگے۔کچھ ہی دیر میں وہ بنگلے کے نزدیک پہنچ گئے۔ایک کھڑکی میں اُنھیں کچھ پرچھائیاں سی نظر آئیں۔کھڑکی کے پاس پہنچ کر دونوں نے اندر جھانکنے کی کوشش کی لیکن کچھ نظر نہیں آیا۔

"اب کیا کریں؟" نصرت نے سرگوشی کی۔

"کرو یہ کہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا لو۔" پیچھے سے بلونت کسی سانپ کی طرح پھنکارا۔دونوں چونک کر پلٹے۔بلونت اُن پر روالور تانے کھڑا تھا۔

"ذرا سی بھی غلط حرکت کی تو بھیجا اُڑا کر رکھ دونگا۔" بلونت غُرّایا۔"چلو اندر۔" دونوں نے کچھ کہے بغیر ہاتھ اُٹھائے اور آگے بڑھے۔بلونت نے اُن کی طرف روالور کا رُخ کیئے ہوئے، بغیر اُن پر سے نظریں ہٹائے، دروازے کو لات ماری۔دروازے کی آواز سُنکر اندر بیٹھے ہوئے گوتم اور رشید چونک کر پلٹیاو نصرت اور طارق کو دیکھ کر اُچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"ہاں۔ یہ دونوں چھپ کر اندر گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔" بلونت بولا۔نصرت اور طارق نے حیرت سے گوتم کو دیکھا۔

"Mr. Gautam Sahani؟" طارق حیرت سے بولا۔"What a pleasant surprise."

"Unpleasant کہیئے طارق صاحب۔" گوتم ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔" تو اُن دونوں لونڈیوں نے آپ کو مدد کے لیئے بُلایا تھا؟ چلیئے اچھا ہی ہوا۔آپ لوگ صحیح وقت پر آئے۔ایک اور قبر کھودنے کی زحمت سے بچا لیا آپ نے ہمیں۔"

"قبر تو آپ اپنی کھود چکے ہیں گوتم صاحب۔" نصرت بولا۔"عزالہ اور اِسٹیلا کو Kidnap کر کے آپ نے حماقت کا ثبوت دیا ہے۔کہاں ہیں وہ دونوں؟"

"فکر مت کرو دوست۔" گوتم اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے پستول نکالتا ہوا بولا۔"ابھی تو تم چاروں کو ہمیشہ کے لیئے ایک ہی ساتھ رہنا ہے۔بلونت، رشید تم دونوں جاؤ اور گڑھا کھودنے میں چیری کی مدد کرو۔اِتنا گہرا ہونا چاہیئے کہ اُس میں چار لاشیں سما سکیں۔جاؤ۔"

رشید اور بلونت تیزی سے باہر نکل گئے۔گوتم، طارق اور نصرت کو پستول کی زد میں لیکر بولا۔" اب تم جیسے سمجھدار نوجوانوں سے یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ بہادری دکھانے کی حماقت مت کرنا۔"

نصرت گوتم کو گھورتا بولا۔" تو کیا اپنے بھتیجے جتیش کا قتل بھی تم ہی نے کیا ہے؟"

گوتم نے ایک قہقہہ لگایا اور بولا" یہ سوال تو تم ایسے کر رہے ہو جیسے پستول میرے نہیں تمھارے ہاتھ میں ہو۔خیر۔۔ اب پوچھ ہی لیا ہے تو سُنو۔۔۔۔نہیں۔۔۔ جتیش کا قتل شیشانک نے ہی کیا ہے۔

میں یہاں Drugs کا دھندہ ضرور کرتا ہوں۔لیکن جتیش کے قتل سے اِس کا کوئی واسطہ نہیں۔یہ بھی اِس لیئے بتا رہا ہوں کہ اب تم لوگ یہ کسی کو بتانے کے لیئے زندہ تو رہو گے نہیں۔"

طارق ایک طویل سانس لیکر بولا۔" گوتم صاحب۔آپ ہمیں مارنے سے پہلے ہماری آخری خواہش تو پوچھینگے ہی۔میں پہلے ہی بتا دیتا ہوں۔۔ میں ایک سگرٹ پیا چاہتا ہوں۔"

"خبردار جو سگرٹ کیس کو ہاتھ بھی لگایا ہوگا۔" گوتم گرج کر بولا۔

''کیوں؟'' طارق نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

''میں اسٹیلا سے اُگلوا چکا ہوں۔ اُس نے جیری کو بیہوش کرنے کے لیئے سگرٹ کے شکل کا Blow Pipe استعمال کیا تھا۔ ویسے ہی Pipes تمھارے سگرٹ کیس میں بھی ہونگے۔ اب وہ سگرٹ کیس نکالو اور میرے حوالے کرو۔۔۔ نہیں۔۔۔ رُکو۔۔۔ تم جیب میں ہاتھ نہیں ڈالو گے۔ یوں ہی ہاتھ اُٹھائے کھڑے رہو۔''

گوتم بڑی احتیاط سے آگے بڑھا اور دونوں کی جیبوں سے سگرٹ کے کیسز نکال کر پھر دور ہٹ گیا۔

''آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے گوتم صاحب۔'' نصرت بولا۔ ''ان کیسز میں سچ مچ سگرٹس ہی ہیں۔ یقین نا ہو تو کھول کر دیکھیئے۔''

''ضرور دیکھوں گا۔'' گوتم مسکرا کر بولا۔'' اور ان میں Blow Pipes ہوئے تو انھیں سے تم چاروں کو بیہوش کر کے زندہ دفنا دوں گا۔ اس طرح میرے چار Bullets بچ جائیں گے۔''

گوتم نے اپنے خالی ہاتھ کے انگوٹھے اور اُنگلیوں کی مدد سے ایک سگرٹ کیس کھولا ہی تھا کہ اچانک کیس سے دھوئیں کی ایک دھار نکل کر اُس کے چہرے پر پڑی۔ گوتم ایک چیخ کے ساتھ لڑکھڑا کر دو تین قدم پیچھے ہٹا۔ یہ مختصر سا وقفہ طارق اور نصرت کے لیئے کافی تھا۔ وہ دونوں بجلی کی سی سُرعت کے ساتھ آگے بڑھے۔ طارق نے گوتم کے پستول والے ہاتھ پر کِک لگائی اور ساتھ ہی نصرت کا گھٹنا گوتم کے پیٹ کے نچلے حصے پر پڑا۔ گوتم فرش پر ڈھیر ہو کر درد سے تلملانے لگا۔ اس بیچ پستول طارق کے ہاتھ میں آچکی تھی۔ وہ پستول کا رُخ گوتم کی طرف کر کے بولا۔ ''اب آپ جیسے سمجھدار آدمی سے یہ کہنے کی ضرورت تو ہے نہیں کہ اپنے دونوں ہاتھ اوپر اُٹھا لیجیئے۔''

نصرت نے ہنس کر کہا۔'' عجیب اتفاق ہے گوتم صاحب کہ آپ نے چار آدمیوں کے لیئے قبر کھدوائی ہے اور اپنے ساتھوں سمیت آپ بھی چار ہی ہیں۔''

''چلو نصرت، ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔'' طارق جلدی سے بولا۔'' تم دوسرے کمرے میں جا کر غزالہ اور اسٹیلا کو آزاد کرو۔ اور گوتم صاحب آپ مجھے اُس جگہ لے چلیئے جہاں آپ کے آدمی خود اپنی قبر کھود رہے ہیں۔''

گوتم اُسے نفرت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔'' اس غلط فہمی میں مت رہنا کہ تم لوگ یہاں سے بچ کر جا سکو گے۔ میں۔۔۔

''پلیز گوتم صاحب۔۔'' نصرت اُسکی بات کاٹ کر بولا۔'' آپ کی فالتو باتیں سُننے کا وقت نہیں ہے ہمارے پاس۔ چلیئے، جلدی کیجیئے۔''

گوتم دونوں ہاتھ اوپر اُٹھائے ہوئے کمرے سے نکلا۔ نصرت بڑی تیزی سے اُس کمرے میں گیا جہاں غزالہ اور اسٹیلا کرسیوں سے جکڑی ہوئی بیٹھی تھیں۔ نصرت کو دیکھتے ہی دونوں کے چہرے کِھل اُٹھے۔

اسٹیلا کھلکھلا کر ہنستی ہوئی بولی۔'' نصرت۔۔۔ مجھے معلوم تھا تم ضرور آؤ گے۔''

نصرت جلدی جلدی اُن کی رسیاں کھولتا ہوا بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

''پتہ نہیں میں یہ بیوقوفی کی حرکت کیوں کر رہا ہوں۔''

اسٹیلا بڑے پیار سے اُسے دیکھتی ہوئی مسکرا کر بولی۔'' اچھا؟ اگر یہ بیوقوفی ہے تو بتاؤ عقلمندی کیا ہوتی۔''

''عقلمندی یہ ہوتی کہ ہم تم دونوں کو اسی حال میں یہاں چھوڑ کر بمبئی چلے جاتے اور رشنا نک کو پکڑوا کر انعام کی رقم حاصل کر لیتے''

غزالہ نے آہستہ سے پوچھا۔'' طارق کہاں ہے نصرت؟''

''وہ گوتم کی مزاج پُرسی کر رہا ہے۔ اب نکلو یہاں سے جلدی۔''

تینوں تیزی سے باہر نکلے۔ غزالہ اور اسٹیلا نے اپنے Mausers اور نصرت نے اپنا روالور ہاتھ میں لے لیئے تھے۔

باہر نکل کر اُنھوں نے دیکھا طارق گوتم کی پیٹھ سے پستول لگائے اُسے بنگلے کی پُشت کی طرف لے جا رہا تھا، جہاں جیری، بلونت اور رشید پھاوڑوں سے گڈھ کھودنے میں مشغول تھے۔ اچانک اُنھیں طارق کی گرجدار آواز سُنائی دی۔'' بس کرو دوستو۔۔ تم سب کے لیئے اتنا گہرا گڈھا کافی ہے۔''

تینوں بُری طرح چونک کر پلٹے اور گوتم کو دونوں ہاتھ اوپر اُٹھائے دیکھ کر سکتے میں رہ گئے۔

نصرت بولا۔'' اب نہایت آہستگی سے اپنے اپنے روالورز نکالو اور گڈھے میں ڈال دو۔''

تینوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

''چلو جلدی کرو۔'' طارق گرجا۔'' ورنہ اپنے باس کی کھوپڑی کے ٹکڑے گننے کے لیئے تیار ہو جاؤ۔''

تینوں نے روالورز گڈھے میں ڈال دیئے اور بلونت بولا۔'' یہ مت سمجھنا

urdunovels.net

کہ۔۔۔۔

''مت بور کرو یار' نصرت بُرا سا مونہہ بنا کر بولا۔''یہی ڈائیلاگ ہم تمھارے باس کی زبانی سُن چکے ہیں۔اسٹیلا۔۔۔اپنے وہ سگرٹ کے شکل والے Blow Pipes نکالو۔''

باب۔۲۲

Eve's Detective Agency کی مالک صوفیہ نے سگرٹ کا ایک گہرا کش لی اور سامنے بیٹھی ہوئی الکا سے بولی۔''کمال ہے الکا جی، آپ کے شوہر کو لاپتہ ہوئے پورے دو دن ہو چکے ہیں اور آپ کو اُنھیں تلاش کرنے کا خیال اب آرہا ہے؟''

الکا نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔''دراصل میں نہیں چاہتی تھی کہ اُنکی گمشدگی کے بارے میں کسی کو بھی پتہ چلے۔اسی لیئے میں نے پولس میں بھی رپورٹ نہیں لکھوائی تھی۔آپ تو جانتی ہیں ہماری Television Industry میں بات کا بتنگڑ بنتے دیر نہیں لگتی۔اور ویسے بھی نہ جانے کیوں میرا دل کہہ رہا تھا کہ برجیش ایک دو دن میں لوٹ آئے گا۔اور مجھے کسی کو بھی بتانے کی نوبت نہیں آئے گی۔لیکن آج مجھ سے نہیں رہا گیا اور میں آپ کے پاس چلی آئی۔

''بالکل صحیح جگہ پر آئی ہیں آپ''صوفیہ نے کہا۔

''لیکن آپ سے ایک درخواست ہے۔اس بات کا پتہ پولس یا پریس کو بالکل نہیں چلنا چاہیئے۔''الکا بولی۔

''نہیں چلے گا۔برجیش صاحب کی فوٹوگرافس تو لائی ہونگی آپ۔''صوفیہ نے کہا۔

''جی ہاں۔''الکا نے دو تین فوٹوز نکالے۔''یہ رہے۔''

''ہوں۔۔۔''صوفیہ فوٹوز لیکر اُنہیں غور سے دیکھنے لگی۔''اچھا ایک بات بتائیے، الکا جی۔۔۔کیا Recently آپکے شوہر کچھ بدلے بدلے سے نظر آرہے تھے آپکو؟''

الکا نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔کچھ دیر تک سر جھکائے کسی سوچ میں ڈوبی رہی، پھر آہستہ سے بولی۔''جی ہاں۔۔۔کچھ دنوں سے ایک تبدیلی تو محسوس کی تھی میں نے۔''

''خود آپ کے اندر اُنکی دلچسپی کی کمی محسوس کی ہوگی آپ نے۔''صوفیہ الکا کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

''جی ہاں۔۔۔لیکن۔۔۔۔''الکا کچھ کہتے کہتے رُک گئی۔

''لیکن؟؟؟''صوفیہ بدستور اُسکی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

''دیکھیئے۔۔۔میں جانتی ہوں آپ کیا سوچ رہی ہیں۔''الکا نے کہا۔''آپ یقیناً کسی دوسری عورت کے امکانات پر غور کر رہی ہیں۔۔۔۔لیکن میرا دل کہتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں۔''

''یہی تو پرابلم ہے ہم عورتوں کے ساتھ، الکا جی۔۔''صوفیہ مسکرا کر بولی۔''ہم اپنے دل کے کہنے میں آجاتے ہیں، اور یہ حرامزادے مرد دل کو صرف دوسری عورتوں پر پھسلنے کا آلہ سمجھتے ہیں۔''

''یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔''الکا ناخوشگوار لہجے میں بولی۔''برجیش اور مردوں کی طرح نہیں ہیں۔''

''معذرت چاہتی ہوں۔''صوفیہ ایک گہری سانس لیکر بولی۔''میں ایک عام بات کہہ رہی تھی۔آپ کے شوہر کی توہین کا ارادہ نہیں تھا۔ویسے ایک اور پرابلم ہے ہم عورتوں کے ساتھ۔۔ہم اپنے شوہروں کو''اور مردوں''جیسا نہیں سمجھتے۔''

''کیا آپ اپنے شوہر کے بارے میں بھی ایسے خیالات رکھتی ہیں؟ الکا نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں''صوفیہ سرد لہجے میں بولی۔''میں نے شوہر نام کا جانور پالا ہی نہیں۔Anyway۔۔میرے خیال سے ہم اصلی موضوع کی طرف سے بھٹک رہے ہیں۔آپ چاہتی ہیں کہ ہماری ایجنسی آپ کے شوہر کو تلاش کرے۔Right؟''

''Right۔''

''آپ کا کام ہوجائے گا۔پانچ ہزار ایڈوانس دے دیجیئے۔۔پندرہ ہزار کام ہوجانے کے بعد۔ٹھیک ہے؟'

''ٹھیک ہے۔''الکا نے چیک بُک نکالی اور چیک لکھتی ہوئی بولی۔''ویسے کام کب تک ہوجانے کی اُمید رکھوں؟''

''جلد سے جلد۔۔''صوفیہ نے ایک اُچٹتی سی نظر چیک پر ڈال کر کہا۔''ہماری دو سب سے ہونہار Detectives فی الحال شہر سے باہر ہیں۔لیکن میں

urdunovels.net

دوسری لڑکیوں کو اسی وقت کام پر لگا دیتی ہوں۔''

اکا نے مسکرا کر پوچھا۔۔''میں نے سُنا ہے کہ آپ کی ایجنسی میں صرف لڑکیاں ہی کام کرتی ہیں۔؟

''بالکل صحیح سُنا ہے آپ نے۔''صوفیہ نے جواب دیا۔''اسی لیئے ہماری ایجنسی کا نام Eve's Detecive Agency ہے۔ہمارا یقین ہے کہ دُنیا میں کوئی کام ایسا نہیں جو مرد کر سکتے ہیں اور عورتیں اُسی کام کو اُس سے بہتر طریقے سے نہیں کر سکتیں۔''

''اوکے مس صوفیہ۔''اکا اُٹھتے ہوئے بولی۔''میں آپ کے فون کا بیچینی سے انتظار کروں گی۔''

''آپ کو زیادہ دنوں تک انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔''صوفیہ اُس سے ہاتھ ملاتی ہوئی بولی۔اکا کے آفس سے نکلتے ہی صوفیہ نے فون اُٹھا کر ایک نمبر ڈائیل کیا اور بولی۔''سوزی؟۔۔۔صوفیہ ہیئر۔۔۔نیلما کہاں ہے؟۔۔۔ساتھ ہی ہے؟ گڈ۔۔۔تم دونوں ایک گھنٹے کے بعد آفس آ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاں ہاں۔۔ایک نیا کیس آیا ہے۔۔۔میں تم دونوں کی شکلیں دیکھنے کے لیئے آفس نہیں بُلا رہی ہوں۔۔ایک گھنٹے کے بعد ہی آنا۔۔۔میں ابھی باہر جا رہی ہوں۔۔۔''

فون رکھ کر وہ بڑی تیزی سے باہر نکلی اور لابی میں چنگیزی سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔جو اُسی تیزی سے اپنے آفس سے نکلا تھا۔

''I am sorry Miss Sofia''چنگیزی مسکرا کر بولا۔

''I know Mr. Changazi''صوفیہ ایک سرد مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔''مجھ سے ٹکرانے والے عموماً افسردہ ہی ہوا کرتے ہیں۔''

''غالباً یہی سوچ کر افسردہ ہوتے ہونگے، کہ ٹکرا بھی تو کہاں جا کر۔''چنگیزی ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

صوفیہ نے اُسے گھور کر دیکھا اور بغیر کچھ کہے لفٹ کی طرف بڑھ گئی۔

باب ۔۲۳

نصرت، طارق، غزالہ اور اسٹیلا پُرانے بنگلے سے نکل کر اُس جگہ آئے، جہاں گوتم کی جیپ کھڑی تھی۔وہ پہلے ہی گوتم اور اُس کے ساتھیوں کو بیہوش کر کے ایک کمرے میں بند کر کے اس بات کی اطلاع پولس کو کر چکے تھے۔

جیپ کی طرف بڑھتے بڑھتے غزالہ اچانک رُک گئی۔

''کیا ہوا؟''اسٹیلا بھی رُک کر پلٹتے ہوئے بولی۔نصرت اور طارق بھی پلٹ کر اُنھیں دیکھنے لگے۔

غزالہ نے کہا۔''اسٹیلا۔۔کیا تمھیں ایسا نہیں لگتا کہ ہمیں نصرت اور طارق کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔؟؟''

طارق بولا۔''اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔چلو جلدی سے بیٹھو جیپ میں۔فلائیٹ کا وقت ہو رہا ہے۔''

غزالہ نہ ایک گہری سانس لی اور تاروں بھرے آسمان کی طرف دیکھتی ہوئی بولی۔''طارق، ابھی فلائیٹ میں تھوڑا وقت ہے۔ہماری زندگی کتنی مشینی ہوگئی ہے۔کبھی ایک دوسرے کو جاننے کا۔۔۔ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ہی نہیں ملتا ہم چاروں کو۔۔۔کیوں نا تاروں کی چھاؤں میں بیٹھ کر کچھ اِدھر اُدھر کی باتیں کریں؟؟؟؟''

اسٹیلا نے غور سے غزالہ کو دیکھا پر مسکرا کر بولی۔''غزالہ ٹھیک کہہ رہی ہے نصرت۔۔ایسے موقعے کبھی کبھی تو آتے ہیں۔۔۔چلو اُدھر گھاس پر بیٹھتے ہیں۔''

اسٹیلا نصرت کا ہاتھ پکڑ کر کچھ دور لے گئی اور دونوں بیٹھ گئے۔طارق اور غزالہ بھی اُن سے کچھ فاصلے پر بیٹھے اور طارق مسکرا کر بولا۔''اب یہ مت کہنا غزالہ، کہ فلموں کی روایتی ہیروئینوں کی طرح تم اپنی جان بچانے کے عوض میں مجھ پر عاشق ہو جانے کا ارادہ رکھتی ہو''

''بکومت۔''غزالہ ہنستے ہوئے بولی۔''کبھی شکل دیکھی ہے اپنی؟''

اُدھر اسٹیلا نے مسکرا کر نصرت کو دیکھا اور سر جھکا کر بولی۔''نصرت اگر تم دونوں اس وقت نا آتے تو۔۔۔۔۔''

''تو کیا ہوتا؟''نصرت نے کہا۔''تم دونوں کافی بہادر اور چالاک ہو۔۔۔کسی نا کسی طرح اپنا دفاع کر ہی لیتیں۔''

''نہیں نصرت۔۔اس وقت سچ مچ تم لوگوں نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔''

اسٹیلا بولی۔''نصرت میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔''

اُدھر غزالہ نے کہا۔''طارق۔۔میں بھی تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔''

طارق اور نصرت نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا اور دونوں ایک ساتھ بولے۔ "بولو"

غزالہ اور اسٹیلا نے ایک دوسرے کو دیکھا، غزالہ شرما کر اُٹھی اور چلتی ہوئی جیپ کی طرف چلی گئی، پھر سر جھکا کر بولی۔۔ "تمھارے نزدیک بیٹھ کر وہ بات نہیں کہہ سکتی میں طارق۔"

"میں بھی" اسٹیلا بھی اُٹھ کر غزالہ کے پاس جاتی ہوئی بولی۔

"اب تو ہم سے کافی دور ہو تم دونوں" نصرت نے کہا۔

"ہاں۔اب تو بتادو کہ کیا بات ہے۔" طارق بولا۔

"نصرت، ابھی تم نے کہا تھا، کہ ہم دونوں بہت بہادر اور چالاک ہیں؟"

"ہاں ہاں۔" نصرت بولا۔

"اس کے علاوہ ایک اور خوبی ہے ہم دونوں میں۔" غزالہ نے کہا۔

"وہ کیا؟" طارق نے پوچھا۔

غزالہ بولی "وہ یہ کہ ہم دونوں دوڑتی بہت تیز ہیں۔"

اسٹیلا تائید میں گردن ہلاتی ہوئی بولی۔ "ہاں۔۔۔اور نمونہ ہم ابھی دکھائے دیتے ہیں۔"

اسٹیلا کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ دونوں بجلی کی سی سرعت کے ساتھ جیپ کی طرف دوڑیں۔غزالہ جھپٹ کر ڈرائیور کی سیٹ پر بیٹھ گئی اور جیپ اسٹارٹ کرنے کے لیئے ہاتھ بڑھایا، لیکن یہ دیکھ کر دونوں کے چہروں پر مایوسی چھا گئی کہ چابی Ignition میں موجود نہیں تھی۔

طارق اور نصرت قہقہے لگاتے ہوئے اُٹھ کر اُن کے نزدیک آئے۔

"غالباً آپ اسے تلاش کر رہی ہیں مس غزالہ جعفری۔" طارق جیپ کی چابی اُس کے چہرے کے سامنے نچاتا ہوا بولا۔

"تم دونوں واقعی بہت تیز دوڑتی ہو" نصرت بولا۔ "اگر اپنی عقل بھی اُتنی ہی تیزی سے دوڑاتیں تو تمھاری سمجھ میں آجاتا کہ ہم نے چابی Ignition میں چھوڑنے کی حماقت نہیں کی ہوگی۔"

"ہم تم دونوں کی رگ رگ سے واقف ہیں۔" طارق نے کہا۔ "ہمیں اچھی طرح سے پتہ تھا کہ تم دونوں ہمیں یہاں چھوڑ کر بھاگنے کی کوشش کروگی۔تا کہ بمبئی کی فلائیٹ پکڑ انعام حاصل کرسکو۔اسی لیئے میں نے چابی پہلے ہی نکال کر جیب میں رکھ لی تھی۔"

غزالہ پروائی سے کندھے اُچکاتی ہوئی بولی۔ "OK so you win چلو اسٹیلا پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہیں۔"

"ہاں۔" اسٹیلا ڈھٹائی سے مسکرا کر بولی۔ "لڑکوں کے ہوتے ہوئے لڑکیوں کو ڈرائیونگ نہیں کرنی چاہیئے۔"

"بکومت۔" نصرت غُرایا۔ "ہم تمھیں اپنے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔"

غزالہ رونی شکل بنا کر بولی۔ "اتنے پتھر دل ما بنو۔"

"کیا تم ہمیں اس ویرانے میں اکیلا چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔" اسٹیلا نے بھی بسورتے ہوئے کہا۔

"ایکٹنگ مت کرو۔" طارق بُرا سا مونہہ بنا کر بولا۔ "تمھارے سارے چہرے ہمارے دیکھے ہوئے ہیں۔"

"تم لوگ کیا سمجھتی ہو؟" نصرت نے کہا۔ "تم دونوں نے جو کچھ دیر پہلے ہمارا شکریہ ادا کرنے کا ڈرامہ کیا تھا، اُسے ہم نے سچ سمجھ لیا تھا؟"

"چلو اُترو جیپ سے۔" طارق گرجا۔

دونوں مونہہ بناتی ہوئی نیچے اُتر گئیں۔طارق اور نصرت جیپ میں بیٹھے اور جیپ دونوں پر دھول اُڑاتی ہوئی روانہ ہوگئی۔

"اب کیا کریں غزالہ؟" اسٹیلا نے پوچھا۔

"سڑک تک چلتے ہیں۔شائید لفٹ مل جائے۔" غزالہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ "اور ہاں۔۔۔میرے دماغ میں ایک اور آئیڈیا آیا ہے۔۔"

دونوں سڑک کی طرف چل پڑیں۔

باب۔۲۴

نصرت اور طارق ائیرپورٹ سے سیدھے آفس پہنچے تھے اور چنگیزی کو سب کچھ تفصیل سے بتا دیا تھا۔

چنگیزی نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور سامنے بیٹھے ہوئے نصرت اور طارق سے بولا۔ "Well done my boys۔۔لیکن کیا تمھیں یقین ہے کہ اکا نے شنانک کو چائینا کریک والے کاٹیج میں ہی چھپایا ہوگا۔؟"

"ہمیں پورا یقین ہے انکل۔" نصرت بولا۔ میرے خیال سے ہمیں ایک لمحہ بھی ضائع کیئے بغیر چائینا کریک کے لیئے روانہ ہوجانا چاہیئے۔"

"کیا پہلے پولس کو اطلاع کردیں۔" طارق بولا۔

''پہلے Confirm کر لیتے ہیں۔کہ ششانک وہیں چھپا ہوا ہے۔اُسے قبضے میں کرنے کے بعد ہی پولس کو اطلاع کرینگے۔ورنہ پولس والے بھی انعام کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔'' چنگیزی اُٹھتا ہوا بولا۔

کچھ ہی دیر میں وہ تینوں چنگیزی کی کار میں روانہ ہو گئے۔

چنگیزی نے سگار کا ایک گہرا کش لیا اور چلتی ہوئی کار کے باہر راکھ جھاڑتا ہوا بولا۔'' مجھے اس بات کی خاص خوشی ہے کہ تم لوگ اُن دونوں لونڈیوں کو وہی چھوڑ آ گئے۔''

''یہی حرکت وہ ہمارے ساتھ کرنے چلی تھیں۔'' نصرت نے ہنستے ہوئے کہا۔'' لیکن احتیاط کے طور پر ہم نے جیپ کی چابی پہلے ہی نکال لی تھی۔''

''بہت اچھا کیا۔'' چنگیزی بولا۔

کچھ ہی دیر میں وہ الکا کی ماں سے حاصل کیا ہوا پتہ پوچھتے ہوئے اُس کالج تک پہنچ گئے جہاں ششانک چھپا ہوا تھا۔لیکن وہاں پہنچتے ہی اُنھیں ایک ذہنی جھٹکے سے دو چار ہونا پڑا۔کالج کے باہر پولس کی جیپس اور وینس کھڑی تھیں اور کچھ پولس آفیسرز چاروں طرف سے کالج کو گھیرے ہوئے تھے۔

''پولس یہاں کیسے آ گئی۔؟'' چنگیزی بڑبڑایا۔

'' آئی نہیں ہے مسٹر چنگیزی۔۔ میں نے بُلایا ہے۔'' صوفیہ پیچھے سے اُنکے سامنے آتی ہوئی بولی۔

تینوں چونک پڑے۔

صوفیہ ایک قہقہہ لگا کر بولی۔'' I love that stunned expression on your faces, Gentlemen۔۔میں بیان نہیں کر سکتی کہ آپ تینوں کے چہروں پر حیرت کے یہ آثار دیکھ کر مجھے کس قدر خوشی ہو رہی ہے۔''

''آپ یہاں کیسے پہنچ گئیں، مس صوفیہ؟؟'' چنگیزی نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''Simple,Mr.Changezi'' صوفیہ بولی۔'' غزالہ نے مجھے اپنے موبائیل پر فون کر کے ساری بات تفصیل سے بتا دی تھی۔اور یہاں کا پتہ بھی دے دیا تھا۔''

یہ سُن کر نصرت اور طارق نے اپنے اپنے سر پکڑ لیے۔

چنگیزی اُنھیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ہوا گرجا۔'' You Idiots۔۔تم نے اُن کے موبائیل اُن کے پاس ہی چھوڑ دیے؟''

''واقعی بڑی حماقت ہوئی ہم سے۔'' نصرت سر جھکا کر بولا۔'' یہاں پہنچنے کی جلدی میں ہمیں خیال ہی نہیں رہا کہ موبائیل اُنکے پاس ہی ہیں۔''

''میں نے کہا تھا مسٹر چنگیزی، ہم سے ٹکرانے والے ہمیشہ افسردہ ہوا کرتے ہیں۔'' صوفیہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

اُسی وقت کالج سے انسپکٹر شاہ، ششانک کو دھکے دیتا ہوا باہر لایا۔ششانک کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اور چہرے پر مُردنی سی چھائی ہوئی تھی۔

''شکریہ میڈم صوفیہ۔'' شاہ بولا۔'' ششانک قبول کر چکا ہے کہ یہاں اس کی بہن الکا نے اسے چھپایا تھا۔ممبئی پہنچ کر ہم الکا کو بھی گرفتار کر لینگے۔''

تبھی شاہ کی نظر چنگیزی پر پڑی اور وہ بولا۔'' اوہ۔۔مسٹر چنگیزی بھی آ گئے۔''

''ہاں۔۔لیکن بہت دیر سے آئے بیچارے۔'' صوفیہ نے کہا۔''اب میں مسٹر ساہانی کے آفس جا کر انعام کے پچیس لاکھ وصول کر لونگی اور مسٹر چنگیزی اور اُنکے ہونہار جاسوس مونہہ دیکھتے رہ جائیں گے۔

''Let's go Inspector

وہ سب پولس کی جیپس میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔

کالج کے اندر، اوپر والے کمرے میں، برجیش کو کافی دیر کے بعد ہوش آیا۔اُسے پتہ ہی نہیں چلا کہ پولس والے کب آئے اور کب ششانک کو گرفتار کر کے لے گئے۔کئی بار بیہوش ہونے اور ہوش میں آنے کی وجہ سے برجیش کے ذہن سے دن، تاریخ اور وقت کا سارا احساس ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ہوش میں آتے ہی پہلا خیال اُس کے ذہن میں یہی آیا کہ اُسے فوراً اپنے بندھے ہوئے پیروں سے کوئی ایسی زوردار آواز پیدا کرنی چاہیے، جسے سُن کر ششانک اوپر آ جائے۔اُس نے پھر اپنی ساری قوت کو یکجا کیا اور زور سے پلائے ووڈ کے ٹکڑوں پر لات ماری۔

باہر کار کی طرف بڑھتے ہوئے چنگیزی نصرت اور طارق نے یہ آواز سُنی اور رُک کر ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔

''یہ آواز کیسی تھی۔؟؟'' چنگیزی باری باری نصرت اور طارق کو دیکھتا ہوا بولا۔

''شائید اندر کوئی ہے۔'' نصرت نے کہا۔

اندر برجیش بار بار پلائی ووڈ پر لاتیں مارتا رہا۔

''ہمیں اندر چل کر دیکھنا چاہیے۔'' طارق کالج کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"لیکن پولیس کاٹیج کو سیل کر چکی ہے۔" چنگیزی نے کہا۔"ویسے بھی اگر کوئی اندر ہوتا تو پولیس کو نہیں ملتا کیا؟"

"کچھ بھی ہو۔۔ ہمیں اندر جا کر دیکھنا چاہیئے۔انکل۔۔آپ یہیں رُکیئے۔۔ نصرت میرے ساتھ آؤ" طارق تیزی سے آگے بڑھتا ہوا بولا۔"ہم کھڑکی سے اندر گھسیں گے۔"

کچھ ہی لمحوں میں وہ دونوں کاٹیج کے اندر تھے۔

نصرت اوپر دیکھ کر بولا۔"آواز اوپر سے آرہی ہے۔۔"

دونوں اوپر اُس کمرے میں داخل ہوئے اور فرش پر پڑے ہوئے برجیش کو دیکھ کر حیرت میں رہ گئے۔پھر بڑی تیزی سے اُنھوں نے برجیش کے ہاتھ پیر کھولے۔نصرت نے اُس کے موُنہہ پر بندھا ہوا رومال کھولا اور بولا"کون ہو تم؟ اور۔۔۔۔۔

"بتا دوں گا۔۔سب کچھ بتا دوں گا۔آہ۔۔پہلے یہ بتاؤ۔۔۔کہ آج تاریخ کیا ہے؟" برجیش کراہوں کے درمیان بولا۔

"تاریخ؟۔۔۔" طارق نے حیرت سے سترہ مئی۔۔۔لیکن تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟"

"بعد میں بتاؤں گا۔وقت کیا ہوا ہے جلدی بتاؤ۔"

نصرت گھڑی دیکھ کر بولا۔"چھ بجے ہیں۔"

برجیش نے دل میں سوچا۔"Thank God"،مطلب یہ کہ مجھے اس کمرے میں قید ہوئے صرف ایک رات اور ایک دن ہی ہوا ہے؟۔۔مجھے تو ایسا لگ رہا ہے جیسے صدیاں گزر گئی ہوں۔اور گلدان میں رکھا ہوا وہ بم کل دوپہر کو دو بجے پھٹے گا۔۔مجھے اُس

بم کو فوراً گلدان سے نکال لینا چاہیئے۔

"لگتا ہے میں نے آپ کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔۔آپ کون ہیں اور یہاں آپ کو کس نے باندھ کر ڈال دیا تھا۔؟؟" نصرت نے پوچھا۔

"یہ ایک لمبی کہانی ہے۔۔۔بعد میں بتاؤں گا۔آپ کون ہیں۔۔۔اور ہاں۔۔وہ لڑکا ششانک۔۔۔وہ کہاں ہے؟"

"اُسے پولیس گرفتار کر کے لے گئی۔" طارق بولا۔

"کیا؟؟؟؟؟؟" برجیش کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔۔۔"کیا۔۔کیا آپ لوگ پولیس والے ہیں؟"

"نہیں۔ہم پرائیویٹ جاسوس ہیں۔لیکن۔۔۔۔"

برجیش طارق کو آگے بولنے کا موقع دیئے بغیر بولا۔"اور انکا۔۔۔؟ انکا کہاں ہے۔؟"

"آپ کا مطلب ہے،ششانک کی بہن،جس نے اُسے یہاں چھپا رکھا تھا۔"

"ہاں۔۔ہاں۔۔وہی۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔"

"پولیس اب تک اُسے بھی گرفتار کر چکی ہوگی۔"

"Oh my God" برجیش دونوں آنکھیں میچ کر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔پھر اُس نے اُٹھنے کی کوشش کیا اور ایک دردناک چیخ کے ساتھ پھر زمین پر گر پڑا۔اور بولا۔" میں چلنے کے قابل بھی نہیں ہوں۔۔ مجھے اُٹھاؤ۔۔آآآہ۔۔"

نصرت اور طارق نے دونوں طرف سے برجیش کو سہارا دیکر اُٹھایا۔

اور دروازے کی طرف بڑھے۔ہی تھے کہ وہ بولا"ایک منٹ رُکیئے۔" پھر اُسکی نظریں پیتل کے اُس گلدان کو تلاش کرنے لگیں جس میں اُس نے ٹائم بم رکھا تھا۔لیکن اُسے گلدان کہیں بھی نظر نہیں آیا۔

"کیا بات ہے؟" نصرت اُسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔"کیا دیکھ رہے ہیں آپ؟"

"وہ۔۔۔یہاں ایک بڑا سا گلدان تھا۔۔" برجیش چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔"یہیں۔۔اِسی کونے میں رکھا تھا۔۔"

"یہاں تو کوئی گلدان نہیں ہے۔" طارق نے کہا۔

"کہاں چلا گیا؟" برجیش آہستہ سے بڑبڑایا۔

"کیا تھا اُس گلدان میں۔" نصرت نے غور سے برجیش کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"اوں۔۔۔" برجیش چونک کر بولا۔"ک کُکُچھ نہیں۔۔چلیئے۔۔۔مجھے باہر لے چلیئے"

۔بڑی مشکل سے وہ اُسے باہر لائے۔

چنگیزی حیرت سے برجیش کو دیکھ کر بولا۔"یہ کون ہے۔؟"

"میرا نام برجیش کمار ہے۔" برجیش نے کہا۔

"اوہ۔۔اب یاد آیا۔" نصرت جلدی سے بولا۔"آپ کی تصویریں دیکھی ہیں اکثر اخباروں میں۔۔آپ ٹی۔وی۔سیریئلز بناتے ہیں نا۔؟"

"جی ہاں۔"

urdunovels.net

''غالباً آپ الکا جی کے شوہر ہیں۔''

''جی ہاں''

لیکن آپ کو یہاں ۔۔اس طرح کس نے۔۔۔۔۔''

''میں بتا دوں گا۔۔۔سب کچھ بتا دوں گا۔۔'' برجیش کچھ سوچ کر بولا۔'' ایک بات بتائیے۔۔ آپ لوگ Private Detectives ہیں۔۔ اگر میں آپ کی خدمات حاصل کرنا چاہوں تو آپ میرے لیئے کام کریں گے؟؟؟

''I'll pay your fees ofcourse.

''بالکل کریں گے۔'' چنگیزی نے کہا۔'' ہمارہ بزنس ہی یہی ہے۔''

''تو سُنیئے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ الکا اور شِشانک کو Bail پر چھڑائیں۔۔۔ اور پھر یہ ثابت کریں کہ وہ دونوں بےقصور ہیں۔ کیا آپ یہ کام کر سکتے ہیں۔؟؟؟''

تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر نصرت بولا۔'' برجیش صاحب کام مشکل تو ہے۔ لیکن ناممکن نہیں۔۔۔ لیکن پہلے آپ کو ہمیں پوری بات بتانی ہوگی۔''

'' تو پھر آپ مجھے اپنے آفس لے چلیئے۔۔۔ سب سے پہلے تو مجھے Medical Help کی ضرورت ہے۔''

'' کیا آپ اپنے گھر نہیں جائیں گے؟۔'' چنگیزی نے پوچھا۔

''نہیں۔ فی الحال میں گھر نہیں جا سکتا۔ جب میں آپ کو پوری بات بتا دوں گا تو وجہ خود بخود آپ کی سمجھ میں آ جائے گی۔۔۔ چلیئے۔۔ مجھے جلدی سے لے چلیئے۔۔میں بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔''

''چلیئے۔''

کار شہر کی طرف روانہ ہوگئی۔

باب۔ ۲۵

گوتم سہائی کسی بھوکے شیر کی طرح ٹہل رہا تھا۔ اُس کے سامنے رشید، بلونت، جیری اور انسپکٹر چوہان بیٹھے تھے۔ رات کے دو بجے تھے اور وہ سب اُسی پُرانے بنگلے میں تھے جہاں نصرت وغیرہ نے اُنھیں بیہوش کر کے ایک کمرے میں بند کر دیا تھا۔

''میں اُن حرامزادوں کو نہیں چھوڑوں گا'' گوتم دانت پیس کر بولا۔ چاہے مجھے اُس کے لیئے بمبئی کیوں نا جانا پڑے۔''

''آپ کو بمبئی جانے کی کوئی ضرورت نہیں گوتم صاحب۔'' انسپکٹر چوہان بولا۔''میرے وہاں بہت اچھے Contacts ہیں۔ آپ بس حکم کیجئے۔ یہیں بیٹھے بیٹھے اُنکا صفایا کرا دونگا۔ بس ایک فون کرنے کی ضرورت پڑے گی مجھے۔''

''اس کی کوئی ضرورت نہیں۔'' رشید بولا۔'' اس کام کے لیئے میں اور بلونت کافی ہیں۔''

''رشید ٹھیک کہہ رہا ہے۔'' گوتم کچھ سوچتا ہوا بولا۔'' ویسے بھی ہمیں دو چار دنوں کے بعد بمبئی جانا ہے۔''

''جیسی آپ کی مرضی۔'' چوہان نے لاپرواہی سے کہا۔''ویسے آپ بھی مقدر کے سکندر ہیں گوتم صاحب۔ آپ کو یہاں بیہوش کر کے جب اُن جاسوسوں نے پولس اسٹیشن فون کیا تو اُسے میں نے ہی Receive کیا۔ اُنھیں کیا پتہ تھا کہ میں آپ کے وفادار نمک خواروں میں ہوں۔''

''اسی لیئے تو میں نے قیصر آباد کے ہر پولس اسٹیشن میں ایک دو تمھارے جیسے آفیسر پال رکھے ہیں۔'' گوتم نے کہا۔''اچھا چوہان تم جاؤ۔ ہم لوگ ابھی یہاں کچھ دیر رکیں گے۔ نیپال سے مال آنے والا ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' چوہان کھڑا ہوگیا۔ ایک لمحہ کے لیئے جھجکا پھر سر کھجا کر بولا۔'' گوتم صاحب،۔۔ ایک بات کہنی تھی۔۔''

''کہو۔''

''سر۔۔۔وہ بات یہ کہ مہنگائی بہت بڑھ گئی ہے۔۔۔آپ جو پچیس ہزار ماہانہ دیتے ہیں۔۔۔وہ پورا نہیں پڑتا۔۔۔اگر یہ رقم۔۔۔۔۔''

''بڑھا دونگا۔'' گوتم اُسکا جملہ پورا ہونے سے پہلے بولا۔''بس اسی مستعدی سے کام کرتے رہو۔

''جی گوتم صاحب'' چوہان جھکتا ہوا بولا۔ پھر وہ کمرے سے نکل گیا۔

رشید بولا۔''باس اس کا مونہہ کچھ زیادہ ہی کھلتا جا رہا ہے۔''

''تم اُس کی فکر مت کرو رشید۔ آدمی کام کا ہے۔۔۔اور۔۔۔

جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی گوتم کے موبائیل کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ہیلو؟'' دوسری طرف سے کچھ سُن کر اُس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔''دیکھو اس وقت میں بہت بزی ہوں۔ ایک ضروری میٹنگ میں ہوں۔ اس کے بارے میں ہم پھر کبھی بات کریں گے۔۔۔۔۔۔ اُفوہ۔۔۔ اتنی بےصبری بھی

نہیں۔۔۔

کیا؟؟؟؟نہیں تم ایسا کچھ نہیں کروگے۔۔۔کچھ دن اور رُک جاؤ۔

۔۔۔میں کل تمھیں فون کرتا ہوں۔۔۔میں نے کہا نا میں اِس وقت میٹنگ میں ہوں۔۔؟۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔بائی۔"

موبائیل آف کرکے کوتم گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

ڈاکٹر برجیش کی مرہم پٹی کرکے جاچکا تھا اور برجیش نے چنگیزی، نصرت اور طارق کو اپنی ساری کہانی بھی تفصیل سے سُنادی تھی۔

چنگیزی نے ایک گہری سانس لی اور بولا۔"برجیش صاحب، بہتر یہی ہوگا کہ یہ کہانی صرف ہم چاروں تک ہی محدود رہے۔ورنہ آپ پر Attempt to Murder کا الزام عائید ہوسکتا ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔" برجیش سر جھکا کر بولا۔"اسی لیئے میں نے پہلے ہی آپ سے یہ وعدہ لے لیا تھا کہ آپ کسی کو بھی یہ بات نہیں بتائیں گے۔"

"کسی کو بتانے کا سوال ہی نہیں پیدہ ہوتا۔" طارق نے کہا۔"ہم اپنے Client کو پوری طرح Protect کرتے ہیں۔"

"بالکل۔" نصرت سر ہلا کر بولا۔"ہم Private Detectives ہیں، قانون کے محافظ نہیں۔آپ کی یہ کہانی پولس تک نہیں پہنچنے پائے گی۔بے فکر رہیئے۔لیکن سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ وہ گلدان کہاں گیا جس میں آپ نے وہ ٹائیم بم چھپایا تھا۔"

"یہی تو میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔" برجیش بولا۔"میرے بیہوش ہوجانے کے بعد تو اُس کمرے میں کسی نے قدم بھی نہیں رکھا۔"

"ہوسکتا ہے کہ گلدان وہی دونوں بدمعاش لے گئے ہوں، جنہوں نے آپ کو بیہوش کرکے اُس کمرے میں بند کردیا تھا۔" طارق نے کہا۔

"ہاں یہ ہوسکتا ہے۔" چنگیزی کچھ سوچتا ہوا بولا۔"بلکہ یہی ہوا ہوگا۔ اُس گلدان کے اُس کمرے سے غایب ہونے کا اور کوئی Explanation ہو ہی نہیں سکتا۔"

"کچھ بھی ہو۔وہ بم کل دوپہر کو ٹھیک دو بجے پھٹ جائے گا۔اُس سے پہلے پہلے آپ لوگوں کو وہ گلدان بھی تلاش کرنا ہے۔ورنہ کچھ کچھ لوگ بیگناہ مارے جائینگے۔" برجیش سر پکڑ کر بولا۔"Oh God۔۔۔کیسی حماقت ہوئی ہے مجھ سے۔"

"بہت اُلجھا ہوا کیس ہے۔" چنگیزی متفکرانہ لہجے میں بولا۔"نصرت ہمیں کام بانٹنے ہونگے۔میں جاکر ششانک اور اُکا کو ضمانت پر رہا کرواتا ہوں۔تم وہ گلدان تلاش کرو۔اور طارق تم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرو کہ تیش سہائی کی موت سے کس کو فائیدہ ہوسکتا ہے۔برجیش صاحب کی طرح مجھے بھی یقین ہے کہ تیش کو ششانک نے قتل نہیں کیا ہے۔"

تینوں کھڑے ہوگئے۔برجیش بولا۔"چنگیزی صاحب، میں آج پورا دن یہیں رہنا چاہونگا۔آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں۔؟"

"شوق سے رہیئے۔" چنگیزی نے کہا۔"ہمیں کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔"

"شکریہ۔" برجیش بولا۔"اور ہاں۔۔۔مجھے آپ کا Payment بھی تو کرنا ہے۔چنگیزی صاحب، کیا میں آپ کا فون استعمال کرسکتا ہوں۔؟"

"ہاں ہاں۔۔کیوں نہیں"

برجیش نے فون چنگیزی سے لیا اور اپنے چیف اسسٹنٹ سمیر کا نمبر لگایا۔دوسری طرف سمیر نے فون اُٹھایا اور بولا۔"ہیلو؟"

"ہیلو سمیر؟ میں برجیش بول رہا ہوں۔"

"برجیش صاحب؟" سمیر جلدی سے بولا۔"کہاں ہیں آپ؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟۔۔ہم کل سے آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔۔۔کیا ہوا تھا۔۔؟؟ آپ اِس طرح۔۔۔۔۔"

"وہ سب میں تمھیں ملنے پر بتاؤنگا سمیر تم فوراً اِس پتے پر آجاؤ۔" پھر برجیش نے سمیر کو One-Up Detective Agency کا پتہ بتایا۔

"میں دس منٹ کے اندر آرہا ہوں۔" سمیر بولا۔

"ٹھیک ہے۔اور ہاں آتے ہوئے آفس سے میری چیک بُک بھی لیتے آنا۔"

فون ڈسکنکٹ کرکے برجیش بولا۔"آپ لوگ دس منٹ رُک جایئے۔میرا اسسٹنٹ چیک بُک لیکر آرہا ہے۔"

کچھ ہی دیر میں سمیر وہاں آیا اور برجیش اُس سے بولا۔"سمیر، پچیس ہزار روپے کا ایک چیک بناؤ۔۔۔چنگیزی صاحب، چیک کس نام سے بنے گا۔؟"

"One Up Detective Agency Pvt. Ltd." چنگیزی نے کہا۔سمیر نے چیک بنایا اور دستخط کرنے کے لیئے اُسے برجیش کی طرف بڑھا

urdunovels.net

دیا۔ برجیش نے دستخط کر کے چیک چنگیزی کو دیا اور وہ اُسے جیب میں رکھ کر نصرت اور طارق کے ساتھ باہر نکل گیا۔

باب ۔۲۶

غزالہ اور اسٹیلا لفٹ سے نکل کر تیزی سے اپنے آفس کی طرف بڑھ رہی تھیں کہ اُنھیں سامنے سے چنگیزی، نصرت اور طارق آتے ہوئے دکھے۔ وہ اُنھیں نظر انداز کر کے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ دونوں کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی اور غزالہ چہکتی ہوئی بُلند آواز میں اسٹیلا سے بولی'' تمھیں پتہ ہے اسٹیلا، میری گھڑی کے مطابق بارہ بجنے میں دس منٹ ہیں۔۔ لیکن کچھ ہونہار جاسوسوں کے چہرے دیکھ کر مجھے یقین ہوگیا کہ میری گھڑی دس منٹ پیچھے ہے۔'' دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔

نصرت اور طارق دانت پیستے ہوئے پلٹنے ہی تھے کہ چنگیزی نے اُنھیں بازوؤں سے پکڑ کر لفٹ کے اندر دھکیل دیا۔

غزالہ اور اسٹیلا ہنستی ہوئی Eve's Detective Agency کے آفس میں داخل ہوگئیں۔

''Welcome Girls.'' صوفیہ اُن کی طرف دونوں ہاتھ پھیلاتی ہوئی بولی۔'' تم دونوں نے میرا سر فخر سے اونچا کر دیا۔ مجھے پچیس لاکھ کا انعام پا کر اتنی خوشی نہیں ہوگی جتنا کہ ''سامنے والوں'' کو شکست دے کر ہو رہی ہے۔''

''Thank you ma'am، کیا مسٹر بھرت سہائی نے چیک دے دیا۔؟'' اسٹیلا نے پوچھا۔

''نہیں۔ اُنھوں نے اپنے بنگلے پر رات کو نو بجے بُلایا ہے۔'' صوفیہ بولی۔'' انسپکٹر شاہ اکا اور شاشانک کو گرفتار کر چکے ہیں۔ بیٹھو۔ مجھے تم دونوں سے اور بھی بہت سی باتیں کرنی ہیں۔''

باب ۔۲۷

نصرت نے ولفریڈ کے بیئر بار میں داخل ہو کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ ایک کونے سے بڑے ہی بھدے میک اپ سے پُتی ہوئی ایک لڑکی اِٹھلاتی ہوئی اُس کی طرف بڑھی اور گنگناتی ہوئی بولی۔'' Hi Handsome, looking for a partner?"

"No, looking for a Criminal. Get lost"

نصرت نے اُس کی طرف دیکھے بغیر جواب دیا اور لڑکی بُرا سا مونہہ بنا کر دوسری طرف مُڑ گئی۔ تبھی ولفریڈ نے نصرت کو دیکھا اور تیزی سے اُس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔'' What a pleasant surprise۔ آیئے نصرت صاحب۔ تشریف رکھیے۔ کیا لیںگے؟''

''یہاں تو میں صرف پانی ہی پی سکتا ہوں، ولفریڈ۔'' نصرت بولا۔'' اور مجھے اِسوقت پیاس نہیں لگی ہے۔ تم سے کچھ پوچھنا ہے ولفریڈ۔''

''حکم کیجیے۔''

''مجھے دو چوروں کی تلاش ہے۔ چھوٹی موٹی چوریاں کرتے ہیں۔ کل رات چائنا کریک میں ایک کاٹیج میں چوری کی تھی اُنھوں نے۔''

''چائنا کریک۔۔؟؟'' ولفریڈ کچھ سوچتا ہوا بولا۔'' اُس علاقے میں کام کرنے والے کچھ لوگوں کو تو جانتا ہوں میں۔ لیکن یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ کل والی چوری میں اُن میں سے کس کا ہاتھ ہوگا۔''

''دیکھو ولفریڈ، میں اُن چوروں کو گرفتار نہیں کروانا چاہتا۔ جو چیزیں اُن دونوں نے وہاں سے چُرائی تھیں، اُن میں سے ایک پیتل کا گلدان بھی تھا۔ دراصل مجھے اُس گلدان کی تلاش ہے۔ تم اُس علاقے میں کام کرنے والوں میں یہ بات پھیلا دو۔ جو بھی مجھے وہ گلدان لا کر دیگا میں اُسے پانچ ہزار روپے انعام دونگا۔''

''کیا وہ گلدان بہت قیمتی ہے نصرت صاحب۔'' ولفریڈ نے پوچھا۔

''تم اُس کی فکر نا کرو۔'' نصرت بولا۔'' بس وہاں کے سارے جرائم پیشہ لوگوں میں یہ بات پھیلا دو۔''

''ابھی لیجیے۔'' ولفریڈ فون نکالتا ہوا بولا۔ پھر ایک نمبر لگا کر فون میں بولا۔'' ہیلو پیٹرک، ولفریڈ ہیئر، غور سے سُنو۔ کل رات چائنا کریک کے ایک کاٹیج میں ایک چوری ہوئی ہے۔ چوری ہونے والی چیزوں میں ایک گلدان بھی ہے۔ مجھے وہ گلدان چاہیے۔ اُس گلدان کا پتہ بتانے والے کو پانچ ہزار روپے ملینگے۔۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ تم فکر نا کرو۔۔۔ اس میں پولس کا کوئی Involvment نہیں ہے۔ میرے ایک خاص دوست کو وہ گلدان چاہیے۔ وہ چور کو پکڑنے میں Interesed نہیں ہے۔ ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔ کیا۔۔۔؟ دس منٹ میں فون کرتے ہو؟ ٹھیک ہے میں

تمھارے فون کا انتظار کروں گا۔ نہیں نہیں۔۔۔ میں کسی اور کو فون نہیں کروں گا۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ پانچ ہزار کا انعام تمھیں کو ملے۔ او کے پیٹرک۔ جلدی فون کر کے بتاؤ مجھے۔''

ولفریڈ نے فون ڈسکنکٹ کیا اور نصرت سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ دس منٹ سے پہلے ہی اُس کے موبائیل کی گھنٹی بجی۔ ولفریڈ فون آن کر کے بولا۔'' ہاں بولو پیٹرک۔ کیا خبر ہے۔۔۔۔۔۔ اچھا۔۔۔ اتنی جلدی معلوم بھی کر لیا تم نے۔۔۔

۔۔۔ گڈ۔۔۔ کون ہے وہ۔۔۔؟ نہیں۔۔ نہیں۔۔ اُس کے پکڑے جانے کا سوال ہی نہیں پیدہ ہوتا۔۔۔ میں نے کہا نا کہ اِس معاملے میں پولس Involved نہیں ہے۔۔۔ کیا نام بتایا؟؟ دھگڑو؟؟؟۔۔۔ پتہ بتاؤ۔۔۔ کیا؟؟؟ چاینا کریک بار میں۔۔ سات بجے کے بعد؟ ٹھیک ہے۔۔۔۔''

ولفریڈ فون ڈسکنکٹ کر کے نصرت سے بولا۔'' مبارک ہو نصرت صاحب، آپ کا کام ہو گیا۔ چوری کرنے والے کا نام دھگڑو ہے۔

وہ آپ کو سات بجے کے بعد چاینا کریک بار میں ملے گا۔''

''That's fast work, Wilfred,Thanks.'' نصرت اُٹھتا ہوا بولا۔

'' یہ تو میرا فرض تھا جناب۔ چنگیزی صاحب کے جو احسانات ہیں میرے اوپر، اُنکا بدلہ میں اِسی طرح تو چُکا سکتا ہوں۔'' ولفریڈ بھی کھڑا ہو گیا۔'' لیکن سر۔۔۔ دھگڑو پر کوئی آنچ نہیں آنی چاہیے۔ میں اپنے آدمی کو زبان دے چُکا ہوں۔''

'' تم بے فکر رہو ولفریڈ۔ کسی پر آنچ آنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدہ ہوتا۔ میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ گلدان کہاں ہے۔ گلدان مل جانے پر پانچ ہزار بھی ملینگے اُسے۔ اچھا میں چلتا ہوں۔''

نصرت بار سے نکل کر تیزی سے اپنی بائیک کی طرف بڑھا۔

باب۔ ۲۷

رات کے ٹھیک نو بجے صوفیہ کی کار بھرت سہانی کے بنگلے کے سامنے رُکی۔ صوفیہ غزالہ اور اسٹیلا کے ساتھ باہر نکلی۔

غزالہ نے کچھ ہچکچاتے ہوئے دھیرے سے کہا۔'' مام۔۔ آپ نے ہمارے بارے میں کچھ سوچا۔؟؟''

''تمھارے بارے میں کیا سوچنا ہے۔'' صوفیہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔۔۔

'' جی۔۔ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ انعام کی رقم میں سے۔۔۔۔۔''

'' ہاں مجھے اپنا وعدہ یاد ہے'' صوفیہ گیٹ کی طرف بڑھتی ہوئی بولی'' چیک تو ہاتھ میں آجانے دو۔''

'' وہ تو سمجھیے کہ ہاتھ میں آ ہی گیا ہے میڈم۔'' اسٹیلا مسکرا کر بولی۔

صوفیہ اُسکی بات سُنی ان سُنی کرتی ہوئی بولی۔'' اور ہاں مجھے کل صُبح یاد دلانا، انکا نے ہمیں اپنے شوہر کو تلاش کرنے کے لیئے Hire کیا تھا۔ اور پانچ ہزار ایڈوانس بھی دیئے تھے۔ اب جب کہ وہ خود ایک قاتل کو پناہ دینے کے جُرم میں گرفتار ہو چُکی ہے، ہمیں اُس کے پیسے واپس کرنا ہونگے۔'' اِس بیچ وہ گیٹ تک پہنچ گئی تھی۔ اسٹول پر بیٹھا اونگھتا ہوا چوکیدار چونک کر کھڑا ہو گیا۔

'' کس سے ملنے کا ہے میم صاحب؟'' وہ باری باری تینوں کو دیکھتا ہوا بولا۔

'' مسٹر بھرت سہانی سے۔''

تبھی وہاں ایک اور کار آ کر رُکی اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی جس کے بال برف کی طرح سفید تھے، کار سے اُتر کر وہ اُنکی طرف بڑھا۔

چوکیدار اُسے سلام کر کے بولا۔'' گُپتا جی، یہ میم صاحب، صاحب سے ملنے کے واسطے آیا ہے۔''

گُپتا اپنا چشمہ ٹھیک کرتا ہوا بولا۔'' دیکھیے، اِس وقت تو وہ نہیں مل سکیں گے۔ آپ کو اپائنٹمنٹ لیکر آنا چاہیئے تھا۔''

'' میں اپائنٹمنٹ لیکر ہی آئی ہوں۔'' صوفیہ نے کہا۔'' نو بجے کا اپائنٹمنٹ دیا تھا اُنھوں نے، فون پر۔''

'' نو بجے۔۔؟؟ کمال ہے۔ مجھے بھی نو بجے ہی بُلایا تھا اُنھوں نے۔'' گُپتا بولا۔

'' آپ۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟'' صوفیہ نے جملہ ادھورا چھوڑ کر سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا۔

'' میں سُریندر گُپتا ہوں۔ بھرت جی کا Solicitor اور آپ۔۔۔''

گُپتا نے بھی اُسی طرح جملہ ادھورا چھوڑ کر صوفیہ کو دیکھا۔

'' صوفیہ شراف۔ فرام ایوز ڈٹیکٹو ایجنسی۔''

'' اوہ۔ ہاں ہاں۔ بھرت جی نے آپ کے بارے میں بتایا تھا مجھے۔'' گُپتا مسکر

ہلا کر بولا۔ "آیئے۔۔آیئے۔"

وہ سب ہال میں داخل ہوئے۔ گپتا صوفوں کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔" آپ لوگ تشریف رکھیئے۔ میں بھرت جی کو بُلاتا ہوں۔"

گپتا سیڑھیوں سے چڑھتا ہوا اوپر چلا گیا۔ تینوں صوفے کی طرف بڑھ ہی رہی تھیں کہ اچانک انھیں گپتا کی چیخ سنائی دی۔ تینوں نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا، پھر سیڑھیوں کی طرف جھپٹیں۔ اوپر ایک کمرے کا دروازہ کُھلا نظر آیا۔ تینوں دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئیں اور اچانک رُک گئیں۔

فرش پر بھرت سہائی چت پڑا تھا۔ اُس کے سینے میں ایک چاقو دستے تک پیوست تھا اور اُسکی خوف سے پھٹی ہوئی بے نور آنکھیں چھت کے پنکھے کو گھور رہی تھیں۔

باب۔۲۸

چائنا کریک بار میں نصرت ڈھگڑو سے ملا تھا، جس نے اُسے بتایا کہ اُس نے چوری کا وہ گلدان، چور بازار کے ایک Antique Dealer، حبدُل بھائی کو بیچا تھا۔ نصرت پانچ ہزار ڈھگڑو کو دے کر اُسی وقت چور بازار کے علاقے کی طرف روانہ ہوگیا۔

کوئی دو گھنٹے کے بعد وہ حبدُل کی Antique Shop میں داخل ہوا۔ حبدُل اُس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "کیا مانگتا ہے صاحب۔"

"مجھے وہ گلدان چاہیئے، جو کل ڈھگڑو نے تمھیں بیچا تھا۔" نصرت اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

حبدُل کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں اور وہ ہکلا کر بولا۔ "کک۔۔ کیسا گلدان؟۔۔ کک۔۔۔ کون ڈھگڑو؟؟؟ دیکھو صاحب اپن کسی ڈھگڑو وگڑو کو نہیں جانتا۔۔۔ ابھی۔۔۔ دوکان بند کرنے کا ٹیم ہوگیا صاحب۔ آپ جاؤ۔"

"مجھ سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں، حبدُل۔" نصرت نرم لہجے میں بولا۔ " مجھے صرف وہ گلدان چاہیئے۔ تمھارے دھندے سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔"

"آپ کون ہے صاحب؟" حبدُل نے اُسے ڈری ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے اپنا گراہک سمجھو حبدُل۔ میں وہ گلدان خریدنا چاہتا ہوں۔"

"لیکن۔۔ وہ گلدان تو بِک گیا صاحب۔"

"بِک گیا؟۔۔ اتنی جلدی؟؟"

"اپنا دھندا ہی ایسا اچ ہے صاحب" حبدُل سر کھجا کر بولا۔ " کبھی کبھی تو کوئی آئٹم مہینوں پڑا رہتا ہے اور کبھی کبھی آتے ہی ساتھ بِک جاتا ہے۔"

"خریدنے والے کا نام پتہ بتا سکتے ہو؟" نصرت نے پوچھا۔

"نہیں صاحب۔" حبدُل اکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ " صُبح سے شام تک کِتنا گراہک آتا ہے اِدھر، کِس کِس کا نام پتہ پوچھتا بیٹھے گا اپن۔؟"

"خریدنے والے کا حُلیہ؟؟ یا کوئی اور ایسی بات جو تمھیں یاد ہو۔" نصرت بولا۔

"نہیں صاحب۔۔۔ ایسا تو کوئی بات اپن کو یاد نہیں ہے۔۔۔ ہاں۔۔۔ ایک بات یاد آیا۔۔۔ وہ کوئی فلم والا تھا۔۔۔ اپنا موبائیل پر کسی کو بول رہا تھا کہ شوٹنگ کے واسطے جیسا گلدان مانگتا تھا وہ مِل گیا۔"

"ہوں" نصرت کچھ سوچتا ہوا بولا۔ " پھر کیا ہوا؟"

"کچھ نہیں، اُس نے گلدان اپنی کار کی ڈکی میں رکھا اور چلا گیا۔"

"کار؟ کونسی کار تھی؟۔"

"لال رنگ کی ماروتی 800 تھی صاحب۔"

"نمبر دیکھا تھا تم نے؟"

"نہیں صاحب نمبر کی طرف تو اپن نے دھیان نہیں دیا۔"

"ہوں۔" نصرت کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر جیب سے اپنا کارڈ اور پانچ سو روپے کا ایک نوٹ نکال کر حبدُل کو دیتا ہوا بولا۔ "حبدُل، مجھے وہ گلدان کسی بھی قیمت پر چاہیئے۔ اگر وہ آدمی دوبارہ آئے یا اُس کے بارے میں کچھ اور پتہ چلے تو مجھے فوراً فون کرنا۔ سمجھے۔"

حبدُل کی بتیسی نکل پڑی۔ وہ جلدی سے نوٹ اور کارڈ جیب میں رکھتا ہوا بولا۔" ضرور کریگا صاحب۔"

نصرت دوکان سے نکل ہی رہا تھا کہ اُس کے موبائیل کی گھنٹی بج اُٹھی۔ وہ فون آن کر کے اپنی بائیک کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔" ہیلو"

دوسری طرف سے طارق تقریباً چیختا ہوا بولا۔" نصرت۔۔ کچھ پتہ چلا تمھیں۔"

"نہیں۔۔ کیا ہوا؟"

"مسٹر بھرت سہائی کو کسی نے قتل کر دیا۔"

"کیا؟؟" نصرت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ " اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے

urdunovels.net

طارق؟''

''میں سہائی صاحب کے بنگلے پر جا رہا ہوں۔تم وہیں آ جاؤ۔'' طارق بولا۔

''لیکن یہ پولس کیس ہے طارق، ظاہر ہے کہ انسپکٹر شاہ وہاں ہمارا استقبال تو کریگا نہیں۔''

''تم آؤ تو صحیح، پھر دیکھیں گے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے، میں آ رہا ہوں۔''

نصرت بائیک پر بیٹھ کر بھرت سہائی کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

باب۔۲۹

انسپکٹر شاہ کمرے میں اِدھر سے اُدھر ٹہل رہا تھا۔اُس کے چہرے پر گہری فکر کے آثار تھے۔پولس کے فوٹوگرافرز مختلف زاویوں سے لاش کی تصویریں لے رہے تھے۔فنگر پرنٹس ایکسپرٹس ہال کے چپے چپے کا جائزہ لے رہے تھے۔

نیچے، ہال کے ایک کونے میں، صوفیہ، غزالہ، اور اسمیلا خاموش کھڑی تھیں۔

ایک صوفے پر گپتا سر پکڑے بیٹھا تھا۔چوکیدار فرش پر بیٹھا رو رہا تھا۔

شاہ سیڑھیوں سے نیچے اُترا اور اُن کے پاس آ کر بولا۔''صوفیہ میڈم اب آپ لوگ جا سکتی ہیں۔مجھے گپتا جی سے کچھ پوچھنا ہے۔''

صوفیہ مسکرا کر بولی۔''شاہ صاحب، If you don't mind ہم کچھ دیر رُکنا چاہیں گے۔''

''لیکن میڈم۔۔۔۔''

غزالہ اُس کی بات کاٹ کر بولی۔''پلیز انسپکٹر صاحب۔مانا کہ یہ پولس کیس ہے۔لیکن ہم اچھے law abiding citizens کی طرح، پولس کی مدد تو کر ہی سکتے ہیں۔''

شاہ ایک طویل سانس لیکر بولا۔''ٹھیک ہے۔گپتا جی یہ بتایئے۔۔۔''

اُس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہی دروازہ کھلا اور نصرت اور طارق ہال میں داخل ہوئے۔

''تم؟؟'' شاہ کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔''تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو۔''

''وہی جو یہ تینوں بھی، Law abiding citizens کر رہی ہیں۔''

طارق مسکرا کر بولا۔

''بکواس بند کرو'' شاہ بھنا کر بولا۔''تم پولس کے کام میں ٹانگ اڑا رہے ہو۔''

''Now come on Inspector'' نصرت آگے بڑھتا ہوا بولا۔''اگر قانون سچ مچ اندھا ہوتا ہے تو اُسے عورتوں اور مردوں کی ٹانگوں میں بھی فرق نظر نہیں آنا چاہیئے۔''

شاہ دانت پیس کر اپنے غصّے پر قابو پاتا ہوا بولا۔''ٹھیک ہے۔بیٹھ جاؤ ایک طرف۔لیکن ایک بھی لفظ مونہہ سے نکالا تو نکال باہر کروں گا۔''

نصرت اور طارق نے شرارت بھری نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنے اپنے ہونٹوں پر انگلیاں رکھیں اور ایک طرف بیٹھ گئے۔

شاہ انھیں نظر انداز کرتا ہوا گپتا کی طرف مُڑ کر بولا۔''ہاں تو گپتا جی، آج آپ کو سہائی صاحب نے کیا کسی خاص کام کے لیئے بُلایا تھا؟''

''جی ہاں، بہت ہی خاص کام تھا۔'' گپتا سر جھکا کر بولا۔''وہ اپنی وصیت میں کچھ تبدیلیاں کروانا چاہتے تھے۔''

''اوہ'' شاہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔''کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ تبدیلیاں کیا تھیں؟''

''جی نہیں۔۔۔یہی بتانے کے لیئے انہوں نے مجھے بُلایا تھا۔لیکن۔۔اُس سے پہلے ہی۔۔۔۔۔۔''

گپتا نے جملہ ادھورا چھوڑ کر پھر اپنا سر پکڑ لیا۔

''اُنکی موجودہ وصیت کے مُطابق، اُنکی ساری دولت کا وارث کون ہے۔'' شاہ نے پوچھا۔

''اُن کا چھوٹا بھائی، گوتم سہائی۔'' گپتا بولا۔

نصرت نے طارق کو اور غزالہ نے اسمیلا کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔پھر نصرت ہاتھ اُٹھا کر بولا۔''انسپکٹر صاحب۔میں کچھ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں۔''

''کیا بات ہے؟'' شاہ نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''کل ہم قیصر آباد میں جب ستیش کے قتل کے سلسلے میں تفتیش کر رہے تھے، تو ہمیں اتفاقاً پتہ چلا تھا کہ گوتم سہائی قیصر آباد میں Drugs کا دھندہ کرتا ہے۔''

''میں جانتا ہوں۔'' شاہ خشک لہجے میں بولا۔''میڈم صوفیہ وہ سارا قصّہ مجھے پہلے ہی سُنا چکی ہیں۔''

''اوہ۔۔'' طارق سر ہلا کر بولا۔''اور میڈم صوفیہ۔۔آپ نے یہ بات بھرت جی کو بھی بتائی ہوگی۔''

urdunovels.net

"ہاں" صوفیہ مسکرا کر بولی۔ "اس سلسلے میں بھی تم ہم سے پیچھے رہ گئے۔ آج صبح جب میں نے شعبانک کی گرفتاری کی خبر بھرت جی کو دی تھا تو انھیں کوتم کے اس بزنس کے بارے میں بھی بتایا تھا۔"

"یہ سن کر انھوں نے کیا کہا تھا، میڈم؟" نصرت نے پوچھا۔

"انھوں نے کہا تھا کہ کوتم پر شک تو انھیں پہلے سے تھا، آج یقین ہو گیا۔"

اور یہ یقین ہونے کے بعد انھوں نے گپتا صاحب کو بُلایا تا کہ کوتم سہائی کو وصیت سے بے دخل کر دیں۔" طارق سر ہلا کر بولا۔

"اور جب کوتم کو پتہ چلا کہ بھرت صاحب اُسے وصیت سے بے دخل کرنے والے ہیں تو اُس نے انھیں زندگی سے ہی بے دخل کر دیا۔" نصرت ایک طویل سانس لیکر بولا۔" Inspector Shah,this is an open and shut case

"بکومت۔" شاہ بُرا سا مونہہ بنا کر بولا۔ "کوتم صاحب یہاں سے ہزاروں میل دور قیصر آباد میں بیٹھے ہیں۔ ابھی دس منٹ پہلے ہی میری اُن سے بات ہوئی۔ وہ رات کی فلائیٹ سے آرہے ہیں۔"

غزالہ حیرت سے بولی۔ "لیکن ہم نے تو انھیں بیہوش کرنے کے بعد پولس کو فون کر دیا تھا۔ کیا پولس نے انھیں گرفتار نہیں کیا ہوگا؟۔"

"کس جرم میں گرفتار کرتی غزالہ؟" صوفیہ اُکتائے ہوئے لہجے میں بولی" کسی ویران بنگلے میں بیہوش پایا جانا کوئی غیر قانونی کام تو ہے نہیں۔"

"ہاں۔" طارق بولا۔ "اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوتم صاحب پولس کو وہیں رکھتے ہوں جہاں عام طور پر Drugs کا بزنس کرنے والے رکھتے ہیں۔۔۔۔ اپنی جیب میں۔"

اب تم سب اپنا مونہہ بند کر کے بیٹھو اور مجھے کام کرنے دو۔" شاہ بگڑ کر بولا۔ پھر وہ چوکیدار کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا۔ "تمھارا نام؟"

"بہادر صاحب۔"

"کب سے یہاں کام کر رہے ہو۔"

"تین سال سے صاحب۔"

"آج تمھاری نائیٹ ڈیوٹی تھی۔؟"

"جی صاحب۔"

"کتنے بجے آئے تھے تم ڈیوٹی پر؟۔"

"سات بجے صاحب۔"

"تم جب ڈیوٹی پر آئے تو سہائی صاحب گھر پر تھے۔؟"

"نہیں صاحب، میرے آنے کے آدھے گھنٹے کے بعد آئے تھے وہ۔"

"اُن کے ساتھ اور کوئی تھا۔؟"

"نہیں صاحب، ہاں ڈرائیور تھا صاحب۔"

"ڈرائیور اندر گیا تھا اُن کے ساتھ؟"

"نہیں صاحب، وہ اندر کاہے کے واسطے جاتا۔؟ صاحب کے اندر جانے کے بعد اُس نے گاڑی گیراج میں لگایا اور اپنے ساتھ تھوڑا اِدھر اُدھر کا بات کرنے کے بعد گھر چلا گیا۔"

"اور اُس وقت سے لیکر اب تک تم گیٹ پر ہی تھے۔"

"ہاں صاحب۔"

"اچھی طرح سوچ سمجھ کے جواب دو بہادر۔ کیا تم تھوڑی دیر کے بھی گیٹ سے نہیں ہٹے تھے۔؟" شاہ نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا

"نہیں صاحب۔" بہادر پورے یقین کے ساتھ بولا۔ "اپن ایک منٹ کے لیئے بھی اِدھر سے نہیں ہٹا صاحب۔"

اور سہائی صاحب کے اندر جانے کے بعد اُن سے ملنے کوئی نہیں آیا۔؟"

نہیں صاحب۔ بس یہ میڈم لوگ آیا تھا اور اُس کے ایک منٹ بعد گپتا جی آئے تھے۔"

شاہ کسی سوچ میں ڈوب گیا۔

اس بیچ نصرت اور طارق کی نظریں چاروں طرف دوڑتی رہی تھیں۔ تبھی طارق کو ایک چھوٹی سی چیز فرش پر پڑی نظر آئی تھی اور اُس نے شاہ کی نظریں بچا کر اُسے اٹھا لیا تھا۔ مگر اُسکی یہ حرکت غزالہ اور اسمٰعیلا کی نظروں سے نہیں بچنے پائی تھی۔ نصرت نے بھی یہ دیکھ کر اشارے سے پوچھا تھا کہ وہ کیا چیز تھی، مگر طارق نے اپنے ہونٹوں پر اُنگلی رکھ کر وہ چیز اپنے رومال میں رکھی اور رومال کو بڑی احتیاط سے لپیٹ کر جیب میں رکھ لیا۔

غزالہ اور اسمٰعیلا نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر غزالہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ طارق اُٹھتا ہوا بولا۔ "اچھا انسپکٹر صاحب، ہمیں اجازت دیجیے۔"

"جانے کا شکریہ۔" شاہ مونہہ بنا کر بولا۔

نصرت اور طارق باہر نکل گئے۔ اسمٰعیلا نے غزالہ کے کان کے پاس مونہہ لیجا کر

سرگوشی کی۔ "غزالہ، طارق نے فرش سے کچھ اُٹھایا تھا۔"

"میں جانتی ہوں۔" غزالہ نے بھی سرگوشی کی۔ "وہ کوئی بہت ہی چھوٹی سی چیز تھی۔"

"انسپکٹر کو بتا دیں۔"

"نہیں اب کوئی فائیدہ نہیں۔ چپ چاپ بیٹھی رہو۔"

"کیا کانا پھوسی کر رہی ہو تم دونوں۔؟" صوفیہ اُنھیں گھور کر بولی۔

"کچھ نہیں مام۔"

گپتا اپنی جگہ سے اُٹھ کر بولا۔ "انسپکٹر صاحب۔ میں بھی اجازت چاہوں گا۔"

"ٹھیک ہے گپتا جی۔" شاہ نے کہا۔ "لیکن ہوسکتا ہے کہ پوچھ گچھ کے لیئے ہمیں آپ کو دوبارہ زحمت دینی پڑے۔"

"مجھے فون کر دیجیے گا۔ او کے بائی۔"

گپتا کے جانے کے بعد شاہ بہادر سے بولا۔ "بہادر تم باہر رُکو۔"

"جی صاحب۔" بہادر سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ شاہ نے صوفیہ سے کہا۔ "اگر آپ چاہیں تو۔۔۔۔"

"نہیں انسپکٹر صاحب۔ ہم رُکیں گے" صوفیہ بولی۔

شاہ کچھ کہے بغیر سیڑھیوں سے اوپر چلا گیا۔

غزالہ فوراً اُٹھ کر وہاں گئی جہاں سے طارق نے کوئی چیز اُٹھائی تھی۔ اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔ پھر وہ کچھ دیکھ کر چونکی۔ کھڑکی کے نیچے، فرش پر اُسے ایک بال نظر آیا۔

برف کی طرح سفید بال۔

باب۔۳۰

۲۸ مئی۔ صُبح دس بجے۔

برجیش اور اکا، ڈائننگ ٹیبل پر خاموشی سے بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔

کچھ ہی دیر پہلے برجیش، چنگیزی کے ساتھ جا کر اکا کو ضمانت پر رہا کروالایا تھا۔ مجسٹریٹ نے ششانک کی ضمانت نامنظور کر دی تھی۔

برجیش کو دیکھتے ہی اکا نے سب سے پہلے یہی پوچھا تھا کہ وہ اسطرح اچانک کہاں غائب ہو گیا تھا۔ برجیش نے جواب میں کہہ دیا تھا کہ رات کو نیند نا آنے کی وجہ سے وہ باہر ٹہلنے گیا تھا، جہاں ایک تیز رفتار کار کی زد میں آ گیا تھا۔ وہ چنگیزی کو بیہوشی کی حالت میں سڑک پر پڑا ہوا ملا تھا، اور چنگیزی اُسے اپنے گھر لے گیا تھا۔ ہوش آنے پر وہ عارضی طور پر اپنی یادداشت کھو بیٹھا تھا۔ آج صُبح ہی اُس نے اخبار میں جب اکا کی گرفتاری کی خبر پڑھی تو اُسے سب کچھ یاد آ گیا اور وہ

چنگیزی کے ساتھ اُسے رہا کرانے جا پہنچا۔

اس کے بعد اکا نے برجیش کو اپنی داستان سُنائی۔ لیکن برجیش نے یہ بالکل ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ یہ سب کچھ جانتا ہے۔

کچھ دیر تک وہ دونوں خاموشی سے ناشتہ کرتے رہے پھر اکا نے غمگین نظروں سے برجیش کو دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ "یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے برجیش، اگر میں نے تمھیں پہلے ہی ساری بات بتا دی ہوتی تو۔۔۔۔"

"ان باتوں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ششانک کو کس طرح بے قصور ثابت کیا جائے۔"

اکا کچھ کہنے ہی جا رہی تھی کہ ڈور بیل بج اُٹھی۔ برجیش دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "یہ سمیر ہوگا۔ اکا تم جا کر آرام کرو۔ باقی باتیں ہم رات میں کریں گے۔ مجھے اگلے ہفتے کی شوٹنگ کا شیڈیول بنانا ہے۔" اکا اُٹھ کر اندر چلی گئی۔ برجیش نے دروازہ کھولا، سامنے اُس کا اسسٹینٹ سمیر کھڑا تھا۔

"گڈ مارننگ سر۔۔۔۔" وہ آہستہ سے بولا۔

"آؤ سمیر آؤ۔۔۔" برجیش نے کہا۔ "وہ فائیل لے آئے؟"

"جی ہاں۔ لے آیا ہوں۔۔۔۔ سر آپ کی طبیعت۔۔۔۔"

"میری طبیعت کو کچھ نہیں ہوا سمیر۔۔۔ وہ ایک معمولی سا ایکسیڈینٹ تھا۔ اگر عارضی طور پر میری یادداشت نا چلی گئی ہوتی تو پرسوں رات ہی کو لوٹ آیا ہوتا۔ آؤ بیٹھو۔"

سمیر بیٹھتا ہوا بولا۔ "ہم لوگ تو بہت زیادہ پریشان ہو گئے تھے سر۔ آخر ہوا کیا تھا؟"

"یار دیکھو، ابھی ابھی میں نے پوری کہانی اکا کو سُنائی ہے۔" برجیش اُکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "دوہرانے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔۔۔ تم سین نمبر ۷ نکالو اور اُسے پڑھ کر مجھے بتاؤ کہ اُس میں Special Properties کیا کیا ہیں۔"

تبھی ڈور بیل پھر بجی۔ سمیر اُٹھتا ہوا بولا۔ ''میں دیکھتا ہوں۔''

سمیر نے دروازہ کھولا۔ سامنے نصرت اور طارق کھڑے تھے۔

''ہیلو سمیر۔'' نصرت مسکرا کر بولا۔ ''برجیش صاحب ہیں۔؟''

''جی ہاں۔ آیئے۔''

'' آیئے نصرت صاحب، طارق صاحب، تشریف رکھیے۔'' برجیش بولا۔ نصرت اور طارق بیٹھ گئے۔

''کیس اور اُلجھ گیا ہے برجیش صاحب۔'' طارق بولا۔ ''کل رات کسی نے مسٹر بھرت سہائی کا قتل کر دیا۔''

''بھرت سہائی؟؟'' برجیش نے حیرت سے کہا۔ ''وہ لڑکا، ہتیش، جس کے قتل کا الزام ششانک پر ہے، وہ اُنھیں کا بیٹا تھا نا؟''

''جی ہاں۔ اور اسی سلسلے میں آپ سے کچھ پوچھنا تھا۔''

''ہاں۔ ہاں۔ پوچھیے۔'' برجیش نے کہا۔ ''ایک منٹ۔۔۔ سمیر۔۔۔ تم وہاں جا کر اپنا کام کرو۔۔۔''

''جی سر۔'' سمیر اُن سے کچھ دور ایک کُرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ پھر اُس نے جیب سے چشمے کا کیس نکالا اور چشمہ لگا کر فائل سے کچھ پڑھنے لگا۔ برجیش بولا۔'' جی۔۔۔ پوچھیے، کیا پوچھ رہے تھے آپ؟؟؟''

''بات یہ ہے برجیش صاحب کہ اب ہم اس کیس کو ایک بالکل نئے زاویے سے دیکھ رہے ہیں۔'' نصرت کچھ سوچتا ہوا بولا۔ ''اس کے لیے ہمیں مسز برجیش سے کچھ سوالات کرنے ہیں۔ وہ گھر تو آ گئی ہیں نا۔؟''

''ہاں۔۔۔ آ تو گئی ہے۔۔'' برجیش جھجکتے ہوئے بولا ''لیکن۔۔۔ وہ بہت تھکی ہوئی تھی۔۔۔۔ اس وقت سو رہی ہے۔''

''کوئی بات نہیں۔۔۔ ہم پھر کبھی آ جائیں گے۔'' طارق نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

'' ارے ایسی بھی کیا جلدی ہے۔'' برجیش بولا۔ '' کچھ چائے وغیرہ۔۔۔؟؟''

''جی نہیں شکریہ۔''

نصرت اور طارق کچھ رسمی جملے ادا کر کے وہاں سے نکل ہی رہے تھے کہ برجیش دروازے تک اُن کے ساتھ آیا اور آہستہ سے بولا۔ ''اُس گلدان کا کچھ پتہ چلا۔''

''جی نہیں۔ لیکن ہماری تلاش جاری ہے۔''

''آج دوپہر کو دو بجے اُس میں رکھا ہوا بم پھٹ جائے گا۔'' برجیش نے پُرتشویش لہجے میں سرگوشی کی۔ ''اگر اُس کے پھٹنے کی وجہ سے کسی کی جان گئی تو۔۔۔ اُسکی ذمہ داری مجھی پر ہوگی۔۔۔ اوہ کیسی بیوقوفی ہوئی ہے مجھسے۔''

''برجیش صاحب ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں لیکن اگر وہ گلدان نہیں بھی ملتا ہے تو ہمیں اُمید کرنی چاہیے کہ اُس کی وجہ سے کسی کی جان نہیں جائے گی۔''

طارق بولا۔ ''اچھا اب ہم چلتے ہیں۔''

دونوں کمرے سے نکل گئے۔

باب۔۳۱

۲۸۔ مئی، ۱۱ بجکر ۲۵ منٹ۔

غزالہ اور اسٹیلا ایک اوپن ایر کیفے میں بیٹھی کافی پی رہی تھیں۔ اسٹیلا کافی کا گھونٹ لیکر بولی۔ ''غزالہ، We shouldn't jump to conclusions ہمیں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ ہال میں ایک سفید بال ملنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ قتل مسٹر گپتا نے ہی کیا ہے۔''

''میں کب کہہ رہی ہوں کہ قتل مسٹر گپتا نے ہی کیا ہے۔'' غزالہ نے کہا۔ ''میں تو صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ جب ہمارے پاس ایک کلیو ہے، تو ہمیں اُسے کی بُنیاد پر اپنی تحقیقات کو آگے بڑھانا چاہیے۔''

''ہوں۔'' اسٹیلا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ ''تمھیں وہ بال Exactly کس جگہ ملا تھا؟''

''اب پوچھی نا تم نے کام کی بات۔'' غزالہ مسکرا کر بولی۔ ''مجھے وہ بال ٹھیک ہال کی اُس کھڑکی کے نیچے ملا تھا، جو بنگلے کے پیچھے کی طرف کھُلتی ہے۔ مسٹر گپتا اُس کھڑکی سے کافی دور صوفے پر بیٹھے تھے۔ صوفے تک پہنچنے کے لیے کھڑکی کے پاس سے ہو کر گُزرنا بھی ضروری نہیں۔''

''یہ تو تم ٹھیک کہتی ہو۔'' اسٹیلا سنبھل کر بیٹھتی ہوئی بولی۔ ''چوکیدار کے بیان کے مُطابق، وہ اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ قاتل بنگلے کے پیچھے سے، اُسی کھڑکی کے ذریعے بنگلے میں داخل ہوا ہوگا۔''

''بالکل۔'' غزالہ سر ہلا کر بولی۔ دونوں گہری سوچ میں ڈوب گئیں۔ کچھ دیر کے بعد اسٹیلا بولی۔ ''لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گپتا کے پاس بھرت سہائی کو قتل کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔؟''

"یہ معلوم کرنے کے لیئے ہمیں سہائی صاحب کی وہ وصیت دیکھنی ہوگی جو وہ تبدیل کروانا چاہتے تھے۔" غزالہ نے کہا۔

"وصیت ہم کیسے دیکھ سکتے ہیں۔مسٹر گپتا تو ہمیں دکھانے سے رہے۔" اسٹیلا بولی۔

"چلو، اُنکے آفس چل کر کوئی چکر چلاتے ہیں۔" غزالہ اُٹھتی ہوئی بولی۔دونوں بل چُکا کر کیفے سے نکل گئیں۔

باب۔۳۲

تقریباً بارہ بجے غزالہ اور اسٹیلا بڑی تیزی سے Eve's Detective Agency کے آفس میں داخل ہوئیں۔دونوں کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے۔

"بڑی خوش نظر آرہی ہو۔" صوفیہ اُنھیں پُرتجسس نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔"کونسا تیر مار کر آرہی ہو۔"

"سُنیں گی تو خوشی سے اُچھل پڑیں گی مام۔" غزالہ پُرجوش لہجے میں بولی۔

"بیٹھو۔بیٹھو۔۔۔" صوفیہ مونہہ بنا کر بولی۔"اگر تم دونوں کا باتیں سُن کر میں اُچھلتی رہی تو سارا دن مجھے اُچھلنے کے علاوہ کوئی اور کام ہی نہیں رہے گا۔اب سیدھی طرح سے بتاؤ کہ کیا بات ہے۔"

"آپ نے تو میرے سارے Enthusiasm پر پانی پھیر دیا۔" غزالہ مونہہ پھلا کر بولی۔"اسٹیلا تم ہی بتاؤ۔"

"مام۔۔۔ہم نے متیش اور بھرت سہائی کے قاتل کا پتہ لگا لیا ہے۔" اسٹیلا نے کہا۔

"اچھا؟" صوفیہ کا ایک ابرو اوپر کی طرف تن گیا۔"قاتل کا یا قاتلوں کا۔؟؟"

"قاتل کا۔دونوں کو ایک ہی شخص نے قتل کیا ہے۔" غزالہ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔جلدی سے بتاؤ کون ہے وہ۔؟" صوفیہ نے پوچھا۔

"سہائی صاحب کے Solicitor مسٹر گپتا۔"

"کیا؟۔۔۔" صوفیہ دونوں کو باری باری گھورتی ہوئی بولی۔"اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو۔؟"

"مام۔۔ہم اس وقت گپتا کے آفس سے آرہے ہیں۔وہ آفس میں موجود نہیں تھے۔ہم نے اُنکے مینیجر شیخ صاحب کو کسی طرح باتوں میں اُلجھا کر، اُن سے سہائی صاحب کی وصیت والی فائیل نکلوائی۔جانتی ہیں وصیت میں کیا لکھا تھا؟۔"

"کیا لکھا تھا۔؟"

"سہائی صاحب نے اپنی آدھی دولت تو گوتم سہائی کے نام ہی کی تھی لیکن آدھی دولت کا وارث مسٹر گپتا کو بنایا تھا!!!۔"

"کیا؟؟؟"

"جی ہاں۔" اسٹیلا بڑھتے ہوئے جوش کے ساتھ بولی۔"پھر ہم وہاں سے سہائی صاحب کے بنگلے پر پہنچے اور چوکیدار سے بات کی۔

اُس نے ہمیں بتایا کہ قتل کی رات سے دو دن پہلے مسٹر گپتا، سہائی صاحب کے پاس آئے تھے، اور دونوں میں وصیت کے بارے میں ہی کچھ بحث ہو رہی تھی۔پوری بات تو وہ نہیں سُن پایا تھا، لیکن اُس کی سمجھ میں یہ ضرور آ گیا تھا کہ سہائی صاحب گپتا سے کچھ لکھنے کو کہہ رہے تھے، مگر گپتا انکار کیے جا رہا تھا، اور کہہ رہا تھا کہ وہ نہیں لکھے گا۔پھر گپتا نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ اپنے فیصلے پر دوبارہ غور کریں۔وہ ایک دو دن بعد آئے گا تب وہ اِس سلسلے میں آگے بات کریں گے۔یہ کہہ کر گپتا وہاں سے چلا گیا تھا۔"

"ہوں۔" صوفیہ سوچ میں ڈوبی ہوئی آواز میں بولی۔"اِن ساری باتوں سے کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔؟"

"میرے خیال سے تو یہ ساری باتیں ایک ہی طرف اشارہ کر رہی ہیں مام۔۔۔" غزالہ ایک طویل سانس لیکر بولی۔"پہلے تو سہائی صاحب نے کسی وجہ سے آدھی دولت گپتا کے نام کر دی ہوگی۔لیکن پھر اُنھیں اپنی غلطی کا احساس ہوا ہوگا اور وہ وصیت کے اِس Clause میں کچھ تبدیلی کروانا چاہ رہے ہونگے۔اور ظاہر ہے کہ گپتا وہ تبدیلی نہیں چاہتا ہوگا۔اِسی لیئے اُس نے سہائی صاحب کو ختم کر دیا۔"

"ہو سکتا ہے۔" صوفیہ سگریٹ کیس کھولتی ہوئی بولی۔"لیکن یہ سب ثابت کرنے میں ہمیں دانتوں پسینہ آسکتا ہے۔"

"آپ بالکل ٹھیک کہتی ہے مام۔" اسٹیلا نے کہا۔"محض وصیت کے اُس Clause اور کھڑکی کے نیچے پڑے ہوئے اُس سفید بال کی بناء پر ہم کچھ ثابت نہیں کر سکتے۔اِسی لیئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آج، بلکہ ابھی سے ہم سائے کی طرح گپتا کے پیچھے لگ جائیں گے۔"

"ہمیں یقین ہے کہ کوئی نا کوئی ثبوت ہمارے ہاتھ ضرور لگے گا۔"

غزالہ اٹھتی ہوئی بولی۔ "Come Stella, let's go"

باب۔۳۳

آفس کی بلڈنگ سے نکل کر غزالہ اور اسٹیلا اپنی کار میں بیٹھیں اور گپتا کے بنگلے کی طرف روانہ ہو گئیں۔ بنگلے کے گیٹ سے کچھ آگے نکل کر غزالہ نے کار روکی۔ پھر کار سے نکل کر اُس نے کار کا بونٹ کھولا۔

"کیا کر رہی ہو غزالہ؟" اسٹیلا بھی کار سے اُتر کر اُس کے پاس آتے ہوئے بولی۔

"یہاں رُکنے کا کوئی نا کوئی بہانہ تو ہونا چاہیئے۔" غزالہ نے کہا۔ پھر اُس نے پلٹ کر گپتا کے بنگلے کے گیٹ کی طرف دیکھا۔ گیٹ کے باہر کھڑا ہوا چوکیدار بیڑی پھونک رہا تھا۔ پھر اُس نے اپنی رسٹ واچ پر نظر ڈالی، بارہ بج کر پینتیس منٹ ہوئے تھے۔

کچھ دیر تک وہ دونوں کار کے پاس کھڑی رہیں۔ پھر اسٹیلا نے سرگوشی کی "پتہ نہیں وہ بنگلے میں ہے یا۔۔۔۔۔"

دوآتی ہوئی کاروں کے شور نے اُسے جملہ پورا نہیں کرنے دیا۔ دونوں کاریں بنگلے کے سامنے رُکی۔ چوکیدار نے جلدی سے بیڑی پھینک کر گیٹ کھولا اور یہ دیکھ کر غزالہ اور اسٹیلا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کہ اگلی کار میں گپتا تھا۔ اور اُس کے پیچھے والی کار میں نصرت اور طارق بھی تھے۔

کار اندر چلی گئی اور چوکیدار نے گیٹ بند کر دیا۔

"یہ دونوں ایڈیٹس یہاں کیا کر رہے ہیں" غزالہ دانت پیس کر بولی۔

"وہی جو ہم کر رہے ہیں۔" اسٹیلا ایک طویل سانس لیکر بولی۔ "یاد ہے، نصرت کو ہم نے فرش پر سے کوئی چھوٹی سی چیز اُٹھاتے دیکھا تھا۔؟؟ ظاہر ہے کہ اُسے بھی ایک سفید بال ملا ہوگا اور وہ لوگ بھی اُسی نتیجے پر پہنچے ہونگے، جسپر ہم پہنچے ہیں۔"

"لیکن یہ دونوں گپتا کے ساتھ، اُس کے بنگلے پر کیا کر رہے ہیں۔" غزالہ جھلا کر بولی۔

"ممکن ہے اُس پر ہاتھ ڈالنے کا کوئی پلان بنا کر آئے ہوں۔" اسٹیلا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "غزالہ، ہمیں اندر گھس کر اُن کی باتیں سُننا چاہیئے۔ مگر۔۔۔۔ اندر جائیں کیسے۔۔۔؟"

"چلو۔" غزالہ چٹکی بجا کر بولی۔ "میرے دماغ میں ایک آئیڈیا ہے۔"

غزالہ نے بونٹ بند کیا اور دونوں تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھیں، غزالہ نے اپنا موبائیل نکال کر کان سے لگایا۔ اور زور سے، چوکیدار کو سُناتی ہوئی بولی۔ "آئی۔ ایم۔ سو ساری گپتا جی۔ ہم دونوں لیٹ ہو گئے۔۔۔۔۔ جی؟ کیا کہا؟؟ آپ بھی ابھی آئے ہیں۔؟؟ تھینک گاڈ۔ ہم تو سمجھے تھے کہ ہم ہی لیٹ ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔۔ جی؟۔۔۔۔۔۔ ہاں۔ ہاں۔ میں جانتی ہوں یہ میٹنگ بہت Important ہے۔۔۔ بس۔۔ ہم آپ کے بنگلے کے گیٹ پر ہی ہیں۔۔۔ دومنٹ میں اندر آتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے اِشارے سے چوکیدار سے گیٹ کھولنے کو کہا۔ چوکیدار نے جلدی سے گیٹ کھولا اور دونوں اندر چلی گئیں۔ چوکیدار نے گیٹ بند کر کے ایک اور بیڑی سُلگا لی۔ اندر دونوں نے مسکرا کر ہاتھ ملایا اور صدر دروازے کی طرف جانے کے بجائے گھوم کر بنگلے کے پیچھے گئیں اور ایک کھڑکی سے جھانک کر دیکھا، مگر اُنھیں کچھ نظر نہیں آیا وہ دوسری کھڑکی کی طرف بڑھیں، اندر سے اُنھیں گپتا کی آواز سُنائی دی۔ "جی ہاں۔ یہی بھرت سہائی کی Last اور Final Will ہے۔"

غزالہ اور اسٹیلا نے اندر جھانک کر دیکھا، گپتا ایک صوفے پر بیٹھا تھا۔ نصرت اور طارق اُس کے سامنے بیٹھے تھے نصرت کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"اِس وصیت کے مُطابق تو سہائی صاحب کی ساری دولت کے وارث کوتم سہائی ہی ہے۔"

"جی ہاں۔" گپتا اُکتائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "اور یہ میں آپ لوگوں کو پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ پتہ نہیں آپ لوگ دوبارہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"کچھ نہیں، یوں ہی۔۔۔ بس ایک بات Confirm کرنی تھی۔"

"کونسی بات؟" گپتا نے دونوں کو باری باری دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"آپ اِس کی فکر مت کیجیئے مسٹر گپتا" نصرت اُٹھتا ہوا بولا۔ "کچھ ہی دیر میں آپ کو سب پتہ چل جائے گا۔ اچھا اب ہم چلتے ہیں۔"

باہر غزالہ نے سرگوشی کی۔ "چلو اسٹیلا۔"

دونوں تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھیں۔ اور واپس اپنی کار کے پاس

آ گئیں۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد نصرت اور طارق بھی اپنی کار میں باہر آئے۔ طارق نے کار روک دی، اور بولا "نصرت، ہمارا خیال بالکل صحیح تھا۔ میرے خیال سے ہمیں اپنی اسکیم کو فوراً عملی جامہ پہنا دینا چاہیئے۔"

غزالہ اور اسمیلا نے اپنی کار کے پیچھے سے چھپ کر اُن کی یہ بات سُنی۔ طارق اور نصرت انھیں نہیں دیکھ پائے تھے۔

"تو پھر دیر کس بات کی ہے۔؟" نصرت بولا۔ "فون نکالو۔"

طارق نے فون نکالا اور ماؤتھ پیس میں بولا "ہیلو۔۔۔۔۔ہاں۔۔ہاں۔۔ میں جانتا ہو آپ کون بول رہے ہیں جناب۔۔۔ اور آپ بھی مجھے جانتے ہیں۔۔جی ہاں۔۔۔میں طارق چنگیزی ہوں۔آپ تو جانتے ہی ہیں کہ میں ایک پرائیویٹ جاسوس ہوں۔اور میں جانتا ہوں کہ بھرت سہائی اور اُن کے بیٹے ہتیش کا قتل آپ ہی نے کیا ہے۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔"

غزالہ اور اسمیلا نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔

کار میں طارق کہہ رہا تھا "چونک گئے نا۔۔۔۔۔نہیں جناب نہیں۔میں بکواس نہیں کر رہا ہوں۔حقیقت بیان کر رہا ہوں۔اور آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حقیقت یہی ہے کہ آج سے کوئی دو ماہ قبل قیصر آباد جا کر آپ نے ہتیش کا قتل کیا تھا، اب یہ محض اُس کے کلاس میٹ ششانک کی بدقسمتی تھی کہ اُسی دن اُس کا ہتیش سے جھگڑا ہوا تھا اور ششانک نے سب کے سامنے اُسے جان سے مارنے کی دھمکی دی تھی۔ اسی لیئے قتل کا الزام اُسی پر آ گیا۔۔۔اور کل رات آپ نے مسٹر بھرت سہائی کو بھی ختم کر دیا۔۔۔جی کیا کہا ثبوت؟؟؟؟؟۔۔جناب میرے پاس اِن ساری باتوں کے اتنے ثبوت ہیں جو آپ کو پھانسی کے تختے تک پہنچانے کے لیئے کافی سے زیادہ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹھیک اگر آپ کو میری باتوں کا یقین نہیں تو میں وہ سارے ثبوت لیکر پولس کے پاس چلا جاتا ہوں۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔سوچ میں پڑ گئے نا جناب؟۔۔۔ہاں۔۔اب پوچھی نا آپ نے کام کی بات!۔کہ میں آپ سے کیا چاہتا ہوں؟؟؟؟۔ دیکھیئے اگر میں سارے ثبوت لیکر پولس کے پاس چلا بھی گیا اور نتیجے کے طور پر آپ کو پھانسی ہو بھی گئی تو مجھے اس سے کیا فائدہ ہوگا۔؟۔۔پولس سے صرف شاباشی ملے گی۔۔۔زیادہ سے زیادہ اخباروں میں میرا نام چھپ جائے گا۔اور بس۔۔۔لیکن اگر میں یہی سارے ثبوت آپ کو بیچنا چاہوں تو۔۔۔۔؟؟؟۔۔۔آپ مجھے کم از کم دس لاکھ تو دے ہی دینگے۔"

غزالہ اور اسمیلا نے پھر چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔غزالہ کے چہرے پر حیرت سے زیادہ غُصے کے آثار تھے۔

طارق فون میں کہہ رہا تھا۔ "جی؟ کیا کہا؟ آپ مجھے پھوٹی کوڑی بھی نہیں دینگے۔۔۔ٹھیک ہے تو مجھے مجبوراً پولس کے پاس ہی جانا پڑے گا۔۔۔گڈ بائی۔۔۔ ہاہاہاہاہا۔۔رُک جاؤں؟ چلیئے آپ کہتے ہیں تو رُک جاتا ہوں۔فرمایئے۔۔۔ پہلے آپ وہ ثبوت دیکھنا چاہیں گے۔۔۔۔؟؟ ٹھیک ہے میں وہ ثبوت لیکر ابھی حاظر ہو جاتا ہوں۔بتایئے کہاں آ جاؤں؟۔۔۔۔۔۔۔ پہلے مندر والی ٹیکری پر۔۔۔۔۔۔۔ٹھیک ڈیڑھ بجے۔۔۔؟ اوہو۔۔تب تو مجھے فوراً نکلنا ہوگا۔۔ٹھیک ہے۔۔میں آ رہا ہوں۔۔۔۔۔جی؟۔۔۔جی ہاں۔۔۔بیفکر رہیئے۔۔میں اکیلا ہی آؤں گا۔۔ظاہر ہے کہ میں خود بھی نہیں چاہوں گا کہ ہماری اِس ڈیل کے بارے میں کسی تیسرے آدمی کو پتہ چلے۔۔۔اوکے۔۔گڈ بائی۔"

طارق نے فون ڈسکنکٹ کر کے کار اسٹارٹ کی، اور اسمیلا نے کہا۔ "غزالہ، ہمیں اُنکا پیچھا کرنا چاہیئے۔"

"پیچھا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" غزالہ بولی۔ "مجھے پہلے مندر والی ٹیکری جانے کا ایک شارٹ کٹ معلوم ہے۔ہم اُن سے پہلے پہنچ جائیں گے۔ چلو۔۔اسمیلا تم ڈرائیو کرو۔"

دونوں کار میں بیٹھ گئیں۔غزالہ کہ چہرے پر گہرے غم کے آثار تھے۔اسمیلا نے غور سے اُسے دیکھا اور آہستہ سے بولی۔ "کیا بات ہے غزالہ؟۔۔۔تم۔۔کچھ اُداس نظر آ رہی ہو۔؟"

"ہاں اسمیلا۔۔میں بہت اُداس ہوں۔میں طارق کو اِتنا گرا ہوا نہیں سمجھتی تھی۔" غزالہ سر جھکا کر بولی۔

"Really۔۔اور وہ نصرت بھی تو شامل ہے اُس کے ساتھ۔۔"

اسمیلا دانت پیس کر بولی "بھلے ہی ہماری اُن سے Professional Rivalry ہو۔لیکن بلیک میلنگ جیسی گھٹیا حرکت کریں گے یہ دونوں۔۔۔یہ تو میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔"

اُنکی کار پہلے مندر والی ٹیکری کی طرف روانہ ہوگئی۔

باب۔۳۴

پہلیے مندر والی ٹیکری، شہر سے باہر ایک اُجاڑ اور ویران علاقہ تھا۔ حدِ نگاہ تک، تیز چلچلاتی ہوئی دھوپ میں، ٹیکری کے اوپر ایک مندر اور چاروں طرف پھیلی ہوئی کانٹے دار جھاڑیوں کے علاوہ ایک چڑیا تک نظر نہیں آ رہی تھی۔ گرم ہوا کے جھونکوں سے اُڑتے ہوئے خشک پتوں کی سرسراہٹ کے علاوہ، چاروں طرف مکمل سناٹا چھایا ہوا تھا۔

ایک بج کر پچیس منٹ پر اسٹیلا نے کار ایک جھاڑی کے پاس روکی اور دونوں اِدھر اُدھر دیکھنے لگیں۔ کوئی پندرہ منٹ کے بعد اُنھیں نصرت اور طارق کی کار آتی ہوئی دکھی۔ طارق نے بھی اپنی کار ایک گھنی جھاڑی کے پیچھے چھپائی اور کار سے نکل کر چلتا ہوا، ٹیکری کی طرف بڑھنے لگا۔ نصرت کار ہی میں چھپا بیٹھا رہا۔ ٹیکری کے پاس پہنچ کر طارق رُک گیا۔ پھر اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔۔۔ اچانک ایک جھاڑی کے پیچھے سے ایک آدمی، ہاتھ میں ایک بریف کیس لیئے نکلا۔ اُس نے سر پر ایک بڑا سا Panama Hat اور آنکھوں پر Goggles لگا رکھے تھے، جس سے تقریباً سارا چہرہ ہی چھپ کر رہ گیا تھا۔

طارق کے پاس پہنچ کر وہ بولا۔ ''میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔
کہاں ہیں وہ ثبوت۔۔؟؟''

''میری جیب میں۔'' طارق نے کہا۔ ''اور غالباً اس بریف کیس میں دس لاکھ روپے ہونگے۔ میرے پاس بھی زیادہ وقت نہیں ہے۔
چلو جلدی سے سودہ ختم کرتے ہیں۔ بریف کیس کھولو۔''

''ابھی کھولتا ہوں۔'' اُس آدمی نے بڑی تیزی سے بریف کیس کھولا اور اُس میں سے ایک بڑا سا چاقو نکال کر طارق پر وار کرنے کے لیئے ہاتھ اُٹھایا ہی تھا کہ پیچھے سے انسپکٹر شاہ نے جھپٹ کر اُسکا ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔ اسی بیچ نصرت بھی اپنی جگہ سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے اُسکے پاس پہنچ چکا تھا۔

غزالہ اور اسٹیلا کے مونہہ حیرت سے کھلے رہ گئے۔ شاہ نے اُس آدمی کا ہاتھ پیٹھ کے پیچھے کی طرف موڑ کر چاقو اُس سے چھین لیا تھا۔ نصرت نے اُس کا Panama hat اور Goggles ہٹائے۔

برجیش کمار کا اسسٹنٹ سمیر، آنکھیں بند کیئے گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔

''لیجیئے انسپکٹر صاحب، وعدے کے مطابق، ستیش سہائی اور بھرت سہائی کا قاتل آپ کے سامنے ہے۔'' طارق ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

''یہ تو برجیش کمار کا اسسٹنٹ سمیر ہے۔'' شاہ حیرت سے بولا۔ ''اس نے ستیش اور بھرت سہائی کا قتل کیوں کیا؟''

''کیونکہ اس کا پورا نام سمیر سہائی ہے۔'' نصرت نے کہا۔ ''اور یہ مسٹر گوتم سہائی کا اکلوتا بیٹا ہے۔''

غزالہ نے حیرت سے اسٹیلا کو دیکھا اور کچھ کہنے ہی جا رہی تھی کہ اچانک دو ریوالورز کی نالیں اُن دونوں کی کنپٹیوں سے آ لگیں اور پیچھے سے گوتم سہائی سانپ کی طرح پھنکارا۔ ''اپنے ہاتھ اوپر اُٹھا لو پیاری لڑکیو۔''

دونوں بُری طرح چونک کر پلٹیں، اُن کے پیچھے گوتم، بلونت اور رشید کھڑے تھے۔ تینوں کے ہاتھوں میں ریوالورز تھے۔ گوتم اُنھیں دھکہ دے کر بولا۔ ''چلو آگے بڑھو۔'' دونوں جھاڑیوں کے پیچھے سے نکل کر دو قدم آگے بڑھیں۔

گوتم زور سے چلایا۔ ''انسپکٹر سمیر کو چھوڑ دو نہیں تو ان دونوں لونڈیوں کو ختم کر دونگا۔''

شاہ، نصرت اور طارق چونک کر پلٹے۔ غزالہ اور اسٹیلا کو دیکھ کر شاہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ نصرت اور طارق نے اپنے اپنے سر پکڑ لیئے۔

''اپنے اپنے ریوالورز پھینک دو۔'' گوتم پھر گرجا۔ تینوں نے بے بسی سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے اپنے ریوالورز پھینک دیئے۔

سمیر دوڑتا ہوا گوتم کے پاس پہنچا اور ہانپتا ہوا بولا۔ ''ڈیڈی، ختم کر دیجیئے ان سب کو۔۔ ابھی اسی وقت۔''

گوتم کچھ لمحوں تک سمیر کو غصے سے گھورتا رہا پھر اُسے ایک زوردار تھپڑ لگا کر چیخا۔ ''حرامزادے۔ منع کیا تھا تجھے۔۔۔ منع کیا تھا کہ اتنی جلد بازی مت کر۔۔۔ بھائی صاحب کتنے دن اور جیتے؟ اُن کی موت کے بعد اُن کی ساری دولت ہمارے ہاتھ آنی ہی تھی۔۔ مگر نہیں۔۔۔ تجھ سے صبر نہیں ہوا۔۔۔ مار ڈالا اُنھیں۔۔۔ اور مجھے اس مصیبت میں ڈال دیا۔''

''تو کیا کرتا میں؟۔۔۔۔'' سمیر بھی چیخ کر بولا۔ ''ساری زندگی ایک ٹی۔ وی۔ سیریئل بنانے والے کی اسسٹنٹ گری کرتا رہتا؟۔۔۔ میں بھی عیش و عشرت کی زندگی جینا چاہتا تھا۔۔۔ اسی لیئے تو میں بمبئی آیا تھا۔۔۔ آپ ہمیشہ مجھ سے یہی کہتے رہے کہ کچھ دن رُک جا۔ کچھ دن رُک جا۔ مجبوراً مجھے نوکری کرنی پڑی۔۔ کتنا رُکتا میں؟؟؟؟ کب تک دس ہزار روپے ماہانہ کی نوکری کرتا

urdunovels.net

رہتا جبکہ ذرا سا رسک لیکر میں ارب پتی بن سکتا تھا۔"

"خاموش۔" گوتم گرجا۔ "اِسے "ذرا سا رسک" کہہ رہا ہے؟؟؟ میں اگر اِسوقت تیرے پیچھے نا آیا ہوتا تو کھیل ہی ختم ہو جاتا۔ پھانسی کے تختے پر نظر آتا تو۔"

بلونت بولا۔ "باس۔ یہ سب باتیں بعد میں ہوتی رہیں گی۔ ہمیں اِن سب کو جلد سے جلد ٹھکانے لگا دینا چاہیئے۔"

"شوٹ کردو سب کو۔" گوتم گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "دو بجنے میں پانچ منٹ ہیں۔ سمیر۔۔۔ کار میں بیٹھو۔ ہم شام کی فلائیٹ سے نیپال چلے جائیں گے۔ وہاں سے دوبئی نکل جانا مشکل نہیں ہوگا۔ میں پاسپورٹس لیکر آیا ہوں۔ بلونت، رشید۔۔ اِن سب کو ختم کر کے یہیں گاڑ دو۔ میں کچھ دِنوں بعد واپس آ کر تم دونوں کو مالا مال کر دونگا۔"

"آپ بیفکر ہو کے جایئے باس۔ ہم سب سنبھال لینگے۔" رشید بولا۔

"چلو۔۔" گوتم سمیر کو اُس کی کار کی طرف کھینچتا ہوا بولا۔ دونوں ایک سُرخ رنگ کی ماروتی 800 میں بیٹھ گئے۔

"گوتم۔۔۔" نصرت آگے بڑھ کر چیخا۔ "تم بچ کر جا نہیں سکتے۔"

"رشید۔ سب سے پہلے اِسی حرامزادے کو شوٹ کر دو۔"

"یس باس۔" رشید نے نصرت کی طرف ریوالور تان کر گولی چلائی جو نصرت کے دائیں شانے کو خون سے رنگتی ہوئی گزر گئی۔ اور وہ ایک دردناک چیخ کے ساتھ زمین پر گر پڑا۔

"نصرت۔۔۔" اِسٹیلا کپکپاتی ہوئی آواز میں چیخی۔ سمیر نے ماروتی اسٹارٹ کی اور وہ تیزی سے ایک طرف روانہ ہو گئی۔ بلونت نے اِسٹیلا کی کنپٹی پر ریوالور رکھا اور ایک زہریلی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ "اب تو بھی اپنے عاشق کے پاس جا۔" یہ کہہ کر وہ ٹریگر دبانے ہی جا رہا تھا کہ اچانک سارا ماحول ایک زبردست دھماکے سے گونج اُٹھا۔ اور یہ دیکھ کر سب سکتے میں رہ گئے کہ دوڑتی ہوئی ماروتی 800 کو شعلوں کے ایک بھڑکتے ہوئے مرغولے نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور اُس کے کئی ٹکڑے ہوا میں مختلف سمتوں میں اُڑتے پھر رہے ہیں۔ حیرت کی زیادتی کی وجہ سے رشید اور بلونت کے منہ کھلے رہ گئے۔

"یہ کیا ہوا، رشید؟" بلونت اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ طارق اور شاہ نے ایک لمحے کے لیئے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر انتہائی پھرتی سے اُن دونوں نے اپنے اپنے ریوالور اُٹھائے اور بلونت اور رشید پر فائر کر دیا۔ طارق کی گولی نے رشید کے ماتھے، اور شاہ کی گولی نے بلونت کے سینے پر خون اُگلتے ہوئے سوراخ بنا دیئے تھے۔ دونوں زمین سے کوئی دو تین فٹ اوپر اُچھلے پھر ڈھیر ہو گئے۔ طارق نصرت کی طرف جھپٹا اور اُسے اُٹھانے کی کوشش کرتا ہوا چیخا۔۔ "نصرت۔ نصرت۔۔۔ تم ٹھیک تو ہو نا؟"

اس بیچ غزالہ اور اِسٹیلا بھی دوڑ کر اُنکے پاس آ گئیں تھیں۔

"ہاں۔۔۔ م۔۔ میں۔۔ ٹھیک ہوں۔۔۔" نصرت کراہتے ہوئے، گہری گہری سانسوں کے درمیان بولا۔ "گولی۔۔۔ شانے۔۔۔۔۔ کو چھو کر نکل گئی تھی۔"

"تھینک گاڈ۔" اِسٹیلا نے کہا اور دونوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر سسکنے لگی۔ غزالہ نے اِسٹیلا کو لپٹا لیا اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہوئی غمگین نگاہوں سے طارق کو دیکھنے لگی۔ نصرت نے بڑی مشکل سے اپنے چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔ "غزالہ، اس ہونہار جاسوس سے کہو، اپنے چہرے سے ہاتھ ہٹا لے۔ مجھے اس کی رونی شکل اچھی لگتی ہے۔"

اِسٹیلا روتے روتے ہنس پڑی۔

شاہ حیرت سے جلتی ہوئی کار کے ٹکڑوں کے بیچ گوتم اور سمیر کی سیاہ لاشوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "لیکن یہ ہوا کیا؟"

"آپ کو سارے سوالوں کے جواب مل جائیں گے انسپکٹر صاحب۔ سب سے پہلے نصرت کو اسپتال لے جانا ضروری ہے۔"

طارق نے نصرت کو سہارا دیکر اُٹھاتے ہوئے کہا۔ وہ سب اپنی اپنی کاروں کی طرف بڑھنے لگے۔

باب۔ ۳۶

دوسرے دن صُبح دس بجے۔

برجیش نے چائے کا ایک گھونٹ لیا اور بولا۔ "سمیر۔۔۔ ؟؟ میرا اسسٹنٹ؟؟؟ وہ شرمیلا سا، بہت کم بولنے والا لڑکا۔۔۔ مجھے تو ابھی تک

یقین نہیں آرہا ہے کہ اُس نے دو دو قتل کیئے ہونگے۔''

برجیش، الکا اور ششانک اِس وقت One-Up Detective Agency کے آفس میں بیٹھے تھے۔نصرت کے داہنے شانے پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

''اور ہمیں یہ بھی کہاں پتہ تھا کہ وہ بھرت سہائی کے بھائی، گوتم سہائی کا بیٹا تھا۔'' الکا بولی۔

''یہ ساری باتیں ہمیں بھی کل ہی معلوم ہوئیں۔'' طارق نے ایک طویل سانس لیکر کہا۔''پرسوں رات کو جب سہائی صاحب کے بنگلے پر انسپکٹر شاہ، چوکیدار سے سوالات کر رہا تھا، تو میری نظر فرش پر پڑی ہوئی کسی چمکدار چیز پر پڑی، نزدیک سے دیکھنے پر پتہ چلا کہ وہ ایک Contact lens تھا۔میں نے اُسے اُٹھا کر اپنے رومال میں رکھ لیا اور ہم وہاں سے نکل آئے۔ہمیں سمیر پر شک تب ہوا جب کل ہم یہاں آئے۔ہم نے دیکھا کہ سمیر ایک موٹے سے Lens کا چشمہ لگائے، آپ کی فائیل پڑھ رہا تھا۔یہ بات ہمیں کچھ عجیب سی لگی۔اِس سے پہلے بھی ہم سمیر کو دیکھ چکے تھے، جب آپ نے یہیں سے فون کر کے اُس سے اپنی چیک بک منگوائی تھی۔اُس وقت اُس کی آنکھوں پر چشمہ نہیں تھا۔اور بغیر چشمے کے ہی اُس نے آپ کے کہنے پر چیک بنایا تھا۔ہمارے دماغ میں یہ سوال پیدہ ہوا کہ آخر ایک ہی دن میں سمیر کی آنکھیں اتنی کمزور کیسے ہوگئیں کہ اُسے اتنے موٹے Lens کے چشمے کی ضرورت پڑ گئی؟ ظاہر ہے کہ اسکی وجہ یہی ہو سکتی تھی کہ وہ پہلے Contact Lens استعمال کرتا ہوگا، جو کہیں گر گیا ہوگا۔ہم نے چپ چاپ اُس کے چشمے کے کیس پر لکھا ہوا Optician کا پتہ نوٹ کیا اور وہاں سے اُس Optician کے پاس پہنچے۔Optician نے بتایا کہ آج ہی صبح سمیر سہائی نام کا ایک لڑکا آیا تھا۔وہ دراصل ایک Contact Lens بنوانا چاہتا تھا۔لیکن جب Optician نے اُسے بتایا کہ Contact Lens بننے میں تین دن لگ جائیں گے، تو سمیر نے اُس سے اُسی نمبر کا چشمہ عارضی طور پر لے لیا تھا۔ہم نے Optician کو وہی Lens دکھایا جو ہمیں سہائی صاحب کے بنگلے سے ملا تھا۔Optician نے اُسے چیک کر کے بتایا کہ اُس کا نمبر وہی تھا جو سمیر کے چشمے کا تھا۔سمیر کے نام کے ساتھ سہائی دیکھ کر ہمارا شک اور گہرا ہو گیا۔ہم وہاں سے سیدھے سمیر کے گھر پہنچے اور گھر کی تلاشی لی۔وہاں ہمیں ایک البم ملا، جس میں سمیر اور گوتم کی کئی تصاویر تھیں۔اور دوسرے دستاویز سے بھی یہ ثابت ہوتا تھا کہ سمیر گوتم کا بیٹا ہے۔وہاں سے ہم سیدھے گپتا صاحب کے آفس پہنچے اور ایک بار سہائی صاحب کی وصیت دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔

گپتا صاحب ہمیں اپنے گھر لے گئے۔اُنھوں نے بتایا کہ پہلے سہائی صاحب گپتا صاحب کو بھی اپنی دولت میں حصے دار بنانا چاہتے تھے اور ایسی ایک وصیت کا Draft بھی بنوایا تھا، مگر گپتا صاحب نے اِس کی مخالفت کی اور کہا کہ وہ اِس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا چاہتے۔گپتا صاحب کے گھر جانے سے پہلے ہی ہم نے سمیر پر ہاتھ ڈالنے کی ایک اسکیم بنالی تھی۔ہم نے وہاں سے نکل کر سمیر کو فون کیا، میں نے اُسے یہ یقین دلا دیا کہ میرے پاس اُس کے خلاف کچھ ٹھوس ثبوت تھے، جنہیں میں اُسے دس لاکھ روپے کے عوض بیچنا چاہتا ہوں۔ہم اچھی طرح سے جانتے تھے کہ وہ مجھے بھی قتل کرنے کی کوشش کریگا۔۔۔لیکن اُسے مجرم ثابت کرنے کا اِس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا۔وہ مجھے قتل کرنے کے ارادے سے آیا اور اُس کے بعد جو ہوا وہ تو آپ لوگ جانتے ہی ہیں۔''

برجیش نے ایک طویل سانس لی اور بولا۔''واقعی۔۔۔یہ میری خوش قسمتی تھی جو میں نے آپ لوگوں کی خدمات حاصل کیں۔''

''آپ کا بہت بہت شکریہ۔'' الکا نے کہا۔''آپ لوگوں نے اگر سمیر کو نا پکڑا ہوتا تو ششانک کو بےقصور ثابت کرنا ناممکن ہی ہوتا۔''

''اگر سمیر نے بھرت سہائی کو قتل کرنے کی حماقت نہیں کی ہوتی تو وہ کبھی نا پکڑا جاتا۔'' نصرت بولا۔''شیلیش کے قتل سے تو وہ صاف بچ جاتا، کیونکہ اُس قتل کا الزام تو ششانک پر آ ہی چکا تھا۔''

''اب مجھے یاد آرہا ہے۔'' برجیش کچھ سوچتا ہوا بولا۔''شیلیش کے قتل سے دو تین دن پہلے ہی سمیر چار دنوں کی چھٹی لیکر کہیں گیا تھا۔اُس وقت میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ شیلیش کو قتل کرنے قیصر آباد گیا ہوگا۔''

''سر میں نے سُنا ہے کہ سمیر کی کار اچانک Blast ہوگئی تھی۔'' ''یہ کیسے ہوا؟'' ششانک نے پوچھا۔

نصرت اور طارق نے برجیش کو دیکھا اور طارق بولا۔''یہ ہم بھی ابھی تک نہیں سمجھ پائے۔۔۔خیر جو بھی ہوا۔۔۔اچھا ہی ہوا۔''

برجیش اُٹھتا ہوا بولا۔''اچھا۔۔۔اب ہم چلتے ہیں۔۔۔''

الکا اور ششانک ایک بار پھر اُنکا شکریہ ادا کر کے باہر نکل گئے۔برجیش بولا۔''

انکا۔۔۔تم لوگ چلو۔۔۔میں دومنٹ میں آیا۔ انکا اور ششانک کے جانے کے بعد برجیش دھیرے سے بولا۔ "نصرت صاحب۔۔سمیر کی کار ٹھیک دو بجے Blast ہوئی تھی نا؟"

"جی ہاں۔" نصرت بولا۔ "آپ یہ بتایئے کہ کیا آپ نے سمیر سے شوٹنگ کے لیئے ایک گلدان خریدنے کے لیئے کہا تھا۔"

"جی ہاں۔ شوٹنگ آج ہی ہونے والی تھی۔" برجیش نے کہا۔

نصرت نے ایک طویل سانس لی اور بولا۔ "ہوا یہ تھا برجیش صاحب کہ گلدان کی تلاش کرتے ہوئے میں چور بازار کے ایک Antique Dealer کے پاس پہنچ گیا، جو چوری کا مال بھی خریدتا تھا۔ جن چوروں نے آپ کو بیہوش کر کے چائینا کریک والے کیبن میں بند کر دیا تھا، اُنھوں نے وہ گلدان اُسی Dealer کو بیچا تھا۔ اُس Dealer نے مجھے بتایا کہ وہ گلدان جس آدمی نے خریدا، وہ کوئی فلم والا تھا، کیونکہ گلدان خریدنے کے بعد اُس نے کسی کو فون کر کے بتایا تھا کہ شوٹنگ کے لیئے جیسا گلدان چاہیئے تھا وہ مل گیا۔ پھر اُس نے وہ گلدان اپنی لال رنگ کی ماروتی 800 کی ڈکی میں رکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ وہ آدمی سمیر ہی ہوگا۔"

"جی ہاں۔" برجیش بولا۔ "سمیر نے مجھے ہی فون کر کے بتایا تھا کہ اُسے گلدان مل گیا ہے۔ میں نے اُس سے کہا تھا کہ وہ اُسے اپنی کار ہی میں رکھے اور شوٹنگ والے دن، یعنی آج، لوکیشن پر لے آئے۔ میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ وہی گلدان ہوگا جس میں میں نے بم رکھا تھا۔"

"اور اُس بیچارے کو بھی کیا پتہ تھا کہ وہ اپنی ہی کار کی ڈکی میں اپنی موت لیئے گھوم رہا ہے۔" طارق بولا

"Anyway, Thanks a lot." برجیش نے کہا اور آفس سے نکل گیا۔ کچھ دیر کے بعد طارق اور نصرت بھی آفس سے نکلے اور لفٹ کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ اُنھیں غزالہ اور اسٹیلا Eve's Detective Agency کے آفس سے نکلتی ہوئی دکھیں۔ چاروں ایک دوسرے کو دیکھ کر رُک گئے۔

اسٹیلا کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی اور وہ آہستہ سے بولی۔ "تمھارا زخم کیسا ہے نصرت؟"

"ٹھیک ہے۔۔" نصرت اپنا داہنا گال کھجا کر بولا۔

ٹھیک اُسی وقت لفٹ سے چنگیزی اور صوفیہ نکلے اور لابی میں چاروں کو کھڑا دیکھ کر دونوں ٹھٹک کر رُک گئے۔ چاروں چنگیزی اور صوفیہ کی موجودگی سے بےخبر تھے۔

کچھ دیر خاموشی رہی پھر غزالہ سر جھکا کر بولی۔ "طارق۔۔ مجھے تم سے کہنا ہے۔"

"کہو۔۔۔"

صوفیہ اور چنگیزی نے ایک دوسرے کو دیکھا، پھر لابی کے موڑ پر ایک طرف چھپ کر اُنکی باتیں سُننے لگے۔

"کل جب تم سمیر سے فون پر بات کر رہے تھے۔۔۔تو۔۔۔میں سچ مچ یہی سمجھی تھی کہ تم اُسے بلیک میل کر رہے ہو۔۔۔۔بہت غُصہ آیا تھا تم پر۔" غزالہ بولی۔

"تو۔۔۔؟" طارق نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں معافی چاہتی ہوں۔۔۔کہ میں نے تم کو اتنا غلط سمجھا" غزالہ ایک پشیمان سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

صوفیہ نے یہ سُن کر غُصے سے دانت پیسے اور آہستہ سے غُرائی۔ "یہ کیا کہہ رہی ہے بیوقوف۔۔؟؟"

"کوئی بات نہیں غزالہ۔۔" طارق نے کہا۔ "تمھاری جگہ کوئی بھی ہوتا تو یہی سمجھتا۔"

یہ سُن کر چنگیزی کی مٹھیاں بندھ گئیں اور وہ بھی غُرایا۔ "یہ کیا بک رہا ہے گدھا۔؟"

خاموشی کے ایک مختصر سے وقفے کے بعد اسٹیلا نے کہا۔ "جب تمھیں گولی لگی تھی تو میری تو جان ہی نکل گئی تھی۔"

نصرت نے کچھ کہنے کے لیئے مونہہ کھولا۔۔۔پھر بغیر کچھ کہے، شانے اُچکا کے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔

چنگیزی اور صوفیہ نے گھبرا کر ایک دوسرے کو دیکھا اور چنگیزی نے سرگوشی کی۔ "بس صوفیہ، کہیں خُدا نا خواستہ، ان بیوقوفوں کو عشق کا روگ تو نہیں لگ گیا ہے۔"

صوفیہ ایک جھرجھری لیکر بولی۔ "ایسی منحوس باتیں مونہہ سے نا نکالیئے مسٹر چنگیزی۔"

urdunovels.net

دو تین لمحوں کی ایک اور خاموشی کے بعد غزالہ بولی۔ ''Anyway، Congrats۔۔۔۔ اس بار تم لوگ جیت گئے۔''

''اس بار کیا؟'' طارق بولا۔ ''ہم تو ہمیشہ ہی جیتتے ہیں۔''

''Don't say that Tariq'' اسٹیلا نرم لہجے میں بولی۔ ''پچھلے کیس میں ہم نے تمھیں مات دی تھی۔ بھول گئے کیا؟''

''بھولے کچھ نہیں ہیں۔۔'' نصرت مونہہ بنا کر بولا۔ ''سب اچھی طرح یاد ہے۔ پچھلے کیس میں اگر ہمیں وہ Clues نا ملے ہوتے تو تم دونوں کو اصلی مجرم کی ہوا بھی نہیں لگتی۔''

''بکومت۔'' اسٹیلا کی آواز کچھ اونچی ہوگئی۔ ''تمھیں وہ Clues نا بھی ملے ہوتے تو ہم اصلی مجرم کو بے نقاب کر کے ہی رہتے۔''

چنگیزی اور صوفیہ نے اطمینان کا سانس لیکر سر ہلایا۔

غزالہ نے کہا۔ ''اور موجودہ کیس میں بھی تم دونوں کو کامیابی محض اتفاقاً ملی ہے۔ اگر اُس Contact Lens پر تمھاری نظر نہیں پڑی ہوتی تو تم دونوں ابھی تک جھک مار رہے ہوتے۔''

''جیسے تم دونوں اس وقت مار رہی ہو ہے نا؟'' طارق جھنجھے ہوئے لہجے میں بولا۔

غزالہ نے جل کر کہا۔ ''تمھارا Problem کیا ہے، پتہ ہے طارق؟ تم اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہو کہ دُنیا کا کوئی کام ایسا نہیں ہے جو مرد کر سکتے ہیں اور عورت نہیں کر سکتی۔''

''بکواس ہے۔'' طارق بُرا سا مونہہ بنا کر بولا۔

''سراسر بکواس۔'' نصرت نے کہا۔ ''بہت سے کام ایسے ہیں جو صرف مرد کر سکتے ہیں اور عورتیں نہیں کر سکتیں۔ اور سلمان خان اس بات کو ثابت کر چکا ہے۔''

''سلمان خان کیسے ثابت کر چکا ہے؟'' اسٹیلا نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''بنا شرٹ ڈانس کر کے۔'' نصرت نے کہا اور طارق نے قہقہہ لگایا۔

''Very Funny'' اسٹیلا دانت پیس کر بولی۔

غزالہ طارق کو گھورتی ہوئی بولی۔ ''ایک بیہودہ بات کہہ کر قہقہہ لگانا بیوقوفی کی نشانی ہے۔ سمجھے۔؟''

''بیوقوفی کی نشانیاں عموماً بیوقوفوں کو ہی نظر آتی ہیں۔'' طارق بولا۔

''شٹ اپ۔''

''یو شٹ اپ۔''

صوفیہ اور چنگیزی کے چہرے خوشی سے کھل اُٹھے۔

نصرت بولا۔ ''چلو طارق۔ ان کھسیانی بلیوں کو کھمبا نوچنے دو۔ ہمیں دوسرے بھی کام ہیں۔''

چاروں ایک ساتھ بڑبڑاتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھے۔ چنگیزی اور صوفیہ ایک طرف ہٹ گئے، اور وہ انھیں دیکھے بغیر لفٹ میں داخل ہوگئے۔

"Thank God, Everything is back to normal"

چنگیزی مسکرا کر بولا۔ اور دونوں اپنے اپنے آفس کی طرف بڑھ گئے۔

ختم شد